جرح وتعدیل کے اصول وضوابط

مؤلف :

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

رئیس ابن حنبل اوپن یونیورسٹی

نظر ثانی : حافظ شاہد رفیق حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی

تقریظ : ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی حفظہ اللہ

ناشر : دار ابن بشیر للنشر والتوزیع

جرح وتعدیل کے اصول وضوابط

مؤلف

محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی

اشاعت.. مارچ 2019ء



دارابن بشیر للنشر والتوزیع

حسین خانوالا ہٹھاڑ
تحصیل وضلع قصور، پنجاب۔ پاکستان
+92 302 4056 187



Email: ialhusainwy@gmail.com Web: www.ihitrust.com

فہرست مضامین

- تقریظ 9
- مقدمہ 11
- کتبِ جرح وتعدیل کا وجود اللہ تعالی کا احسان عظیم ہے 12
- سند کا وجود اور اس کی اہمیت پر سلف کے اقوال 12
- بے بنیاد روایات کی تعداد 13
- صحیح احادیث کا دفاع کرنا جہاد ہے 14

پہلا باب:...... جرح وتعدیل کے اصول

- جرح وتعدیل کی اہمیت 21
- جرح کرنا غیبت نہیں 21
- موجودہ علماء پر جرح کرنا جائز نہیں 23
- شروطِ جارح ومعدل 24
- جرح وتعدیل میں تعارض اور اس کا حل 25
- مراتب جرح وتعدیل 27
- رواۃِ حدیث کی تحقیق کے متعلق اصول 32
- راوی کی تحقیق کرنے کا طریقہ 32
- اصولِ تحقیق رواۃ پر جرح وتعدیل اور متاخرین ومتقدمین محدثین کے درمیان فرق 35
- مدلسین کی طبقاتی تقسیم، ائمہ متاخرین کے اصول، مسئلہ حسن لغیرہ 37
- کیا حافظ ابن حجر کی کتاب طبقات المدلسین فضول ہے؟ 37
- ائمہ متقدمین ومتاخرین کا شوشہ، اور ائمہ متاخرین کے اصولوں کی حجیت 38

- کیا حسن لغیرہ حدیث متقدمین سے ثابت نہیں؟ 41
- امام ترمذی رحمہ اللہ ائمہ متقدمین میں سے ہیں 42
- سند میں سفیان سے مراد؟ 43
- جرح کرنے والا اگر خود ضعیف ہے تو اس کی جرح قبول نہیں کی جائے گی 43
- راوی کا بدعتی ہونا عدالت کے منافی نہیں 44
- الزام کی تحقیق کرنا 44
- صرف ثقہ راوی سے بیان کرنے والے (یہ اغلبی ہے کلی نہیں) 44
- جرح وتعدیل لکھنے کا طریقہ 45
- ابوالرجال لقب کی وجہ 46
- رواۃ کے متعلق بعض اہم قواعد 46
- تقریب التہذیب کو زبانی یاد کرنے کا طریقہ 46
- بعض راویوں کے ناموں کی تحقیق اور ضبط کا بیان 47
- بعض نسبتوں کا بیان 49
- دیگر ناموں کا بیان 49

دوسرا باب ...... ائمہ جرح وتعدیل اور ان کی خاص اصطلاحات

- پہلی صدی ہجری کے بعض ائمہ جرح وتعدیل 58
- دوسری صدی ہجری کے مشہور ائمہ جرح وتعدیل 58
- تیسری صدی ہجری کے مشہور ائمہ جرح وتعدیل 59
- چوتھی صدی ہجری کے بعض ائمہ جرح وتعدیل 59
- ائمہ جرح وتعدیل کی اقسام 60
- بعض ائمہ جرح وتعدیل کی خاص اصطلاحات 61
- امام ابوحاتم الرازی کی خاص اصطلاحات 61
- امام ابن معین کی خاص اصطلاحات 62

- امام بخاری کی خاص اصطلاحات 63
- کسی راوی پرسکوت 65
- امام بخاری کی اخطاء واوہام پر تنقید 66
- امام ابن عدی کی خاص اصطلاحات 67

تیسرا باب ...... ائمہ جرح وتعدیل کے حالات اور کتب جرح وتعدیل کا منہج

- امام یحییٰ بن معین 68
- امام ابن معین رحمہ اللہ کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج 70
- التاريخ ليحيى بن معين رواية الدورى 72
- معرفة الرجال لابن معين رواية ابى العباس ابن محرز البغدادى 73
- سؤالات ابى اسحاق ابراهيم بن الجنيد لابن معين 73
- من كلام ابى زكريا يحيى بن معين فى الرجال 73
- سؤالات عثمان بن طالوت البصرى لابن معين 74
- تاريخ عثمان بن سعيد الدارمى عن ابن معين فى تخريج 74
- کتب سؤالات کی اہمیت 74
- امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حالات 76
- امام احمد بن حنبل کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج 81
- الأسامي والكنٰى 81
- العلل و معرفة الرجال رواية عبدالله بن احمد بن حنبل 82
- العلل ومعرفة الرجال لامام احمد رواية المروذى 82
- سؤالات ابى داود لامام احمد بن حنبل فى جرح الرواة و تعديلهم 82
- سؤالات ابى بكر الاثرم لامام احمد فى الجرح و التعديل 83
- مسائل الامام ابى عبدالله احمد بن حنبل رواية ابنه ابى الفضل صالح 83
- مسائل الامام احمد رواية ابى القاسم 83

- موسوعة اقوال الامام احمد بن حنبل 83
- بحرالدم فیمن تکلم فیه الامام احمد بمدح او ذم لابن عبدالهادی 84
- امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ 84
- اما ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ 84
- امام ابن شاہین 86
- التاریخ الکبیر للبخاری اور الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا منہج 88
- التاریخ الکبیر للبخاری کا منہج 88
- امام بخاری کے جرح وتعدیل کے بعض حکموں پر تنقید 92
- الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا منہج 92
- پہلی جلد تقدمة المعرفة لکتاب الجرح والتعدیل کا تعارف 93
- الجرح والتعدیل کی جلد ۲ تا ۹ تک کا منہج 93
- امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حالات اوران کی کتب کا منہج 94
- امام دارقطنی امام الجرح والتعدیل تھے 96
- سنن الدارقطنی 99
- رؤیۃ اللہ 101
- کتاب العلل 102
- جزء ابی طاهر 103
- التتبع 103
- كتاب الصفات 104
- غرائب مالك 104
- فضائل الصحابة 104
- النزول 105
- امام دارقطنی کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج 105
- سؤالات ابی بکر البرقانی للامام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل 105

- سؤالات ابی عبدالرحمن السلمی للامام الدارقطنی ... 105
- سؤالات ابی عبداللّٰہ الحاکم النیشا بوری للامام الدارقطنی ... 105
- سؤالات حمزۃ بن یوسف السَّھمی للامام ابی الحسن الدارقطنی .. 106
- سؤالات ابی عبداللّٰہ بن بکیر البغدادی للام الدارقطنی ... 106
- موسوعۃ اقوال الدار قطنی 106
- امام دارقطنی کی دیگر کتبِ جرح وتعدیل 107
- امام ابن حبان رحمہ اللہ کی کتبِ رجال کا منہج 107
- فن رجال پر کتب 108
- الثقات لابن حبان کا منہج 109
- کیا امام ابنِ حبان جرح میں متشدد اور توثیق میں متساہل ہیں؟ 111
- تساہل کی وجوہات 114
- کتاب المجروحین 116
- تاریخ بغداد کا منہج 116
- سؤالات الآجری 118
- امام ابو بشر الدولابی رحمہ اللہ 118
- الکنی والاسماء للدولابی 119
- سیر اعلام النبلاء للذہبی کا منہج 119
- حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتب رجال کا منہج 119
- حافظ ابن حجر کی فنِ رجال پر کتب 120
- ہُدی الساری میں رجال کی بحوث 122
- حافظ ابن حجر کی کتبِ تخریج 122
- لسان المیزان کا منہج 122
- تہذیب التہذیب کا منہج 124
- تعجیل المنفعۃ لمن یرید زوائد رجال الائمۃ الاربعۃ کا منہج 124

- تقریب التهذیب لابن حجر کا منہج 126
- کیا حافظ ابن حجر کے تقریب میں تمام رواۃ پر حکموں سے اتفاق ہے؟ 128
- کیا تقریب التہذیب میں کتب ستہ کے تمام رواۃ موجود ہیں؟ 128
- کتب ستہ کے رجال پر کتب 128
- عام کتب حدیث کے رجال 129
- ائمہ اربعہ کی کتب کے رجال 129
- ثقہ رواۃ پر کتب 129
- کیا امام عجلی نے صرف ثقہ رواۃ پر یہ کتاب لکھی؟ 129
- چند مثالیں 130
- ضعیف رواۃ پر کتب 130
- امام ابن عدی کا منہج 131
- کتاب الضعفاء والمتروکین للدولابی 132
- طبقات رجال پر کتب 132
- طبقات پر لکھی گئی کتب 133
- دیگر فنون کے ماہرین کے طبقات پر کتب 134
- حروف تہجی کے اعتبار سے کتب جرح وتعدیل 134
- جامع السؤالات الحدیثیة 134
- علمائے احناف اور جرح وتعدیل 136



تقریظ

الدکتور الاستاذ حافظ حمزہ مدنی حفظہ اللہ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ اما بعد!

دین کی خدمت بہت بڑی سعادت ہے۔ اللہ تعالیٰ اسی پر قائم دائم رکھے اور آخری سانس تک سب سے دین کی آبیاری کا کام لیتا رہے۔ جامعہ لاہور الاسلامیہ نصف صدی سے زائد مدت سے دینی، اصلاحی، عملی وتحقیقی میدانوں میں کام کر رہا ہے۔ ہمارے جامعہ کے فیض یافتگان الحمد للہ دنیا کے کونے کونے میں دینی خدمات میں مصروف ہیں۔ جامعہ کے فارغ التحصیل کچھ وہ فضلاء، علمائے کرام جن پر ادارہ کو فخر ہے، ان میں ہمارے باصلاحیت اور فاضل بھائی الشیخ مولانا محمد ابراہیم بن بشیر الحسینوی حفظہ اللہ بھی ہیں۔ موصوف کا زمانہ طالب علمی سے ہی قلم وقرطاس سے گہرا تعلق تھا۔ ابتدائی کلاسز سے ہی میری ان پر خاص توجہ تھی۔ اسی توجہ کے نتیجے میں کمپیوٹر کی تعلیم سکھلائی اور تصنیفی وتحقیقی پراجیکٹس کی طرف بھرپور راہنمائی کی اور آج تک ان سے کئی علمی کام کروائے۔ موصوف نہایت محنتی اور قابل عالم ہیں۔ وہ بالخصوص حدیث وعلوم حدیث میں ماشاء اللہ یدطولی رکھتے ہیں۔ جہاں وہ بطور مدرس تقریبا چودہ پندرہ سالوں سے دینی علوم وفنون کی تدریس کر رہے ہیں وہیں وہ زمانہ طالب علمی سے لے کر اب تک کئی درجن کتب پر علمی کام بھی کر چکے ہیں۔ ان کی دو درجن سے زائد کتب الحمد للہ مطبوع ہیں، نیز قصور شہر میں وہ اپنی نگرانی میں جامعہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (بائی پاس) اور کئی ممالک میں ابن حنبل اوپن یونیورسٹی بھی چلا رہے ہیں۔ کثر اللہ امثالھم

اب تک فاضل بھائی نے جو علمی وتحقیقی کام ہمارے زیر اشراف کیے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

۱: تلخیص حجیت حدیث از شیخ محمد ناصر الدین الالبانی رحمہ اللہ۔

۲: امام طبرانی رحمہ اللہ کے حالات اوران کی کتب حدیث کا منہج (ماہ نامہ محدث میں مطبوع ہے)

۳: امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حالات اوران کی کتب حدیث کا منہج (ماہ نامہ محدث میں مطبوع ہے۔)

۴: ائمہ قراءت جرح وتعدیل کی میزان میں، دوقسط میں، (ششماھی تحقیقی مجلہ رشد قراءات نمبر جلد ۲، ۳ میں مطبوع ہے)

۵: پچیس روزہ دورہ اصول حدیث وجرح وتعدیل (مرکز البیت العتیق، رمضان ۲۰۱۷) میں فاضل موصوف نے کروایا، جس میں ملک بھر سے آئے ہوئے علمائے کرام کو مکمل رمضان جرح وتعدیل پر تحقیقی لیکچر دیتے رہے، جو بعد ازاں علمائے کرام میں بے حد مقبول ہوئے۔ اب انہیں لیکچروں پر مشتمل زیر نظر کتاب (جرح وتعدیل کے اصول وضوابط) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اربابِ مدارسِ دینیہ سے خصوصی گزارش ہے کہ فاضل موصوف کی اس کتاب کو اپنے مدارس کے نصاب میں شامل کریں۔

۶: محدث فورم میں موصوف رکن مجلس شوری کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، وہاں ان کے بیسیوں مضامین مطبوع ہیں۔

۷: اب محترم ہمارے زیر اشراف ''مؤسسة لخدمة صحيح البخاري'' کے تحت صحیح البخاری کی کئی ایک اہم غیر مطبوع شروحات پر کام کر رہے ہیں۔ ان کے اساتذہ کرام اور مادر علمی کو واقعتاان سے بہت سی توقعات ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ پوری فرمائے۔

اللہ تعالی ہمارے بھائی کو صحت وایمان اور علم وعمل سے بھرپور لمبی زندگی سے نوازے، انہیں نظر بد سے بچائے اور والدین، مادر علمی کے منتظمین اور اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے۔ آمین

راقم

ڈاکٹر حافظ حمزہ مدنی

ناظم اعلی جامعہ لاہور الاسلامیہ (مرکز البیت العتیق، لاہور)

۱۵ مئی ۲۰۱۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

نحمده ونصلی علی رسوله الكريم أشهد أن لااله الاالله
وأشهد ان محمداعبده ورسوله ،أما بعد:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ ۝ ﴾ (الحجر:۹)

امام بیہقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سنت بھی قرآن کی طرح محفوظ ہے، کیونکہ سنت بھی ذکر میں شامل ہے۔ [1]

امام حاکم نیشاپوری فرماتے ہیں کہ اگر اسناد نہ ہوتی اور محدثین کرام ان کو طلب نہ کرتے اور کثرت سے یاد نہ کرتے تو اسلام کی علامتیں مٹ جاتیں، جھوٹی احادیث گھڑ لی جاتیں، اسنادِ حدیث کو الٹ پلٹ دیا جاتا اور اس طرح اہلِ بدعت غالب آجاتے، کیونکہ اگر احادیث کو اسناد سے بے نیاز کر دیا جائے تو وہ بالکل بے بنیاد ہو کر رہ جائیں گی۔ [2]

علمِ رجال یہ ہے کہ سندِ حدیث میں ہر راوی کو پرکھنا، اس کے حالات جاننا اور ائمہ کرام کے اقوال کے مطابق ان پر حکم لگانا۔ یہ تمام امور علم جرح وتعدیل کے ذریعے ہی سے جانے جا سکتے ہیں۔

بری اور اچھی صفات والوں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے اور انھیں دو اقسام میں تقسیم کیا ہے:

- سچا اور جھوٹا
- مومن اور منافق

---

[1] مفتاح الجنة فی الاحتجاج بالسنة ص:٤٣-٤٤.

[2] معرفة علوم الحديث للحاكم ص:٦.

- پاک دامن اورزانی
- جنتی اورجہنمی
- نیک اور بد

یہی علمِ جرح وتعدیل ہے کہ سچے کوسچا کہا جائے اورجھوٹے کوجھوٹا کہا جائے۔
جھوٹے کی بات کی تحقیق فرض ہے اور سچے کی بات فوراقبول کی جاتی ہے۔

کتبِ جرح وتعدیل کا وجوداللہ تعالی کا احسان عظیم ہے:

فنِ جرح وتعدیل کی اہم کتب میں رواۃ کی تعداد درج ذیل ہے۔اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اس فن کے ذریعے اللہ تعالی نے امت مسلمہ پر کتنا بڑا احسان کیا ہے۔

۱:	التاریخ الکبیر للبخاری:	13983
۲:	کتاب الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم:	18038
۳:	الطبقات الکبری لابن سعد:	5554
۴:	العلل للدارقطنی:	4128
۵:	تہذیب الکمال للمزی:	8634
۶:	لسان المیزان لابن حجر:	15538
۷:	کتاب الثقات لابن حبان:	16508
۸:	تاریخ بغداد:	7831
۹:	تاریخ دمشق:	9519

سند کا وجود اور اس کی اہمیت پر سلف کے اقوال:

اسناد کی تعریف:...... یہ ''اسند'' کا مصدر ہے جس سے مراد اونچی زمین ، پہاڑ یا بلندی پر چڑھنا ہے۔

اصطلاحا:......متن تک پہنچے کا ذریعہ یا کسی قول کو اس کے قائل تک پہنچانے کو''سند'' کہتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا ﴾ (الحجرات:٦)

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((لیبلغ الشاهد الغائب)) [1]

محدثین نے ان پر عمل کرتے ہوئے سند کا سلسلہ قائم کیا ہے۔

ابراہیم نخعی تابعی کہتے ہیں کہ مختار ثقفی کے دور میں سند کے بارے میں تفتیش کا رجحان شروع ہوا۔ اس لیے کہ ان دنوں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کثرت سے جھوٹ بولا جارہا تھا۔ [2]

امام عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔ سند دین کا حصہ ہے اور اگر سند نہ ہوتی تو جو چاہتا کہہ ڈالتا۔ [3]

امام ابن سیرین نے کہا:

"ان هذا العلم دين فانظروا عمن تاخذون دينكم" [4]

"بے شک یہ علم دین کا حصہ ہے تو دیکھ لو تم کس سے اپنا دین حاصل کر رہے ہو۔"

بے بنیاد روایات کی تعداد:

حافظ ابو یعلی خلیلی نے کہا ہے: ان (شیعہ) کی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی فضیلت میں موضوع روایات کی تعداد تقریبا تین لاکھ ہے۔

حافظ ابن قیم اس تعداد پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ اس تعداد کو بعید از قیاس نہ سمجھیں، اس بارے میں ان کے پاس جتنی روایات ہیں، اگر آپ ان کی تتبع اور جستجو کریں تو معاملہ ایسے ہی پائیں گے۔ [5]

---

1. بخاری:٦٧.
2. شرح علل الترمذی لابن رجب: ١/٣٦١.
3. مقدمہ صحیح مسلم: ١/٢١.
4. مقدمہ صحیح مسلم: ١/١١.
5. المنار المنیف ص: ١١٦.

ہارون الرشید کو ایک زندیق کے بارے میں خبر ملی کہ وہ احادیث خود بناتا ہے تو اس نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا تو اس زندیق نے کہا کہ آپ کو میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا ؟ خلیفہ فرمانے لگے: لوگ تیرے شر سے محفوظ ہو جائیں گے۔ وہ کہنے لگا: آپ ان ہزاروں روایتوں کا کیا حل کریں گے جو میں نے خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کا نہیں ہے۔ خلیفہ فرمانے لگے: تو ابو اسحٰق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے کہاں بھاگ کر جائے گا، وہ تیری روایات کو چھاننی میں ڈال کر ان کا ایک ایک حرف نکال لیں گے۔ [1]

اسی طرح عبدالکریم نامی زندیق نے چار ہزار روایات گھڑنے کا اقرار کیا۔ [2]

۳۵۰ کذاب رواۃ کی کل روایات پانچ لاکھ سینتالیس بنتی ہیں۔ [3]

مثل مشہور ہے کہ چوری چھپی نہیں رہتی اور قاتل بھی آخر پکڑا جاتا ہے۔ اللہ کی قسم! یہ دنیاوی معاملات ہیں تو پولیس اور حکومت چوروں کو پکڑ لیتی ہے، کیسے ہوسکتا ہے کہ کوئی دین میں غلط روایت بنا کر لوگوں میں عام کر دے تو محدثین اس کو نہ پکڑیں۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔

صرف لسان المیزان لابن حجر میں ضعیف اور کذاب رواۃ کی تعداد 15538 ہے۔

صحیح احادیث کا دفاع کرنا جہاد ہے:

امام حمیدی نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر میں ان لوگوں سے جہاد کروں جو رسول اللہ ﷺ کی حدیث رد کرتے ہیں تو میرے نزدیک یہ ان جیسے (کافر) ترکوں سے جہاد کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ [4]

جب بھی کسی نے کسی ثقہ راوی پر غلط اعتراض کیا فوراً اس کا رد کیا گیا، یہ ایک مستقل

[1] تاریخ الخلفاء للسیوطی ص:۲۲۳.

[2] میزان الاعتدال :۲/۶۴۴.

[3] مدرسة الکذابین فی روایة التاریخ ص:۷۹.

[4] ذم الکلام للهروی :۲۲۸.

تاریخ ہے جو ہم نے اپنے ایک مقالے ''دفاع حدیث کیوں ضروری ہے؟'' میں پیش کر دی ہے، اس پر مزید چند فوائد پیش خدمت ہیں۔ صرف صحیح بخاری کو ہی لیں جس دور میں بھی کسی نے اس پر بے بنیاد اعتراض کیے فوراً صحیح بخاری کا دفاع کیا گیا، مثلاً:

۱:...... امام دارقطنی نے اگر اعتراض کیے تو حافظ ابن حجر نے ہدی الساری اور فتح الباری میں اور محدث مقبل بن ھادی الیمنی نے ''الالزامات والتتبع'' کے حاشیے میں خوب دفاع کیا۔

۲:...... حافظ ولی الدین ابوزرعہ نے رجالِ صحیح بخاری کے دفاع میں ''البیان والتوضیح لمن اخرج له فی الصحیح وقد مس بضرب من التجریح'' کے نام سے مستقل کتاب لکھی، جس میں ۳۵۰ رواۃ کا ذکر کیا۔

۳:...... علامہ محمد بن اسماعیل بن خلفون نے ''رفع االتماری فی من تکلم فیه من رجال البخاری'' کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔

۴:...... علامہ ابوالولید باجی نے ''التعدیل والتجریح لمن خرج عنه البخاری فی الصحیح'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی۔

۵:...... عبدالکریم پٹنی حنفی نے ''الجرح علی البخاری'' کے نام سے بدنام زمانہ کتاب لکھی تو اس کے رد میں شیخ الاسلام ابوالقاسم بنارسی رحمہ اللہ نے ''الکوثر الجاری فی جواب الجرح علی البخاری'' لکھ کر بخاری کا دفاع کیا۔ پٹنی نے سات رسالے لکھے تو محدث بنارسی نے بھی اس کے رد پر سات کتب لکھیں۔

۶:...... اگر حبیب الرحمن کاندھلوی نے ''مذہبی داستانیں'' کے نام سے صحیح بخاری پر اعتراضات کیے تو ہمارے استاد محترم محدث العصر ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے ''احادیث صحیح بخاری ومسلم میں پرویزی تشکیک کا علمی محاسبہ'' لکھ کر دفاع کا حق ادا کیا۔

۷:...... مولانا سرفراز صفدر رحمہ اللہ نے کئی ایک کتب میں رواۃ حدیث پر بے جا کلام کیا تو شیخ اثری حفظہ اللہ نے '' توضیح الکلام، مولانا سرفراز صفدر اپنی کتب کے آئینے میں اور آئینہ ان کو دکھایا تو برا مان گئے'' میں اس کی حقیقت کو آشکارا کیا۔ اعلاء السنن میں ضعیف اور کذاب رواۃ

کو ثقہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئ تو شیخ اثری صاحب نے اپنی کتاب "اعلاء السنن فی المیزان" میں اس کی خوب خبر لی۔

۸:...... اگر حبیب الرحمن ڈیروی دیوبندی نے صحیح بخاری پر نقد کیا تو شیخ اثری صاحب نے "امام بخاری پر بعض اعتراضات کا جائزہ" لکھ کر ڈیروی کی جہالات کو تشت از بام کیا۔

یہ ایک لمبی داستان ہے جس کے لیے بہت رجسٹر درکار ہیں۔ یہ سب کچھ علمِ جرح وتعدیل ہی کی بدولت ہے۔اس کی تفصیل ہم اپنی کتاب "تاریخ دفاع حدیث" میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ

یہ سب کچھ کب ممکن ہوگا ؟ جب ہم جرح وتعدیل کے فن کو اہمیت دیں گے،اس فن کی کتب کو اپنے سینے سے لگائیں گے۔ اپنا اوڑھنا بچھونا فن جرح وتعدیل کو بنائیں گے اور اس فن کی باریکیوں کو سمجھیں گے۔نیز پختہ محدثین کے سامنے سالہا سال زانوے تلمذ طے کریں گے۔

سب سے پہلے میرے اساتذہ میں سے شیخ عبدالرشید راشد رحمہ اللہ نے میری اس فن کی طرف رہنمائی کی جب جامعہ لاہور الاسلامیہ (المعروف رحمانیہ) لاہور کی تیسری کلاس میں تھا۔

اس جامعہ میں درج ذیل شیوخ نے بھی اس فن کی طرف اچھی خاصی راہنمائی کی مثلاً شیخ رمضان سلفی حفظہ اللہ اور شیخ آصف اریب حفظہ اللہ۔پھر درجہ رابعہ میں سنن النسائی کے رواۃ پر اور پیارے رسول کی پیاری دعائیں پر کام کیا۔

اسی دوران میں الاعتصام اور محدث جیسے قیمتی رسالوں کا مطالعہ بھی کیا کرتا تھا،اس سے بھی بہت کچھ سیکھنے کا موقع ملا۔بعض دفعہ جمعہ شیخ مبشر احمد ربانی حفظہ اللہ کی مسجد میں ان کی اقتدا میں ادا کرتا،نماز جمعہ کے بعد لوگ ان سے سوالات کرتے تو مجھے سوالات کرنے کا موقع ملتا وہاں بھی جرح وتعدیل کی بحوث ہوتیں۔

درجہ رابعہ ہی میں استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ سے رابطہ ہوا اور لمبا عرصہ ان سے فائدہ اٹھایا۔

استاد محترم شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ سے تین سال مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد میں

بہت فائدہ اٹھایا۔ وہاں استاد محترم حافظ مسعود عالم ﷾، استاد محترم حافظ محمد شریف ﷾اور استاد محترم پروفیسر عبدالرزاق ساجد ﷾ سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ اسی دوران میں کئی ایک کتب بھی لکھیں، مثلاً:

۱: موسوعة المدلسين

۲: الاعلان فی معرفة من قیل فیه لم یسمع من فلان

۳: تلخیص الکواکب النیرات لابن الکیال

۴: معجم المجهولین

۵: معجم الضعفاء

۶: الاصلاح للامام محمد گوندلوی ﷫ (حصہ دوم) کی تخریج وتحقیق

نیز ان کے علاوہ کئی ایک کتب کی تخریج زمانہ طالب علمی ہی میں کی۔

صحیح مسلم، مسند حمیدی، السنہ لابن ابی عاصم، بلوغ المرام، سنن الترمذی، مسند احمد پراور الجامع الکامل پر کام کا موقع ملا۔ کئی ایک کتبِ حدیث پر کام مکمل ہو چکے ہیں اور صحیح بخاری پر مفصل کام جاری ہے۔ کئی ایک اپنی اور دیگر محدثین وعلماء کی کتب طبع کر چکا ہوں اور کئی زیر طبع ہیں۔

اس داستان سے مقصود صرف یہ ہے کہ انسان مخلص ہو کر کسی فن کے پیچھے لگ جائے تو اللہ تعالیٰ راستے ہموار کر دیتا ہے۔ الحمدللہ

تنبیہ:...... یہ کتاب پڑھ کر کوئی اپنے آپ کو جرح وتعدیل کا ماہر تصور نہ کرے، بلکہ یہ فنِ جرح وتعدیل کے ابتدائی قاعدے کے مترادف ہے۔ اس کتاب کو کسی مستند شیخ سے پڑھا جائے اور اس میں بیان کردہ قواعد کی عملی مشق کے لیے سالہا سال کسی محدث کے پاس بیٹھا جائے، تب جا کر اس دقیق فن کی کچھ سمجھ آئے گی اور پھر ساری زندگی اسی فن کی خدمت میں گزاری جائے۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کی خاص توفیق سے بندہ ناچیز نے جرح وتعدیل کے فن پر کئی ایک کتب لکھی ہیں جو عنقریب شائع کی جائیں گی ان شاء اللہ۔

١: تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط ۔مطبوع۔

٢: جرح وتعدیل کے اصول وضوابط ۔زیر طبع۔

٣: موسوعة المدلسین

٤: علوم حدیث، از رشحات قلم امام محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

٥: اصول حدیث، از رشحات قلم محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

٦: اصول حدیث، از رشحات قلم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ

٧: محدثین کے حالات اوران کی کتب حدیث کا منہج

٨: ائمہ جرح وتعدیل کا تعارف اوران کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج

٩: ائمہ قراءت جرح وتعدیل کی میزان میں ۔مطبوع (رشد لاہور کا قراءت نمبر)

١٠: جرح وتعدیل کا ابتدائی قاعدہ (مطبوع)

١١: رسائل فی الجرح والتعدیل

ابھی چند ماہ قبل ہم نے طلبہ وطالبات کے لیے ''تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط'' اور ''جرح وتعدیل کا ابتدائی قاعدہ'' شائع کیں جن کو بہت پسند کیا گیا، بلکہ بعض مدارس نے انہیں اپنے نصاب میں شامل بھی کیا فجزاہم اللہ خیرا۔اس طرح یہ کتاب بھی پیش خدمت ہے۔امید واثق ہے کہ ضرور پسند آئے گی اوراس کو بھی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جائے گا۔ان شاء اللہ

افسوس ان بعض طلبہ پر جو کچھ چیزیں سمجھ آنے کے بعد اپنے آپ کوفن جرح وتعدیل کا ماہر اور استاد تصور کرنا شروع کر دیتے ہیں ۔یہ ایک فتنے کی شکل اختیار کرگیا ہے، اللہ تعالی ایسے جاہلوں سے امت مسلمہ کو محفوظ فرمائے ۔آمین ۔اس طرح ایک جرح وتعدیل سے جاہل شخص نے ''اصول حدیث اور اصول تخریج '' کے نام سے کتاب لکھی ہے جس پر ہمارے فاضل دوست شیخ ابوالمحبوب انور شاہ راشدی حفظہ اللہ محققانہ اور فاضلانہ تبصرہ کررہے ہیں۔

ہمارے اس رسالے کو موجودہ دور کے محدثین پر پیش کیا جائے اس کی درست باتوں سے فائدہ اٹھایا جائے اور کمزور باتوں کی مجھے اطلاع دی جائے تاکہ ہم اپنی غلط باتوں سے

رجوع کرسکیں۔ہمارا یہ ہرگز دعوی نہیں کہ ہم نے تمام اصولوں کا احاطہ کیا ہے بس جو اصول ضروری خیال کیے انھیں جمع کرنے کی ادنی سی کوشش کی ہے۔اس کتاب کے بعد ہم اپنی جرح وتعدیل پر لکھی ہوئی کئی ایک کتب شائع کریں گے۔ان شاء اللہ۔تاکہ مدارس کے لیے ایک مکمل نصاب تیار ہوجائے۔

مرکز البیت العتیق لاہور رمضان 1438ھ میں ہم نے دورہ جرح وتعدیل کروایا تھا وہ اکیس دن کی کلاس پر مشتمل تھا۔وہ مکمل دورہ یوٹیوب پر اپ لوڈ کردیا گیا ہے اسے سماعت کرنے کے لیے آپ یوٹیوب پر لکھیں :ibrahim bin bashir اور دورے سے فائدہ اٹھائیں۔یہ لیکچرسن کرآپ کوفنِ جرح وتعدیل کوسمجھنے میں کافی مدد ملے گی۔ان شاء اللہ۔اور آپ علم وتحقیق کی دولت سے مالا مال ہوں گے۔دورہ کی ہماری تقریر سن کرکوئی ہم پراعتراض نہ کرے بلکہ انہیں دروس پر مشتمل ہماری اس کتاب پراعتراض کرے،کیونکہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ تقریراور تحریر کا انداز مختلف ہوتا ہے اور تقریر میں کچھ کمزوری رہ جانا ممکن ہے۔اللہ تعالی اسے قبول فرمائے۔

آخر میں محترم المقام حافظ شاہد رفیق ﷾ کا شکرگزار ہوں جنھوں نے کتاب پر نظر ثانی کی فجزاہ اللّٰہ خیرا۔اللہ تعالی ہماری اس کتاب کواساتذہ،والدین اور معاونین کے لیے صدقہ جاریہ بنائے آمین

انا العبد

ابورمیثہ محمدابراہیم بن بشیر بن یعقوب بن عمرالحسینوی

رئیس جامعہ امام احمد بن حنبل،بائی پاس چوک،قصوروابن حنبل اوپن یونیورسٹی

26-9-2017



پہلا باب:

جرح وتعدیل کے اصول

جرح کے لغوی معنی: زخم لگانا ہے۔ [1]

اصطلاحی تعریف: راویوں کو ایسی صفت سے متصف کرنے کو جرح کہا جاتا ہے جس سے ان کی روایت ضعیف یا مردود ہو جانے کی وجہ سے غیر مقبول قرار دی جاتی ہے۔

تعدیل کے لغوی معنی: کسی چیز کو درست کرنا۔ [2]

اصطلاحی تعریف: راوی کو کسی ایسی صفت سے متصف کرنے کو تعدیل کہتے ہیں جس سے اس کی روایت قابلِ قبول بن جاتی ہو۔

فنِ جرح و تعدیل: ایسے فن کو کہا جاتا ہے جس میں رواۃِ حدیث پر بحیثیت قبول و رد، مخصوص الفاظ کے ذریعے کلام کی جائے اور ان الفاظ کے مراتب پر بحث کی جائے۔ [3]

جرح کا شرعی حکم: حسبِ ضرورت اس کا جواز تھا جب سندِ حدیث کی رواۃ پر تحقیق مطلوب تھی، محدثین نے ایمان داری کے ساتھ رواۃِ حدیث پر حکم لگائے۔ ارشاد باری تعالی ہے: یَآَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْٓا کس قدر واضح آیت ہے کہ فاسق، غیر معتبر راوی کے فسق کو بیان کیا جائے تا کہ کوئی اس کی بیان کی ہوئی بات سے دھوکا نہ کھائے۔

امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین عظام نے عظیم خطرات کے پیش نظر راویوں پر کلام کرنے کی اجازت دی ہے، اس لیے کہ حلال وحرام کی معرفت کا دارومدار انہیں پر موقوف ہے۔ [3]

امام یحییٰ بن سعید القطان سے جب کسی نے یہ سوال کیا کہ آپ کو اس کا خوف نہیں کہ

---

[1] لسان العرب: ۴۲۲/۲.
[2] الصحاح: ۱۷۶۱/۵.
[3] الحطة فی ذکر صحاح الستة ص: ۸۹.
[3] صحیح مسلم مع شرح نووی: ۱۲۳/۱.

قیامت کے دن یہ لوگ (جن پر آپ نے جرح کی ہے) آپ کے مدمقابل ہوں گے؟ انہوں نے فرمایا کہ یہ لوگ میرے مدمقابل ہوں، یہ کہیں زیادہ بہتر ہے اس سے کہ رسول اللہ ﷺ قیامت کے دن میرے مقابل بحیثیت مدعی ہوں اور آپ فرمائیں کہ جب میرے اوپر جھوٹ گڑھا جارہا تھا اس وقت تم نے میرا دفاع کیوں نہیں کیا؟ [1]

جرح وتعدیل کی اہمیت:

جرح وتعدیل کا تعلق سند کے ساتھ ہے۔ کچھ اقوال سند کی اہمیت پر ملاحظہ فرمائیں۔

صغار تابعین کے دور میں سند بیان نہ کرنا بہت بڑا جرم تھا۔ ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں:

عتبہ بن حکیم کہتے ہیں کہ میں ابن ابی فروہ کے پاس تھا اور وہاں ابنِ شہاب زہری بھی موجود تھے، ابن ابی فروہ نے سند بیان کیے بغیر کہا: قال رسول اللہ ﷺ! امام زہری نے کہا: اللہ تجھے برباد کرے تو دین کے معاملے میں کتنا جری ہوگیا ہے، اپنی حدیث کی سند ہی بیان نہیں کرتا؟ ہمیں بغیر باگوں اور رسیوں (سند) کے حدیث بیان کررہا ہے۔ [2]

امام عبداللہ بن مبارک نے کہا: الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء۔

جرح کرنا غیبت نہیں:

غیبت کے حرام ہونے میں کوئی شک نہیں، لیکن یہ مسئلہ سمجھنے والا ہے کہ آیا رواۃِ حدیث پر محدثین، جو حقیقت میں اللہ کے ولی لوگ تھے کلام کرکے ساری عمر غیبت ہی کرتے رہے؟ نہیں ایسی بات نہیں ہے، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے اس بات کا علم ہوا ہے کہ غیبت حرام ہے اس وقت سے میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔ رواۃِ حدیث پر جرح کا تعلق غیبت سے نہیں بلکہ ایک امر مستحسن تھا جس کی محدثین نے بروقت بجا آوری فرما کر دفاعِ حدیث کا بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا۔ اگر کذاب، دجال، زندیق، متروک، فاسق و فاجر اور غافل لوگوں کی نشان دہی نہ ہوتی تو دینِ اسلام بے کار ثابت ہوتا۔ سچ اور جھوٹ کی تمیز نہ

[1] تدریب الراوی: ۳۶۹/۲.
[2] معرفة علوم الحدیث ص: ۱۱.

رہتی۔ امام ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری کیا خوب فرماتے ہیں کہ اگر اسناد نہ ہوتی اور محدثین کرام ان کو طلب نہ کرتے اور کثرت سے ذکر نہ کرتے تو اسلام کی علامتیں مٹ جاتیں، جھوٹی احادیث گھڑ لی جاتیں، اسناد حدیث کو الٹ پلٹ دیا جاتا اور اس طرح اہل بدعت غالب آجاتے، کیونکہ اگر احادیث کو اسناد سے بے نیاز کر دیا جائے تو وہ بالکل بے بنیاد ہو کر رہ جائیں گی۔ [1]

رواۃِ حدیث پر کلام اس لیے کیا جاتا ہے تاکہ صحیح احادیث کو ضعیف سے ممتاز کیا جائے۔

کیا کوئی چاہتا ہے کہ کوئی ظالم، دین کا دشمن رسول اللہ ﷺ کی طرف غلط باتیں منسوب کرے اور ہم اسے کچھ بھی نہ کہیں؟

کوئی ہمارے باپ کی طرف غلط منسوب کرے ہم اس کا ایکشن لیتے ہیں تب یہ نہیں کہتے کہ غیبت حرام ہے، جانے دو، پھر کیا ہوا؟

ہماری ان گزارشات سے معلوم ہوا کہ رواۃِ حدیث پر جرح غیبت نہیں ہے بلکہ نکمے لوگوں کو ننگا کرنا فرض ہے تاکہ دین محفوظ رہے۔ امام احمد بن حنبل درس حدیث دے رہے تھے اور اس میں رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے بات کر رہے تھے تو ایک آدمی ابوتراب نخشبی کہنے لگا: "اتق اللّٰه ولا تغتب" اللہ سے ڈرو اور غیبت نہ کرو۔ امام احمد کے بیٹے عبداللہ فرماتے ہیں کہ امام احمد نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: "ویحك هذا نصيحة ولا غيبة" افسوس ہے تجھ پر یہ نصیحت ہے نہ کہ غیبت۔ [2]

جب امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کے بارے میں اہل بصرہ نے جب تبصرہ کیا کہ آدمی تو بہت اچھے ہیں لیکن یہ جو راویوں پر کرتے ہیں یہ کام اچھا نہیں تو انھوں نے فرمایا: مجھے یہ بات گوارہ ہے کہ قیامت کے دن پوچھا جائے کہ تم نے اس کے بارے میں یہ نقد کیوں کیا ہے؟ لیکن یہ سوال گوارا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پوچھے کہ میرے نبی ﷺ کی طرف بات بیان

---

[1] معرفة علوم الحديث للحاكم ص:٦.

[2] طبقات الحنابله لابن ابی یعلی:١٨٣/٢.

کرنے والے نے بات بیان کی اور وہ آدمی قابل اعتبار نہیں تھا اور تم نے خاموش رہے مجھے اس سوال سے ڈر لگتا ہے کہ اس کا میں کیا جواب دوں گا؟ [1]

موجودہ علماء پر جرح کرنا جائز نہیں:

جرح نہ صحابہ کرام پر چلتی ہے اور نہ موجودہ علماء ہی پر۔ صحابہ تمام ثقہ تھے۔ موجودہ علماء پر جرح کرنا فضول کام ہے۔ تمام احادیث کی سندیں کتب میں موجود ہیں، جو حدیث صحیح ہے وہ صحیح ہے موجودہ کسی کم علم اور جاہل مولوی کے بیان کرنے سے وہ ضعیف نہیں ہوگی اور جو روایت ضعیف ہے وہ کسی موجودہ ثقہ محدث کے بیان کرنے سے صحیح نہیں ہوگی۔ جب اسناد کا سلسلہ جاری تھا اور تدوین حدیث کا دور تھا اس وقت رواۃ کی چھان پھٹک ایک مجبوری تھا، اس وقت جرح کی گئی اب اس کی اجازت نہیں ہے۔

مجھے یہ بات برادرم عمر فاروق قدوسی صاحب نے بتائی کہ ایک دفعہ دو علماء اکٹھے ہوئے تو ایک صاحب نے کہا کہ آپ میرے نزدیک ضعیف ہیں، دلیل یہ دی کہ تم غلط واقعات اپنی کتب میں لکھ جاتے ہیں۔ تو دوسرے صاحب نے کہا کہ تم بھی میرے نزدیک ضعیف ہو، کیونکہ آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ اپنے حالات لکھ کر مجھے بھیجو گے لیکن آپ نے نہیں بھیجے، لہذا آپ بھی ضعیف ثابت ہوئے!!!

تنبیہ: ...... یہ کوئی عقل مندی نہیں ہے کہ انسان جو جی میں آئے لکھتا رہے، بلکہ کسی بھی فن میں لکھنے سے پہلے اپنے دور کے موجودہ محدثین سے مشورہ کرے اگر وہ اس کام کی تحسین کریں پھر استخارہ کرے پھر لکھے۔ یاد رہے کہ لکھنا بھی عمل ہے اس کا روز قیامت حساب ہوگا۔ سوچ سمجھ کر لکھنا چاہیے تاکہ دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔

اعتراض: ......بعض شیوخ طلبہ کو اجازۃ الروایۃ دیتے ہیں، یہ پھر کیوں دی جاتی ہے؟

جواب: ...... یہ باعث اعزاز دی جاتی ہے جس سے طلبہ کی نسبت محدثین کے ساتھ ملانا مقصود ہوتا ہے، اس اجازۃ الروایۃ کا حدیث کے صحیح یا ضعیف ہونے میں کچھ کردار نہیں ہو سکتا۔

---

[1] شرح العلل لابن رجب: ١/٤٦٦.

مثلا ایک فاسق وفاجر استاد طلبہ کو صحیح بخاری کی اجازۃ الروایۃ دے تو کیا اس کی وجہ سے صحیح بخاری کی احادیث ضعیف ہوں گی؟ یا اگر کوئی موجودہ بہت بڑا محدث سنن ابن ماجہ کی اجازت دے تو کیا اس کی اجازت کی سند کی وجہ سے اس کتاب کی ضعیف اور جھوٹی روایات صحیح ہو جائیں گے؟؟ نہیں ہرگز نہیں۔

موجودہ علماء پر جرح کرنا ایک عبث اور بے کار کام ہے۔ جرح کرنے والا دوسروں کے عیوب کو چاک کررہا ہے، حالانکہ ہمیں "من ستر مسلما ستره اللّٰہ" کا حکم ہے۔ محدثین بھی اس پر عمل پیرا تھے لیکن جب کوئی ضعیف یا کذاب راوی جھوٹی اور بے بنیاد روایات بیان کرتا تھا تو اس پر فوراً جرح کرتے تھے اور لوگوں کو اس سے متنبہ کرتے تھے۔

اعتراض:......مرزا قادیانی پر تمام علماء نے جرح کی اور اس کو کافر قرار دیا، یہ کیوں ہوا؟ جبکہ معلوم ہے کہ مرزا قادیانی کسی حدیث کا راوی بھی نہیں؟

جواب:...... رزا قادیانی کے نظریات کفریہ تھے وہ اپنے آپ کو نبی کہہ رہا تھا اس طرح کے خبیث اور گمراہ لوگوں کے عقائد ونظریات سے لوگوں کو واقف کرنا ضروری ہوتا ہے تاکہ لوگ اس کے خطرناک نظریات سے محفوظ رہیں۔ اس میں دین کا دفاع ہے اور مسلمانوں کے اسلام وایمان کی حفاظت ہے۔

اعتراض:......موجودہ اگر کوئی بڑا عالم ہو تو آپ کہتے ہیں کہ بہت بڑا محدث ہے، پھر آپ یہ کیوں کہتے ہیں؟

جواب:......اگر کوئی واقعی محدث ہو تو اس کو محدث کہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس کو محدث کہنے سے کسی سند پر کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا کیونکہ وہ کسی روایت کا راوی نہیں۔

شروطِ جارح ومعدل:

جرح وتعدیل ہر کسی کے بس کی بات نہیں اور نہ ہی ہر کسی کو اجازت ہے۔ جرح وتعدیل کے ماہر میں درج ذیل شروط کا پایا جانا ضروری ہے:

ا: وہ متقی، دیانت دار، سچا اور تعصب وتنگ نظری سے پاک ہو۔

۲: اسبابِ جرح وتعدیل سے بخوبی واقف ہو۔

۳: عربی زبان کا ماہر ہو، تاکہ علماء کے اقوال کو اچھی طرح سمجھ سکے۔

جرح وتعدیل میں تعارض اور اس کا حل

۱: جس راوی کی توثیق پر تمام محدثین کا اتفاق ہو وہ ثقہ ہے۔

۲: جس راوی کے ضعیف ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہو وہ ضعیف ہے۔

جس راوی کو بعض نے ثقہ کہا اور بعض نے ضعیف وہ مختلف فیہ راوی کہا ہے اس میں راجح معلوم کرنے کے لیے ہمیں درج ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا ہوگا:

۱:...... جرح مفسر ہمیشہ تعدیل مبہم پر مقدم ہوگی، کیونکہ جرح کرنے والے کے پاس دلیل موجود ہے۔ جرح مفسر کے الفاظ درج ذیل ہیں: صدوق یهم ، سيء الحفظ، فاحش الغلط ، منكر الحديث ، مضطرب الحديث ، متروك ۔

۲:...... تعدیل مفسر ہمیشہ جرح مبہم پر مقدم ہوگی۔

۳:...... اگر جرح مفسر اور تعدیل بھی مفسر یا جرح مبہم اور تعدیل بھی مبہم ہو تو ان دونوں صورتوں میں جرح مقدم ہوگی۔

۴:...... ائمہ جرح وتعدیل دیکھے جائیں کہ جرح کرنے والے متشدد تو نہیں اور توثیق کرنے والے متساہل ہیں یا معتدل۔ متشدد کی توثیق بہت اہمیت رکھتی ہے اور متشدد کی جرح دوسرے محدثین کے اقوال دیکھے بغیر نہیں لینی چاہیے۔ متساہل کی توثیق سے دور رہنا چاہیے۔

تنبیہ:...... بعض لوگوں کا قول ’’جس پر اختلاف ہو اور تطبیق وتوفیق ممکن نہ ہو تو ہمیشہ محدثین کی اکثریت کو ترجیح دی جاتی ہے‘‘ یہ بات درست نہیں ہے۔ اگر کسی راوی پر ایک ہی امام کے اقوال میں تعارض ہو مثلاً ایک ہی راوی کو ایک محدث نے ثقہ کہا اور اسی محدث نے انھیں ضعیف بھی کہا تو اس صورت میں بعد والا قول لیا جائے گا۔ اگر تاریخ کے ذریعے بعد والے قول کا تعین ہو جائے تو پہلے قول کو منسوخ اور دوسرے کو ناسخ سمجھا جائے گا۔ [1]

[1] مثلاً دیکھیے: تاريخ ابن معين ـ رواية الدوری : ۲۷۲/٤ رقم: ٤٣٣٣.

لیکن اگر تاریخ کا تعین نہ ہو سکے اور یہ تعین بھی نہ ہو کہ پہلے والا قول کونسا ہے؟ تو پھر درج ذیل قواعد پر عمل کیا جائے گا:

پہلا قاعدہ:...... دونوں اقوال پر غور کر کے جمع و تطبیق دی جائے گی، مثلاً ضعف کی قسموں پر غور کریں گے کہ وہ ضعف نسبی ہے یا مطلق؟

دوسرا قاعدہ:...... اگر دونوں اقوال میں تطبیق ممکن نہ ہو تو قرائن کی بنیاد پر ایک قول کو دوسرے پر ترجیح دی جائے گا۔ قرائن کی مختلف قسمیں ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ ان دو نوں اقوال میں اس قول کو لیا جائے گا جس کو نقل کرنے والا اپنے شیخ کے ساتھ زیادہ عرصہ رہا ہے مثلاً عباس الدوری نے امام ابن معین کے ساتھ بہت لمبا وقت گزارا۔ یا زیادہ معتبر راوی کے قول کو لیا جائے گا۔

تیسرا قاعدہ:...... تعدیل کو ترجیح دی جائے گی اور جرح کو کسی مخصوص امر پر محمول کیا جائے گا۔

چوتھا قاعدہ:...... بسا اوقات ثقہ سے مراد تعدیل کی گواہی ہوتی ہے کہ یہ راوی کذاب یا متہم نہیں ہے اور ضعیف سے مراد ضبط ہوتا ہے یعنی اس کا ضبط درست نہیں ہے۔ [1]

سوال:...... متشدد ضعیف کہے اور متساہل ثقہ تو کس کی بات لی جائے گی؟

جواب:...... متشدد کے مقابلے میں متساہل ہو تو متشدد کی بات لی جائے گی۔ [2]

سوال:...... کیا متشددین، معتدلیل اور متساہلین کی درجہ بندی قبول کی جائے گی؟

جواب:...... جی ہاں۔ جو اس درجہ بندی کا اعتبار نہیں کرتا وہ بہت بڑی غلطی پر ہے۔

سوال:...... متشدد کسی کو کہے ثقہ اور معتدل کہے ضعیف تو؟

جواب:...... اس موقع پر حافظ ابن حجر راوی کو صدوق کہتے ہیں۔ [3]

---

[1] مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: (قرائن التجریح والتعدیل للدکتور عبدالعزیز بن عبداللّٰہ بن صالح، ضوابط الجرح والتعدیل لشیخنا المحدث ارشاد الحق اثری (ص:۹۱۔۹۸).

[2] اتحاف النبیل :۱/۱۷۲.   [3] اتحاف النبیل :۱/۱۷۶.

سوال:...... جرح مفسر کیا ہمیشہ مقدم ہوگی؟

جواب:...... جی ہاں، کیونکہ جارح کے پاس اضافی علم ہوتا ہے۔[1]

مراتب جرح وتعدیل:

ہر دور میں جرح وتعدیل کے مراتب مقرر کیے گئے ہیں۔ حافظ ابن حجر نے انہیں تقریب التھذیب (ص:۹۔۱۰) کے مقدمے میں احسن طریقے سے بیان کیے ہیں وہ بعض مزید فوائد کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

تعدیل کے چھے مراتب ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(۱) **اوثق الناس:**...... توثیقِ راوی کے لیے ایسے لفظ کا استعمال جو انتہائی اعلیٰ ہو یا افعل التفضیل ہو، یعنی افعل کے وزن پر وہ لفظ آئے جیسے اوثق الناس۔ لوگوں میں سے سب سے زیادہ ثقہ انسان۔ اضبط الناس: سب سے زیادہ ضابط، فلان الیه المنتهی فی التثبت۔ فلاں راوی پر ثقاہت ختم ہے۔ یہ الفاظ راوی کی تعدیل کے اعلیٰ معیار کی دلیل ہیں۔ ان سے ملتے جلتے یہ الفاظ بھی ہیں۔ فلان لا یسأل عنه۔ فلاں کے بارے میں پوچھا ہی نہیں جا سکتا یا فلان لا یسأل عن مثله۔ فلاں جیسے کے بارے میں پوچھا نہیں جا سکتا۔

(۲) **ثقة ثقة:**...... توثیق کے الفاظ کو دو بار کہنا مزید توثیق کے لیے جیسے: ثقة ثقة یا ثقة ثبت۔

(۳) **ثقة، حجة:**...... ایسا توثیقی لفظ جو عدالت وضبط دونوں کی گواہی دے رہا ہو مگر اس میں تاکید نہ ہو جیسے ثقة یا حجۃ وغیرہ۔ امام ابن معین اگر کسی راوی کے بارے میں لا بأس به کہیں تو طے شدہ امر ہے کہ وہ ان کے نزدیک ثقہ ہے۔

(۴) **صدوق:**...... ایسے الفاظ جو راوی کی تعدیل تو کریں لیکن اس کے مکمل ضبط کی شہادت نہ دیں۔ جیسے صدوق، مامون، لابأس به، صدوق ان شاء اللّٰہ یا محله الصدق وغیرہ۔ اس کی حدیث حسن کہلاتی ہے۔ ایسے راوی کا ضبط کچھ خفیف ہوتا ہے۔

---

[1] اتحاف النبیل: ۱/۲۵۲۔۲۵۳.

(۵) **فلان شیخ:**...... ایسے الفاظ جس میں راوی کی توثیق معلوم ہو نہ تجریح ۔جیسے فلان شیخ یا روی عنه الناس ۔ان دو(۴،۵)مرتبے کے راویوں کو بطور اعتبار لیا جاتا ہے۔

(۶) **صالح الحدیث:**...... وہ لفظ جو تعدیل کی بجائے جرح کے قریب ہونے کا معنی محسوس کرائے جیسے: صالح الحدیث ،یا یکتب حدیث یا صویلح۔

یکتب حدیثه کے الفاظ توثیق میں شمار ہوتے ہیں۔ [1]

جرح کے بھی چھے مراتب ہیں جن کے الفاظ کی ترتیب درج ذیل ہے:

(۱) **فیه مقال:**...... ایسے الفاظ جرح جن میں نرمی ہو ،یہ ضعف کی انتہائی ہلکی مگر تعدیل کے قرب کی صورت ہے جیسے: فیه مقال۔اس میں کلام ہے۔یا فلان لین الحدیث ۔فلاں حدیث میں نرم ہے یا غیرہ اوثق منه ۔دوسرا اس سے زیادہ ثقہ ہے۔ متابعت یا شاہد میں اسے تسلیم کیا جاتا ہے اگر منفرد ہو تو پھر نہیں۔

تنبیه:......بعض ''لین الحدیث'' کا معنی کرتے ہیں کہ'' حدیث میں وہ ضعیف ہے '' حالانکہ اصطلاحا لین الحدیث کے یہ معنی قطعا نہیں۔حافظ ابن حجر نے تقریب التہذیب کے مقدمہ میں الفاظِ جرح وتعدیل کے مراتب بیان کرتے ہوئے لین الحدیث کو چھٹے اور ضعیف کو آٹھویں مرتبے میں ذکر کیا ہے۔حافظ ابن حجر کی یہ تفریق خود اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک لین الحدیث راوی ضعیف کے مرتبہ کا نہیں ہوتا۔ [2]

(۲) **فلان لا یکتب حدیث :**...... ایسے الفاظ جو راوی کی عدم کتابتِ حدیث کی صراحت کریں جیسے: فلان لا یکتب حدیثه۔فلان سے حدیث نہیں لکھی جاتی یا لا تحل الروایة عنه ۔فلان سے روایت جائز نہیں یا واہ بمرة۔وہ تو بہت ہی واہی ہے۔

---

[1] توضیح الکلام ص:۲۱۹.

[2] نیز دیکھیں (الجرح و التعدیل: ۱/۳۷،میزان الاعتدال:۱/۳، مولانا سرفراز صفدر اپنی کتب کے آئینے میں ص:۳۷-۳۸)

(۳) **ردوا حدیثه**:...... ایسے الفاظ جن میں راوی کے ناقابل حجت ہونے کی صراحت ہو یا اس سے ملتے جلتے الفاظ ہوں جن سے راوی کا شدید ضعف سامنے آتا ہو۔ جیسے ردوا حدیثه ۔اس کی حدیث علماء نے رد کر دی۔ ضعیف جدا: بہت ہی ضعیف یا له مناکیر ۔اس کی کئی ایک منکر روایات ہیں۔

(۴) **متهم بالکذب**:...... وہ الفاظ جن کے ذریعے علمائے نقد نے راوی پر جھوٹ بولنے کا الزام لگایا جیسے: متهم بالکذب :جھوٹ میں وہ متہم ہے۔ اتهموه: اسے علماء نے متہم کہا ہے۔ یسرق الحدیث: وہ حدیث چوری کرتا ہے یا ساقط الحدیث، متروک، لیس بثقة وغیرہ۔

(۵) **کذاب**:...... ایسے الفاظ جو راوی کے جھوٹا ہونے کو مبالغے کی حد تک بتاتے ہوں جیسے: کذاب: بہت ہی زیادہ جھوٹا، وضاع ،بہت ہی زیادہ گھڑنے والا۔ یضع الحدیث: وہ حدیث گھڑتا ہے۔ یا دجال: سب سے زیادہ دھوکہ دینے والا۔

(۶) **أکذب الناس**:...... وہ الفاظ جو راوی کے عادۃً جھوٹا ہونے کے بارے میں آگاہ کریں۔ یہ جرح کی انتہائی اعلیٰ قسم ہے جیسے: أکذب الناس: لوگوں میں سے سب سے زیادہ جھوٹا۔ رکن الکذب: جھوٹ کا ستون یا الیه المنتهی فی الکذب : جھوٹ کی انتہا اس تک ہے۔

معمولی جرح:...... جس ثقہ یا صدوق راوی پر معمولی جرح یعنی "یهم ، له اوهام، یخطیء" وغیرہ ہو تو اس کی منفرد حدیث حسن ہوتی ہے بشرطیکہ ثقات کے مخالف نہ ہو۔ جو کثیر الغلط ،کثیر الاوهام ،کثیر الخطا اور سیء الحفظ وغیرہ ہو اس کی منفرد حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

ثبت بسکون الباء اور ثبت بفتح الباء میں فرق:...... بسکون الباء سے مراد وہ لقب ہے جو تعدیل کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ دل، زبان اور کتاب کو محفوظ رکھنے والے شخص کو ثبت کہتے ہیں اور بفتح الباء سے مراد وہ کتاب ہے جس میں محدث اپنی روایات اور اپنے

ساتھ سننے والے راوی کے نام محفوظ رکھتا ہے۔ ❶

أثبت سے مراد:...... ثبت الحفظ اور ثبت الضبط دونوں مراد ہیں، جس طرح امام ابن معین نے کہا ہے۔ ❷

ثقة سے بھی یہی عادل اور ضبط دونوں مراد ہیں۔ مقبول رواۃ کا سب سے اعلیٰ مرتبہ یہی ہے۔ جس طرح ابن الصلاح نے کہا۔ ❸ لفظ رضا بھی ثقہ اور عدل کے قائم مقام ہے۔ الجرح والتعدیل میں بہت زیادہ یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ بعض لفظ رضا کو رضیا لکھتے ہیں جو کہ غلط ہے۔

له اوہام ثقہ کا مرتبہ نہیں گراتا۔

ثقةا ن شاء الله : سے مراد کہ محدث اس راوی کو اچھی طرح نہیں جانتا یا اس کو اس کی توثیق میں شک ہے۔ ❹

متروک الحدیث :...... اس سے مراد وہ راوی ہے جو متہم بالکذب ہو، جس کے غلطیاں زیادہ ہوں، جیسا کہ امام شعبہ نے کہا ہے۔ ❺

ترکه فلان:...... یعنی محدث نے اس سے لکھنا چھوڑ دیا تھا۔ یہاں اصطلاحی متروک مراد لینا درست نہیں ہے۔

متروک اور متروک الحدیث ایک ہی ہیں۔ دجال، وضاع، کذاب، یضع الحدیث سخت ترین جرح ہے۔

لیس بشیء:...... کسی کی مذمت میں مجاز اور مبالغہ مراد ہوتا ہے جس طرح ابن حجر نے کہا ہے۔ ❻ اس کی بات صحیح نہیں ہے کہ اس پر اعتماد کیا جائے جس طرح خطابی نے کہا ❼ بعض دفعہ لیس بشیء سے مراد ہوتی ہے کہ وہ حق پر نہیں ہے، جیسا کہ امام بخاری نے صحیح البخاری

---

❶ شرح الالفية :١٥٧.
❷ تهذيب التهذيب :٥/٢٦٠.
❸ مقدمه ابن الصلاح ص:١١٤.
❹ لسان الميزان:٤/٢٧.
❺ شرح الالفية للسخاوى ص١٦٠ـ١٦١.
❻ فتح البارى :١٣/٢٤٠ـ٢٤١.
❼ فتح البارى:١٠/٤٩١.

(قبل ح:۵۸۵۹) میں کہا ہے۔

یعرف وینکر سے مراد ہے کہ کبھی وہ صحیح احادیث بیان کرتا ہے کبھی ضعیف بیان کرتا ہے۔

لا یحتج بہ :...... ایسے راوی کو کہا جاتا ہے جب اس کی احادیث میں کثرت سے غلطیاں واقع ہوں اس کے حافظے اور ضبط کے خراب ہونے کی وجہ سے۔ امام ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے پوچھا کہ لا یحتج بہ سے کیا مراد ہے؟ تو انھوں نے کہا: کچھ ایسے راوی تھے جو احادیث یاد نہیں کرتے تھے اور جن احادیث کو یاد نہیں کرتے تھے انھیں بیان کرتے تھے اور غلطیاں کرتے تھے۔ آپ جب چاہیں ان کی احادیث میں اضطراب دیکھ سکتے ہیں۔ [1]
اس پر امام ابن تیمیہ نے تنقید کی اور کہا کہ امام ابن معین چونکہ بہت سخت ہیں، اس لیے انھوں نے یہ الفاظ تو صحیح بخاری کے رواۃ پر بھی استعمال کیے ہیں۔ (۳۵۰،۳۴۹/۲۴) یہ سچ ہے کہ ابوحاتم کم ہی لوگوں کی تعریف کرتے تھے۔

شیخ:...... نہ جرح ہے نہ تعدیل جس طرح ذہبی نے کہا۔ [2] ابن قطان نے شیخ سے مراد لیا ہے کہ وہ اہل علم نہیں تھے بلکہ صاحبِ روایت تھے۔ [3] امام ابوحاتم نے ایک راوی کے بارے میں کہا: شیخ لیس بمتقن۔ اور احمد بن حنبل نے ایک راوی کو شیخ کہا اور اس کو کمزور بھی کہا۔ [4]



---

1. الجرح والتعدیل: ۱۳۳/۱.
2. میزان: ۱۹/۲.
3. کذا فی نصب الرایہ: ۲۳۳/٤.
4. ترتیب المدارك لقاضی عیاض: ۱۷/۳.

رواۃِ حدیث کی تحقیق کے متعلق اصول

راوی کی تحقیق کرنے کا طریقہ:

(۱)...... راوی کا تعین کہ یہ وہی راوی ہے جس کی تلاش ہے، اس کا تعین اساتذہ اور شاگردوں کو دیکھنے سے ہوتا ہے، اس میں راوی کی کنیت اور نسبت بھی معاون ثابت ہوتی ہیں۔ راوی کے تعین کے بعد راوی پر جرح وتعدیل دیکھی جائے۔

رواۃ کا صحیح تعین کرنا بہت ضروری ہے، دورانِ تحقیق جس راوی پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے بحث کرنی ہے، سب سے پہلے اس راوی کا تعین ضروری ہے کہ راوی کون ہے؟ اصل نام سے واقفیت حاصل کی جائے، پھر دیگر امور پر عمل کیا جائے۔ بعض محققین اس میں عجلت کی وجہ سے تعین میں غلطیاں کر جاتے ہیں، جس سے راوی کوئی سے کوئی ہو جاتا ہے۔

بطور نمونہ چند مثالیں پیش خدمت ہیں۔

کتاب الصمت لابن ابی الدنیا کی تحقیق دکتور نجم عبدالرحمٰن خلف نے کی ہے، اس کتاب کی تحقیق میں محقق سے راویوں کے تعین میں بہت غلطیاں سرزد ہوئی ہیں، جن کی تفصیل محدث العصر امام ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے اپنی کتاب "تحقیق کتاب الصمت" [1] میں درج کی ہے، اس سے چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔ شیخ الحوینی حفظہ اللہ نے تو (۴۷) مثالیں پیش کی ہیں۔ یہاں ان میں سے بعض پیش خدمت ہیں:

(۱)...... کتاب الصمت رقم الحدیث: ۲۳، عاصم، عن ابی وائل۔ محقق نجم عبدالرحمٰن خلف نے کہا: عاصم ھو ابن سلیمان۔ محدث الحوینی نے فرمایا: وھذا خطأ، انما ھو عاصم بھدلہ

[1] مقدمہ: ص ۵ تا ۱۵.

(۲)...... كتاب الصمت رقم الحد يث :۲۹، عن ابن ابی لیلیٰ ،
محقق نجم نے کہا، ابن ابی لیلیٰ هو عبد الرحمن انصاری : المدنی الکوفی
محدث الحوینی نے کہا: یہ غلطی ہے، درست محمد بن عبد الر حمن بن ابی
لیلیٰ ہے۔

(۳)...... كتاب الصمت رقم : ۳۵ عبد اللّٰه بن محمد الانصاری،
محقق نے کہا: عبد اللّٰه بن محمد الانصاری له الاذا ن، مختلف فيه۔
محدث الحوینی نے کہا: یہ غلطی ہے درست یہ ہے کہ وہ عبد اللّٰه بن محمد بن
سعد الانصا ری ہے۔

(۴)...... كتا ب الصمت : رقم ، ۷٦ الا عمش عن صا لح بن
حیا ن: ثقة ، آخر هما صا لح بن حیا ن القر شی ضعیف ہے۔
محدث الحوینی نے کہا: محقق پر نام میں تصحیف ہوگئی ہے۔ درست بات یہ ہے کہ وہ صالح
بن خباب ہے۔

(ب)...... تحقیق حد یث میں ضعیف راوی کی متا بعت تلاش کرنی چاہے، اگر ضعیف
راوی کا م تابع جائے تو اس سے ضعف مضر نہیں رہتا۔

(ج)...... تحقیقِ حد یث کے وقت حدیث کا شاہد تلاش کرنا۔ اگر ایک سند ضعیف ہے
لیکن اس کا صحیح شاہد مل گیا تو وہ حجت ہوگی۔

(د)...... اگر کسی سند میں کثیر التدلیس راوی عن سے بیان کر رہا ہے تو اس مدلس راوی
کے سماع کی صراحت دیگر کتب سے تلاش کرنی چاہیے، جب مدلس سماع کی صراحت کر دے تو
اس کی روایت صحیح ہو جاتی ہے۔

(ر)...... تحقیق کرتے وقت اپنے سے پہلے محدثین ومحققین کی تحقیق سے بھی فائدہ اٹھانا
چاہیے اور ان کی آرا کو بھی مدنظر رکھنا نہایت ضروری ہے، کیونکہ ان کی نظر بہت وسیع تھی اور وہ
فن تخریج وتحقیق میں پختہ تھے۔ دلیل کی بنا پر ان سے اختلاف بھی ممکن ہے، لیکن یہ اختلاف

کسی شاذ اصول یا تعصب کی وجہ سے نہیں ہونا چاہیئے ،جس طرح بعض لوگوں نے باور کروایا ہے حالانکہ وہ بذات خود شاذ اصولوں کو آڑ بنا رہے ہوتے ہیں ۔

(س)...... تحقیق کرتے وقت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے ، بلکہ بہت زیادہ محنت کرنی چاہیئے خواہ ایک حدیث کی تحقیق میں ایک سال لگ جائے ،کیونکہ یہ معاملہ شریعت کا ہے۔حدیث کو صحیح کہا تو دین کا حصہ شمار ہوگی اور اگر ضعیف کہا تو دین تصور نہیں کی جائے گی ۔وہ علماء جو تحقیق میں عجلت سے کام لیتے ہیں، منٹوں سیکنڈوں میں تحقیق کرتے ہیں اور پھر اگلے ہی گھنٹے اس سے رجوع کر لیتے ہیں ،پھر چند دن بعد کوئی تحقیق سامنے آئی تو اور موقف بنا لیا، گویا اس طرح ایک حدیث کے بارے میں کئی مرتبہ اپنی تحقیق بدلتے نظر آتے ہیں ،اس کی وجہ صرف جلد بازی ہے۔

ہونا یہ چاہیئے کہ ایک حدیث کی تحقیق کرتے وقت تمام طرق جمع کیے جائیں ،تمام محدثین کا کلام اس حدیث پر دیکھا جائے ،اب تو انٹرنیٹ اور مکتبہ شاملہ وغیرہ بھی عام ہیں ،ان سے بھی مدد لی جائے اور اصل سے مراجعت کر لی جائے ،پھر موجودہ محققین اہل علم سے مشورہ کیا جائے ، پھر استخارہ کیا جائے ، جب پورا یقین ہو جائے تب جا کر اس تحقیق کو حتمی شکل دی جائے۔ پھر پڑھنے والا کہے گا کہ واقعتاً تحقیق کا حق ادا کیا ہے، ورنہ تحقیق مذاق بن جائے گی ۔اس موقع پر ایک مثال دینا فائدے سے خالی نہیں ،مشہور حدیث "طلب العلم فريضة " کی تحقیق کرتے وقت محدث البانی رحمہ اللہ نے لکھا کہ میں نے اب تک اس کی آٹھ سندیں جمع کی ہیں اور باقی ابھی جمع کر رہا ہوں ۔ [1]

شیخ کے شاگرد محدث ابو اسحاق الحوینی حفظہ اللہ نے اسی حدیث کی تخریج بائیس صفحات پر مکمل کی اور بیس سے زیادہ سندیں جمع کیں ، پھر ہر ہر سند پر بحث کی اور آخر میں خلاصہ نکالا کہ یہ حدیث حسن درجے کی ہے۔ والحمدللہ، گویا انھوں نے تحقیق کا حق ادا کر دیا۔ایک طرف یہ تحقیق ہے اور دوسری طرف ایک یا دو سطروں میں تحقیق، اس سے منصف مزاج شخص فنِ تخریج میں

[1] الصحيحة: ج١ ص٦١٤ .

محنت اور مشقت کا اندازہ بخوبی لگا سکتا ہے کہ یہ کام عجلت میں کرنا چاہیے یا اس کے لئے لمبا وقت درکار ہے اور بڑا صبر آزما کام ہے۔

اصولِ تحقیق: رواۃ پر جرح وتعدیل اور متاخرین ومتقدمین محدثین کے درمیان فرق:

جب بھی کسی راوی کی تحقیق کرنی ہے تو ائمہ جرح وتعدیل کی کتب سے خوب استفادہ کرنا ہے، خواہ وہ کتب متقدمین کی ہوں یا متاخرین کی۔ بعض اہل علم اس موقع پر متاخرین کو کوئی اہمیت نہیں دیتے جو سراسر غلط ہے۔ اس بات کو تین مثالوں سے سمجھانے کی کوشش کریں گے ان شاء اللّٰہ۔

مثال نمبر (۱):...... محمد بن ابی احمد، مولی زید بن ثابت کو متقدمین میں سے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ثقہ قرار دیا ہے جب کہ متاخرین میں سے حافظ ضیاء مقدسی (المختارۃ: ۳۷۷، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱) حافظ ہیثمی (مجمع الزوائد: ج ۲ ص ۱۴) حافظ ابن کثیر (تفسیر ابن کثیر: ج ۱ ص ۲۲۶) حافظ ابن حجر (فتح الباری: ج ۷ ص ۳۳۲) حافظ سیوطی (لباب النقول فی اسباب النزول ص: ۶۲) اور علامہ احمد شاکر مصری (تفسیر الطبری ص ۲۱۷ فی الحاشیۃ) نے بھی اس کی توثیق کی ہے۔ اس مثال سے درج ذیل باتیں ثابت ہوئیں:

۱:...... یہ راوی ثقہ ہے کیونکہ اس کو امام ابن حبان کے علاوہ کئی محدثین نے ثقہ کہا ہے، گویا ابن حبان اکیلے نہ رہے۔

۲:...... یہ جملہ کہہ کر کہ ابن حبان کے علاوہ باقی تمام متاخرین ہیں، لہٰذا متاخرین کی بات معتبر نہیں، متاخرین کی بات کو رد کر دینا غلط منہج ہے۔

۳:...... اس راوی کی ان محدثین کے توثیق کرنے کے باوجود اگر کوئی کہے: محمد بن ابی احمد "مجھول وثقه ابن حبان وحده" تو اس کو تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

مثال نمبر (۲):...... ایک راوی ہے ولید بن زوران، اس کو متقدمین میں سے صرف امام ابن حبان نے ثقہ کہا ہے، ان کے علاوہ امام بیہقی اور ابن حجر نے بھی اس کو ثقہ کہا ہے تو اگر

کوئی کہے کہ متقدمین میں سے صرف ابن حبان اکیلے ہی نے ثقہ کہا ہے، اس لئے یہ راوی مجہول ہی ہے۔تو اس کی بات غلط قرار دی جائے گی اور اس میں بھی صحیح بات یہ ہے کہ اس راوی کو ابن حبان کے ساتھ بیہقی اور ابن حجر نے بھی ثقہ کہا ہے، جو دونوں اگر چہ متاخرین ہیں لیکن انھیں بھی رواۃ پر حکم لگانے کا ملکہ تامہ موجود تھا، بلکہ متاخرین کو کچھ نہ سمجھنا اور یہ کہہ کر ان کی خدمات جلیلہ پر پانی پھیر دینا کہ وہ متاخرین ہیں، انتہائی خطرناک معاملہ اور غلط منہج ہے۔تاہم متقدمین ہوں یا متاخرین، ان سے دلیل کی بنا پر اختلاف ہوسکتا ہے۔ مسئلہ اصولِ حدیث (مثلاً حسن لغیرہ) ہو یا رواۃ کی توثیق وتجریح دونوں جگہ یہ فرق درست نہیں، مثلاً حسن لغیرہ کو امام بیہقی، ابن حجر وغیرہ حجت تسلیم کرتے ہیں تو اس کو حجت ہی تسلیم کیا جائے گا (یاد رہے کہ یہ بطور مثال بیان کیا ہے ورنہ ان سے پہلے بھی بہت سے محدثین سے حسن لغیرہ کا حجت ہونا ثابت ہے تفصیل کے لیے ہماری کتاب تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط دیکھی جاسکتی ہے)

مثال نمبر (۳):...... ام محمد راویہ کو ابن حبان اور ابن عبدالبر نے ثقہ کہا ہے، اس راویہ کو ثقہ ہی مانا جائے گا اور اس کی حدیث صحیح ہوگی، اگر کوئی کہے کہ ابن عبدالبر متاخر ہیں تو اس کی بات مردود ہوگی کیونکہ متاخرین اور متقدمین کا یہ فرق درست نہیں ہے۔ہم انھیں تین مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ مثالیں تو اور بھی بہت زیادہ ہیں۔

امام الجرح والتعدیل شیخ الاسلام محب اللہ شاہ راشدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اور حافظ ذہبی نے بھی اس کے متعلق "وثقہ" کہا ہے، اس لئے صرف ابن حبان کی توثیق نہیں رہی بلکہ حافظ ذہبی نے بھی اس کی تائید کی ہے، لہٰذا وہ مجہول الحال نہیں رہے۔" [1]



[1] فتاوی راشدیہ: ج۱ص۳۰۱ ج

]] مدلسین کی طبقاتی تقسیم، ائمہ متاخرین کے اصول، مسئلہ حسن لغیرہ

جیسے اصولی مباحث پر اہم نکات پر مشتمل چند فوائد

(مرتب: ابوالمحبوب سید انور شاہ راشدی)

کیا حافظ ابن حجر کی کتاب طبقات المدلسین فضول ہے؟

جن مدلسین کو طبقہ اولی میں داخل کیا گیا ہے تو اسکی چند اقسام ہیں:

- سرے سے مدلس ہی نہیں، محض وہم کی وجہ سے لگے الزام کی بناء پر انہیں طبقہ اولی میں داخل کیا گیا ہے۔
- ان پر ارسال کا الزام ہے نہ کہ تدلیس اصطلاحی کا،، فبینھما فرق
- ان پر تدلیس فی الاجازہ کا الزام ہے، اور تدلیس فی الاجازہ کا عنعنہ سے تعلق نہیں ہوتا۔
- روایات کے تناسب سے انکی تدلیس بہت کم اور شاذ ونادر ہے.. اور یہ بات واضح کے کہ حکم ہمیشہ اغلب اور اکثر کا ہوتا ہے، نہ کہ شذوذ وندرت کا۔

اس قسم کے مدلسین طبقہ اولی وثانیہ میں مذکور ہیں...... قلت تدلیس سے متصف کے علاوہ مدلسین ویسے تدلیس کے الزام سے بری ہوجاتے ہیں.. باقی رہے قلت تدلیس سے متصف۔

تیسرا اور چوتھا طبقہ کثیر التدلیس سے متصف رواۃ کے لیے ہے (اگر چہ بعض رواۃ کے حوالے سے اختلاف کیا جاسکتا ہے)

پانچواں طبقہ ضعیف مدلسین کا ہے جو سماع کی صراحت کردیں تب بھی انکی روایت مردود ہے الا کہ انکی متابعت آجائے اگر وہ متابعت کے قابل ہوں..

نتیجہ... گویا اصل حکم کے اعتبار سے تدلیس کے دو ہی طبقے ہوئے۔

قلت تدلیس، اس میں اولی وثانیہ کے مدلسین ہیں۔

ثالثہ ورابعہ: اس میں کثیر التدلیس ہیں۔

گویا باقی دو ہی طبقے رہ جاتے ہیں۔

قلیل اور کثیر... متقدمین محدثین کرام سے قلت اور کثرت کے مابین فرق ثابت ہے، مثلا امام بخاری، علی بن المدینی وغیرہ..

لہذا یہ کہنا کہ طبقات متقدمین محدثین سے ثابت نہیں،، بلکل بچگانہ اعتراض ہے.

ائمہ متقدمین ومتاخرین کا شوشہ، اور ائمہ متاخرین کے اصولوں کی حجیت

بعض حضرات ائمہ متقدمین اور ائمہ متاخرین کو آمنے سامنے لاکر ائمہ متاخرین کے اصولوں کو کلیتا رد کردیتے ہیں، تو ایسوں کے لیے عرض ہے کہ

کیا خبر متواتر ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں۔

کیا حسن لذاتہ کی اصطلاح ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں..؟ جب کہ ان حضرات نے اپنی تازہ کتاب میں یہ دونوں اصطلاحات بھی ذکر کی ہیں۔

کیا امام ترمذی کا متساہل ہونا ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں..؟

کیا امام ابن خزیمہ کا متساہل ہونا ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں؟

کیا امام عجلی کا متساہل ہونا ائمہ متقدمین سے ثابت کر سکتے ہیں..؟

ائمہ متاخرین کو کس طرح بے دردی کے ساتھ ردی کی ٹوکری میں پھینکا جارہا ہے...یہ قطعا قطعا غلط راستہ ہے جو ائمہ متقدمین اور ائمہ متاخرین کے درمیان دراڑ لگا کر انکو ایک دوسرے کے مدمقابل کھڑا کرتے ہیں..

بہت ساری اصطلاحات ایسی ہیں جنکی اگر ائمہ متاخرین وضاحت نہ کرتے تو ہم وہی کے وہی رکے ہوتے۔

انہوں نے ائمہ متقدمین کے تعاملات سے استنباط، اور استقراء کرکے ہمارے لیے اصول وقواعد بنائے۔ہمیں تو انکا احسان مند ہونا چاہیے تھا.لیکن افسوس درافسوس کہ ہم احسان فراموشی کررہے ہیں...کیا احادیث میں ہر مسئلہ نصا بیان ہوا ہے..یا اجتہاد اور قیاس بھی

کیا جاتا ہے.

ائمہ متقدمین نے اصول وضع کیے..لیکن اسکے ساتھ انکے تعاملات بھی ہیں جن سے ائمہ متاخرین نے استخراج واستنباط کر کے اصول وضع کیے...گویا ان اصولوں کی اصل ائمہ متقدمین کا تعامل ہی ٹھہرا۔ بالکل اسی طرح جس طرح جس طرح قیاس کی اصل قرآن مجید وحدیث مبارک میں موجود ہے.

دکتور شیخ حمزہ مدنی حفظہ اللہ فرماتے ہیں: متقدمین کا تحقیق حدیث کے سلسلہ میں جو تعامل تھا اسے ہی تو اہل تدوین نے فن کی صورت دی ہے۔اگر تدوین کے بجائے سب کچھ ماقبل زمانہ تدوین کے آئمہ کے واضح تھا تو اہل تدوین کا سارا کام جھک مانے اور بیڑیاں مارنے کے سوا کیا رہ جاتا ہے۔یا للعجب

متقدمین کے ہی اتفاقی تعامل کو بعد والوں نے جب ایک فن کی صورت دے دی ہے اور اسے تمام محدثین کے ہاں بلا اختلاف قبول بھی کیا گیا ہے تو اب یہ کونسا انداز ہے کہ ''آپ متقدمین محدثین سے طبقات ثابت کردیں میں بات تسلیم کرلوں گا''

بات کرنے سے پہلے سوچیں، پھر اسے تولیں پھر اسے بولیں۔

مزید کہا کہ: بلکہ یہ حضرت فن مصطلح کی کون کون سی اصطلاحات کو اپنے سطحی معیار نقد سے متقدمین سے پیش کرسکیں گے؟! یہاں تو سیکڑوں مصطلحات ہیں جن کو فن حدیث کی کتب ہی سے معلوم کیا جاسکتا ہے، متقدمین میں انہیں بطور ضابطہ و مصطلح جاننے کا ھمارے پاس کوئی ذریعہ نہیں ماسوائے متاخرین کے فن حدیث کے!!

چنانچہ خطرناک دروازے نہیں کھولنے چاہیں کہ فن حدیث ہی مشکوک ٹھہر جائے۔۔۔

(ان) صاحب جیسی باتیں ہم نے منکرین حدیث مثل غامدی وغیرہ سے براہ راست استخفاف حدیث کے ضمن میں سنی ہیں۔ دراصل پرویز وغیرہ نے تو حدیث وسنت کی حجیت کا انکار صاف صاف، لگی لپٹی بغیر کھل کر دیا تھا تو عوام الناس نے بہت شدید ردعمل کا مظاھرہ کیا تو بعد کے منکرین نے انداز تاویلیں اختیار کرلیا ہے۔ اب شبلی، تقی امینی، اصلاحی، غامدی وغیرہ کا انداز

انکار حدیث یہ ہے کہ ''حدیث کی حجیت تسلیم لیکن محدثین تھے تو آخر انسان تھے اور ان کا مرتب کردہ فن حدیث جامع وکامل نہیں ۔۔۔ ان کا فن روایتی وسندی معیار کے اعتبار سے تو معیاری ہے، لیکن درایتی نقد کے پہلو سے ناقص ہے اس لیے احادیث ہم تک محفوظ حالت میں پہنچ نہیں سکیں۔'' ذرا یہ بات نوٹ کریں کہ ان منکرین میں بھی اتنی جرات نہ تھی کہ کھل کر محدثین کے فن حدیث پر اسنادی روایتی جہت سے انگلی اٹھاتے لیکن ہمارے آجکل کے بے سمجھ ان سے آگے بڑھ کر اپنے اسلاف پر یہ طعنہ زنی کرتے ہیں کہ نہیں نہیں! محدثین کرام کا فن تحقیق سندی اعتبار سے بھی غیر محفوظ وغیر معیاری ہیں۔

والعیاذ باللہ اللہ تعالیٰ فتنوں سے بچائے۔

بلکہ متقدمین ومتاخرین کے درمیان رسہ کشی کا یہ گھناؤنا کھیل صرف فن حدیث تک محدود نہیں رہے گا، بلکہ تمام شرعی فنون (عقیدہ، اصول فقہ، منہاج تفسیر، فن تجوید وقراءات وغیرہ) اور آلی علوم نحو وصرف بلاغہ وغیرہ جو کہ اہل تدوین کی کاوشوں ہی سے محفوظ صورت میں ہم تک پہنچے ہیں اور اگر بالفرض۔۔۔ نعوذ باللہ۔۔۔ یہ فنون ہم دریا برد کردیں تو اسلاف اول (صحابہ وتابعین واتباع وغیرہ) کے اجماعی تعامل اور علمی تصورات کو مکمل صورت میں جاننے کا ہمارے پاس کوئی ذریعہ ہی نہیں رہ جاتا۔

کیا مدونین کی علمی وفنی کاوشوں پر عدم اعتماد کروانے حضرات نحو وصرف اور بلاغہ ومنطق وغیرہ کی اساسی باتوں کو بھی تسلیم کرنے کے جاہلانہ نظریہ کے حامل ہیں کیونکہ یہ سب کچھ بھی تو اہل تدوین کی پیش کردہ خدمات ہیں جن پر ہمارے یہ کرم فرما مطمئن نہیں۔

جب لوگوں کی علوم دینیہ میں رسوخ اور فنون سے متعلق اساسی تصورات سے لاعلمی کی حالت یہ ہو کہ وہ علوم کی تدوین اور اس سے متعلقہ بنیادی باتوں سے بھی واقف نہ ہوں لیکن خود کو علامہ فہامہ سمجھ بیٹھیں تو انتظار کریں کہ وہ دیگر بڑے بڑے انکشافات بھی مستقبل قریب میں فرمائیں گے۔

کسی بات سے ناواقفیت ہو تو اس کی معرفت ہونا اور خاموش رہ کر لا اعلم کا اقرار کرنا......

یہ بھی آدھا علم ہے، چہ جائیکہ انسان اپنی لاعلم شخصیت کے تعارف کے اشتہار نصب کرنا شروع کردے ۔۔۔ اور اگر مکابرت پر مبنی یہ سب کچھ ائمہ اسلاف کے بالمقابل ہوتو یہ رویہ میری مذکورہ باتوں سے بھی کئی گنا زیادہ خطرناک ہوجاتا ہے۔

شیخ محمد صارم حفظہ اللہ فرماتے ہیں.: ابن حجر رحمہ اللہ کا خاصہ یہ ہے کہ انہوں نے متقدمین کی کتب کی تنقیح کردی ہے اور مصطلاحات کو ان کے مقام پر ایسے رکھ دیا ہے کہ بعض اصطلاحات جن کی تعریفات میں ٹکراو تھا وہ ختم ہوگیا۔

مثال کے لئے (النکت) میں ارسال کی بحث دیکھی جاسکتی ہے۔

کیا حسن لغیرہ حدیث متقدمین سے ثابت نہیں؟

حسن لغیرہ امام ترمذی سے ثابت ہے..بلکہ وھو اول من اشھرہ...قالہ ابن حجر ..انہوں نے اسکو شہرت دی..یہ نہیں کہ اسکے موجد ہی وہی ہیں...گویا یہ اصطلاح اوروں سے بھی ثابت ہے.مگر چونکہ امام ترمذی نے کثرت کے ساتھ اپنی کتاب میں اسکا ذکر کیا ہے لہذا اسی لیے انکو اسکی شہرت کرنے والا کہا جاتا ہے.

کہنے کا مقصد..کیا امام ترمذی ائمہ متقدمین میں سے نہیں.

ان صاحب نے اپنی تازہ کتاب میں انکار کردیا ہے کہ امام ترمذی حسن لغیرہ کے قائل ہیں...اناللہ واناوانا الیہ راجعون...

آپ اصول حدیث کی کتب اٹھا کر دیکھیں تقریبا ہر مصنف نے اس اصطلاح امام ترمذی کی طرف منسوب کیا ہے.تو کیا انہوں نے وہ محض ظن،تخمین اور تقلیدا ایسا کہا ہے۔

یہ سارے جواب میری زیر ترتیب کتاب میں آرہے ہیں..ان شاء اللہ العزیز۔

آخری اور اہم بات...اور قابل غور بھی..محدثین کرام نے تین قسم کی روایات جمع کی ہیں..

صحیح

قلیل الضعف روایات

۔شدید الضعف روایات

اول قسم پر تو کلام ہی نہیں۔

تیسری قسم... یہ بتانے اور متنبہ کرنے کے لیے کہ کس کس قسم کے ظالم لوگ پیدا ہو گئے تھے....اور سب سے بڑھ کر ایمانداری سے یہ پورا حصہ منتقل کر دیا..اور بھی فوائد ہیں۔

دوسری قسم...تو اسکو اس لیے جمع کر دیا تا کہ اگر اسکا کہیں شاہد یا متابع ہو تو اسکے ساتھ یہ قوت پکڑ لے گی۔

اور اس حوالے سے ایک بھی محدث سے یہ ثابت نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے صحیح شاہد یا متابع کی قید لگائی ہو..اور حقیقت بھی یہی ہے...ورنہ اگر لازمی طور پر صحیح متابع یا شاہد کو ہی تلاش کیا جائے تو پھر ضعیف کی ضرورت ہی کیا رہیگی جو اسکے لیے صحیح متابع تلاش کیا جائے؟؟

امام ترمذی رحمہ اللہ ائمہ متقدمین میں سے ہیں:

انہوں نے اپنی کتاب میں حسن لغیرہ کو کثرت کے ساتھ ذکر کیا ہے..اور ان کے دور سے لیکر پانچویں، چھٹی صدی ہجری تک سواء ابن حزم کے کسی ایک بھی محدث سے ان پر نکیر ثابت نہیں.آخر کیوں.؟؟اگر نئی اصطلاح وضع کی جارہی ہے،جس پر ہزاروں احادیث کا فیصلہ ہے.اگر اس اصطلاح.سے ائمہ متقدمین واقف نہ ہوتے تو کیا وہ اسدد پر خاموش تماشائی بیٹھے رہتے.؟ابن حزم کا تشدد اور شذوذ معروف ہے..لہٰذا ان کی بات قابل التفات نہیں۔

شیخ زبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس پر نکیر ثابت نہیں وہ اجماع ہے...لہذا امام ترمذی کی حسن والی اصطلاح پر ائمہ متقدمین سے نکیر ثابت نہیں.لہذا ان کے بقول اجماع ہوا۔

اگر ابن حزم کو لاتے ہیں نکیر ثابت کرنے کے لیے تو پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ بھی قران مجید میں معوذتین کے قائل نہیں.ملاحظہ ہو"توضیح الکلام".تو لہٰذا یہاں پر اجماع قرآن سے پھر انکار کر دیں..

اس ساری تفصیل کا مقصد یہ ہے کہ ائمہ متقدمین اور ائمہ متاخرین کا شوشہ چھوڑنا ترک کر دیں...ورنہ" پھر ائمہ متقدمین کے الگ اصول اور ائمہ متاخرین کے الگ اصول" کے نام سے.کتاب لکھ کر امت پر عظیم احسان کر کے چلے جائیں۔امت بیچاری پہلے ہی بڑے بڑے

فتنے سہہ رہی ہے۔ ایک یہ بھی سہی۔ جیسے تیسے سہہ لے گی۔ انتہی]]

سند میں سفیان سے مراد؟

سند میں جب سفیان آ جائے تو اس سے مراد ثوری ہیں یا ابن عیینہ؟ اس فرق کی تفصیل پیش خدمت ہے۔

حافظ ذہبی فرماتے ہیں: ثوری کے شاگرد کبار اور پرانے ہیں اور ابن عیینہ کے شاگرد صغار ہیں، انھوں نے ثوری کو نہیں پایا اور یہ بات واضح ہے، پس جب قدیم رواۃ نے بیان کیا ہو اور نام میں صرف سفیان بولا جائے تو اس سے مراد ثوری ہوں گے اور وہ وکیع، ابن مہدی، فریابی اور ابونعیم کی مثل ہیں۔ ان راویوں میں سے اگر کوئی ابن عیینہ سے بیان کرے گا تو ان کا مکمل نام (سفیان بن عیینہ) واضح طور پر لے گا، صرف سفیان نہیں کہے گا اور جس راوی کی ثوری سے ملاقات ہی نہیں ہوئی اور اس نے ابن عیینہ کو پایا ہے تو وہاں تنبیہ کی ضرورت ہی نہیں، اس کے لئے رواۃ کے طبقات کی معرفت ہونا ضروری ہے۔ [1]

یہ ایک اہم قاعدہ ہے جو اکثر تلامذہ پر مخفی ہے۔

جرح کرنے والا اگر خود ضعیف ہے تو اس کی جرح قبول نہیں کی جائے گی:

ازدی خود ضعیف ہے، اس نے کسی راوی پر جرح کی تو اس پر تعلیق لکھتے ہوئے حافظ ذہبی فرماتے ہیں: "هذه مجازفة ليت الأزدي عرف ضعف نفسه" یہ ظلم ہے۔ کاش ازدی اپنے ضعف کو پہچانتے۔ [2]

امام ابن حبان فرماتے ہیں: "من المحال ان يجرح العدل بكلام المجروح" یہ بات محال ہے کہ عادل راوی پر مجروح کے کلام کے ساتھ جرح کی جائے۔ اسی طرح کچھ اور ضعیف راوی ہیں جو جرح وتعدیل کے لحاظ سے رواۃ پر حکم لگاتے ہیں، ان کی نہ جرح قبول ہے اور نہ ہی توثیق۔ مثلاً شاذکونی، ابن خراش، سلمة بن القاسم،

[1] سير أعلام النبلاء: ج٧ ص٤٦٦.

[2] السير: ج١٣ ص٣٨٩.

دولابی وغیرہ۔ [1]

راوی کا بدعتی ہونا عدالت کے منافی نہیں:

راوی میں اصل عدالت اور ضبط ہے، اس کا بدعتی مثلاً مرجئ، شیعی اور قدری وغیرہ ہونا مضر نہیں۔ اگر کسی راوی کی بدعت اسے کفر تک پہنچا دے جسے بدعت مکفرہ کہتے ہیں تو اس کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ امام ذہبی نے ابان بن تغلب کے ترجمے میں کہا: ”فلنا صدقه وعليه بدعته“ ہم اس کی سچی روایات لیتے ہیں اور اس کی بدعت اس پر چھوڑتے ہیں۔ [2]

الزام کی تحقیق کرنا:

اگر کسی راوی پر کوئی الزام ہے تو اس کی پہلے تحقیق کی جائے گی۔ مثلاً امام مکحول شامی پر ابن خراش نے قدری ہونے کا الزام لگایا ہے، حالانکہ امام اوزاعی فرماتے ہیں: فكشفنا عن ذلك فاذا هو باطل۔ پس ہم نے اس الزام کی تحقیق کی تو یہ باطل ثابت ہوا۔ [3] اسی طرح امام عبدالرزاق صنعانی رحمہ اللہ پر تشیع کا الزام ہے، جو درست نہیں حالانکہ آپ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دیتے تھے۔ [4] امام عبدالرزاق صنعانی رحمہ اللہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”وبه ناخذ“ اور اسی کو ہم لیتے ہیں۔ [5]

صرف ثقہ راوی سے بیان کرنے والے: (یہ اغلبی ہے کلی نہیں)

۱:...... امام شعبہ رحمہ اللہ صرف ثقہ ہی سے بیان کرتے ہیں۔ [6]

۲:...... امام ابوداود عام طور پر اپنے نزدیک ثقہ صرف ثقہ ہی سے بیان کرتے ہیں۔ جس

[1] تفصیل کے لیے دیکھیں فتح المنان مقدمہ لسان المیزان ص:۱۹۴۔۱۹۹.

[2] میزان الاعتدال:۱/۵.

[3] تہذیب التہذیب:۱/۲۹۱.

[4] تاریخ دمشق لابن عساکر:۳۸/۱۳۲،۱۳۱، سندہ صحیح.

[5] مصنف عبدالرزاق:۵۵۳۴.

[6] دیکھیے: تہذیب التہذیب۱/۵۱۴.

طرح امام ابن القطان نے کہا۔ [1]

۳:...... امام بقی بن مخلد صرف ثقہ ہی سے بیان کرتے ہیں۔ [2]

۴:...... امام بخاری رحمہ اللہ جس راوی سے بطور استشہاد روایت کریں وہ عام طور پر امام بخاری کے نزدیک ثقہ ہوتا ہے۔ حافظ محمد بن طاہر المقدسی نے ایک راوی کے بارے میں لکھا ہے: بل استشهد به في مواضع ليبين أنه ثقة" بلکہ انھوں (امام بخاری) نے کئی جگہوں پر اس سے بطور استشہاد روایت لی ہے تا کہ واضح ہو کہ وہ ثقہ ہے۔ [3]

۵:...... ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تمام شیوخ ثقہ ہیں؟ یہ بھی بعض نے دعوی کیا ہے۔ [4] یہ بات بالکل غلط ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں تفصیل کا طالب اعلاء السنن فی المیزان ص:۹۶۔۱۲۵ کا مطالعہ کرے۔ آپ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے کہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شیوخ کس قدر کذاب اور جھوٹے موجود ہیں۔ مثلاً عمرو بن عبید کذاب متروک، جراح بن منہال متروک، محمد بن زبیر تمیمی منکر الحدیث وغیرہ امام ابوحنیفہ کے شیوخ میں سے ہیں۔

فائدہ:...... اگر کوئی محدث کہے کہ فلاں راوی میرے نزدیک متروک نہیں تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ دوسرے محدثین کے نزدیک بھی متروک نہیں ہے۔

جرح وتعدیل لکھنے کا طریقہ:

راوی پر مفصل بحث دیکھنے کے لیے اصل مراجع و مصادر کی طرف رجوع کیا جائے مثلاً التاریخ الکبیر، الجرح والتعدیل، تاریخ بغداد وغیرہ ان کے ساتھ ساتھ تھذیب الکمال، تھذیب التھذیب وغیرہ دیکھنی چاہیے۔ لکھنے میں اختصار سے کام لیتے ہوئے تقریب التھذیب کا حوالہ بھی کافی ہوتا ہے کیونکہ تقریب کا حوالہ بطور خلاصہ واعدل الاقوال دیا جاتا ہے۔ جزوی اختلاف

---

[1] بيان الوهم والايهام في كتاب الاحكام ـ٣/٤٦٦ ح:١٢٢٧، نصب الرايه : ١/١٩٩.

[2] تهذيب التهذيب:١/٢٢.

[3] شروط الائمة الستة ص:١٨.

[4] دیکھیے: انهاء السكن ص:٥٦.

تقریب سے ممکن ہے۔اگر بطور ضرورت کسی راوی پر مفصل بحث مطلوب ہے تو اس راوی پر مالہ و ماعلیہ بحث لکھ کر اس کا تقابل کرتے ہوئے دلائل اور ائمہ جرح وتعدیل کے مراتب کا خیال کرتے ہوئے راجح قرار دینا چاہیے۔بعض جمہور کا دعوی کرتے ہیں جس کی کوئی حقیقت نہیں۔

ابوالرجال لقب کی وجہ:

جس کے دس بیٹے ہوں اسے ابوالرجال کہتے ہیں۔یہ بات امام ابن الصلاح نے کہی ہے۔[1]

[ہم نے چند بحوث اپنی دوسری مطبوع کتاب تخریج وتحقیق کے اصول وضوابط سے لی ہے]

رواۃ کے متعلق بعض اہم قواعد:

- کل عاصم فی الدنیا ضعیف.[2]
- کل أبی فروۃ ثقة إلا أبا فروۃ الخبری.[3]
- آل کعب بن مالك كلهم ثقات، کل من رُوی عنه الحديث کل من سکت عنه ابن عیسی فهو ثقة [4]

تقریب التهذیب کو زبانی یاد کرنے کا طریقہ:

بعض طلبہ کا شوق ہوتا ہے کہ وہ رواۃ کو زبانی یاد کریں تاکہ حدیث کو پڑھتے وقت ہر ہر راوی پر جرح وتعدیل کے لحاظ فورا کرتے جائیں جس طرح بعض عرب شیوخ کو تقریب التهذیب زبانی یاد ہے اور ان کی تدریس حدیث بہت متاثر کن ہے۔

مختصرا عرض ہے کہ

ا: آپ تخریج وتحقیق کے فن میں کام کریں۔رواۃ پر بحث بار بار دیکھنی پڑھتی ہے اس سے

[1] مقدمہ ابن الصلاح ص:۴۳۷ نوع:۵.

[2] علل الترمذی لابن رجب:۳۹۷. [3] ایضا، ۴۹۸.

[4] ایضا، ۴۹۹.

رواۃ خود بخود زبانی یاد ہو جاتے ہیں۔

۲: ضعیف رواۃ کو زبانی یاد کر لیا جائے ان کے علاوہ باقی تمام ثقہ ہیں۔

۳: مدرسہ کا ماحول ایسا ہو کہ جس میں اساتذہ وطلبہ کے مابین رواۃ پر مذاکرے ہوں۔

۴: چند باذوق طلبہ ایک گروپ بنالیں روزانہ ایک گھنٹہ رواۃ پر بحث کریں اور ایک دوسرے سے سوال کریں۔

۵: روزاہ دس راویوں کے نام مع حکم ایک رقعے پر لکھ لیں اور چلتے پھرتے انھیں دیکھا جائے جو ایک دن میں یاد ہوئے ہیں انہیں روزانہ باقاعدگی سے پڑھا جائے۔

٦: ناممکن کوئی کام نہیں مکمل یکسوئی سے کوئی بھی کام کیا جائے ہو جاتا ہے۔

بعض راویوں کے ناموں کی تحقیق اور ضبط کا بیان [1]

قاعدہ:...... یہ ہے کہ حدیث کی کتابوں میں ہر جگہ لفظ سلام کو لام کی تشدید کے ساتھ پڑھنا چاہیے، مگر پانچ جگہ لام مشدد نہیں ہے۔

۱:...... عبداللہ بن سلام کے والد کا نا ''سلام'' ہے جو علمائے یہود میں زبردست عالم تھے، حضور ﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد ایمان لائے اور دنیا ہی میں جنتی ہونے کی خوشخبری سنی۔

۲:...... محمد بن سلام بیکندی کے والد جو امام بخاری کے استاد تھے۔ بیکند، ب کے زیر اور ی کے سکون کے ساتھ ہے، یہ تاشقند کی طرح ایک بستی کا نام ہے اور بخارا کے مضافات میں سے ہے۔

۳:...... سلام بن محمد بن ناهض المقدسی، یہ صحاح ستہ کے راویوں میں سے نہیں ہیں، لیکن حافظ ابو طالب اور طبرانی نے ان سے روایت کی ہے اور ان کو سلامہ کے نام سے یاد کیا ہے۔

۴:...... محمد بن عبدالوہاب بن سلام مغربی معتزلی کا دادا یہ بھی صحاح ستہ کے راویوں میں سے نہیں ہے۔

---

[1] یہ بحث عجالۂ نافعہ از شاہ عبدالعزیز دہلوی رحمہ اللہ سے لی ہے۔ **(الحسینوی)**

۵:......سلام بن ابی الحقیق جو یہودی تھا اور حضور اکرم ﷺ سے بڑی دشمنی اور عداوت رکھتا تھا، اس کی شرارت اور فساد کا ذکر بہت سی حدیثوں میں آتا ہے۔

ان پانچ ناموں کو تخفیفِ لام کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:......عمارہ جس جگہ بھی ہو گا عین مہملہ کے پیش کے ساتھ ہو گا، مگر ابی بن عمارہ صحابی رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عین کی زیر کے ساتھ ہے۔

قاعدہ:......کریز جہاں بھی کاف کے زبر سے آئے وہ قبیلہ خزاعہ میں سے ہے اور جہاں کاف کے پیش کے ساتھ آئے گا اور مصغّر ہو گا وہ قبیلہ عبد شمس سے ہے، یعنی جس کا نام کریز ہے اس کا نسب دیکھنا چاہیے اگر خزاعی ہے تو وہ کاف کے زبر کے ساتھ ہے اور عبشمی (قبیلہ عبد شمس سے) ہے تو اُس کو کُریز پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:......حزام، اگر اِس نام کا راوی قرشی ہے تو اس کو زائے معجمہ اور حائے مہملہ کے زیر کے ساتھ پڑھنا چاہیے اور اگر انصاری ہے تو حائے مہملہ کے زبر اور رائے مہملہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:......عِسل ہر جگہ عین مہملہ اور سین مہملہ کے زیر کے ساتھ ہے، مگر عسل بن ذکوان الاخباری البصری عین اور سین مہملہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ البتہ یہ صحیحین کے راویوں میں سے نہیں ہے۔

قاعدہ:......غَنّام ہر جگہ غین معجمہ اور نون مشدّد پر زبر کے ساتھ ہے مگر عثام بن علی العامری الکوفی عین مہملہ اور ثائے مثلثہ کی تشدید کے ساتھ ہے اور پہلی قسم سے حضرت غنّام بن اوس رضی اللہ عنہ صحابی بدری کا نام ہے۔

قاعدہ:......قمیر ہر جگہ قمر کی تصغیر ہے اور مرد کا نام مگر قمیر مسروق بن الاجدع کی بیوی اور عمرو کی بیٹی کا نام ہے اس کو طویل کے وزن پر پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:......مسور ہر جگہ اسم آلہ مِضرَبٌ کے وزن پر ہے مگر دو راویوں کا نام جن سے ایک مسوّر بن یزید صحابی اور دوسرے مسور بن عبدالملک الیربوعی ہیں، ان دونوں کو محمد کے وزن

پر پڑھنا چاہیے۔

بعض نسبتوں کا بیان

قاعدہ:......جس جگہ بھی لفظ جمال آئے وہ جیم کے ساتھ ہے مگر موسیٰ بن ہارون الحمّال کے باپ کا نام حائے مہملہ کے ساتھ ہے۔

قاعدہ:......عبسی اس شکل سے اگر بصریوں کی سندوں میں آ جائے تو اس کو عیشی پڑھنا چاہیے، یہ عیش کی طرف نسبت ہے جو موت کی ضد اور اگر کوفیوں کی سندوں میں آئے تو عبسی بائے موحدہ اور سین مہملہ سے پڑھا جائے اور اگر شامیوں کی سندوں میں آئے تو عنسی پڑھنا چاہیے، یعنی بائے موحدہ کے بجائے نون کے ساتھ پڑھیں۔

اِس فن کی ایک پر لطف بات یہ ہے کہ اگر کسی جگہ تصحیف (لفظی تغیّر) ہو جائے تو غلطی شمار نہیں ہوتی، جس طرح سے بھی پڑھ لیں ٹھیک ہے، جیسے عیسیٰ ابن ابی عیسیٰ الحناط اور مسلم حبّاط، اگر ان دونوں کو گندم فروشی کی نسبت کے اعتبار سے حنّاط پڑھیں تو بھی ٹھیک ہے اور اگر حبط فروشی کی حیثیت سے حباط پڑھیں تو بھی صحیح ہے۔ حبط حائے مہملہ اور بائے موحدہ کے زیر کے ساتھ ببُول کے پتوں کو کہتے ہیں جن کو چوپایوں کے لیے اکٹھا کر کے بیچتے ہیں اور سلائی کے پیشہ کی طرف نسبت کے اعتبار سے اگر خیّاط پڑھیں تو بھی درست ہے کیونکہ ان دونوں راویوں نے یکے بعد دیگرے تینوں پیشے اختیار کیے تھے، لیکن اوّل میں حناط گندم فروشی کی حیثیت سے زیادہ مشہور ہے اور دوسرے میں حباطی یعنی حبط فروش زیادہ معروف ہے۔

دیگر ناموں کا بیان

موطا اور صحیحین میں جہاں بھی یسار آئے گا تو اس کو سین مہملہ سے پہلے یائے تحتیہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے مگر محمد بن بشار کا نام بائے موحدہ اور شین معجمہ کے ساتھ، موصوف امام بخاری اور امام مسلم کے استاد ہیں۔ موطا اور صحیحین میں جہاں لفظ بشر آئے، اس کو بائے موحدہ کے زیر اور شین معجمہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے مگر چار راویوں کے نام بائے موحدہ کے پیش اور سین مہملہ کے ساتھ وارد ہیں۔

۱: عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ صحابیہ۔ ۲: بسر بن سعید۔

۳: بسر بن عبیداللہ حضرمی۔ ۴: بسر بن محجن۔

ان تینوں کتابوں میں جہاں بھی لفظ بشیر جو بشارت بمعنی خوشخبری سے ماخوذ ہے اس کو طویل کے وزن پر پڑھنا چاہیے، مگر چار راویوں کے نام مصغّر آئے ہیں۔ ان میں سے دو بشیر بن کعب عدوی اور بشیر بن یسار، شین معجمہ کے ساتھ ہیں اور دو سین مہملہ سے وارد ہیں جنھیں یائے تحتیہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے، یسیر بن عمر اور دوسرے کو نون کے ساتھ پڑھنا چاہیے، وہ قطن بن نسیر کے باپ کا نام ہے۔

قاعدہ:...... یزید کا ہمشکل لفظ جہاں آئے وہ زیادہ سے مضارع معروف غائب کا صیغہ ہے مگر تین راوی:

۱:...... برید بن عبداللہ بن ابی بردہ، بائے موحدہ کے پیش اور رائے مہملہ کے فتح کے ساتھ ہے جو برد بمعنی اولہ کی تصغیر ہے۔

۲:...... محمد بن عرعرۃ بن البِرند کے دادا کا نام ہے جو بائے موحدہ کے زیر اور رائے مہملہ اور نون ساکن کے ساتھ وارد ہے۔ بعض محدثین دونوں (باء اور راء) پر فتح پڑھتے ہیں اور علی بن ہاشم بن البرید کے دادا کا نام بائے موحدہ کے زیر اور یائے تحتیہ کے زیر سے پڑھتے ہیں۔

قاعدہ:...... جہاں بھی براء آتے اس کو مخفف پڑھنا چاہیے اور اس کی با کو مفتوح سمجھنا چاہیے مگر دو راویوں کے نام۔

۱۔ ابوالعالیہ البرّاء ۲۔ ابومعشر البرّاء کو با کے فتح اور را کی تشدید سے پڑھنا چاہیے۔

قاعدہ:...... حارثہ کی شکل کے نام کو حائے مہملہ، رائے مکسورہ اور ثائے مثلثہ مفتوحہ سے پڑھنا چاہیے مگر چار جگہ جیم، را اور یائے تحتیہ کے ساتھ سمجھنا چاہیے۔

۱: جاریہ بن قدامہ ۲: یزید بن جاریہ

۳: عمرو بن سفیان بن اسید بن جاریہ ۴: الاسود بن العلاء بن جاریہ

قاعدہ:...... جریر کی صورت ہر جگہ جیم اور رائے مہملہ کی تکرار کے ساتھ سمجھنی چاہیے مگر دو

راویوں کے نام ایسے آئے ہیں جن کے پہلے حائے مہملہ اور زائے منقوطہ ہے۔

۱: حریز بن عثمان الرحبی جو کوفہ کے محلہ رحب کی طرف منسوب ہیں۔

۲: ابو حریز عبداللہ بن حسین جو عکرمہ سے راوی ہیں۔

قاعدہ:...... خراش ہر جگہ خائے معجمہ کے ساتھ آیا ہے مگر ربعی بن حراش کے باپ کا نام حائے مہملہ سے وارد ہوا ہے۔

قاعدہ:...... حصین ہر جگہ مصغر ہے اور صاد مہملہ کے ساتھ ہے مگر ابو حصین عثمان بن عاصم طویل کے وزن پر ہے اور حضین بن المنذر ابو ساسان بصیغۂ تصغیر ضاد معجمہ کے ساتھ ہے۔

حازم ان تینوں کتابوں میں ہر جگہ حائے مہملہ اور زائے منقوطہ کے ساتھ مگر ابو معاویہ محمد بن خازم کا باپ جو ضریر کوفی سے مشہور ہے اور اعمش کا شاگرد ہے وہ خائے معجمہ سے ہے۔

حبّان بن منقذ اور محمد بن یحییٰ بن حبان کا دادا اور حبان بن واسع اور اس کا دادا نیز حبان بن ہلال میں اس جگہ حا پر زبر اور با کو مشدد پڑھنا چاہیے اور حِبّان بن عطیہ، حِبّان بن موسیٰ اور حِبّان بن العرفہ میں حا مکسورہ اور با کو مشدد پڑھنا چاہیے۔

حبیب کو ہر جگہ حائے مہملہ پر زبر اور بائے موحدہ پر زیر کے ساتھ سمجھنا چاہیے۔ یہ حُبٌّ اور محبۃ سے طویل کے وزن پر ہے مگر تین جگہ خائے معجمہ کے پیش کے ساتھ مصغر سمجھنا چاہیے جو خبابت بمعنی دانائی مصدر سے بنایا ہے۔

۱: خبیب بن عدی۔ ۲: خبیب بن عبدالرحمن

۳: ابو خبیب حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

حکیم ہر جگہ حکمت سے طویل کے وزن پر پڑھنا چاہیے مگر رزیق بن حُکیم بن عبداللہ اور حُکیم بن عبداللہ حکم کی تصغیر ہے۔

رباح ہر جگہ بائے موحدہ اور را کے زیر کے ساتھ ہے، مگر ابو قیس زیاد بن ریاح کے باپ کا نام یائے تحتیہ اور را کے زیر کے ساتھ ہے۔

زُبَید، اِس کو صحیحین میں زائے منقوطہ کے پیش اور بائے موحدہ کے زیر سے پڑھنا

چاہیے۔ یہ زبد بمعنی مکھن کی تصغیر ہے اور موطا میں زُبید پڑھنا چاہیے جو مشہور نام زید کی تصغیر ہے۔

سُلیم ان تینوں کتابوں میں ہر جگہ تصغیر کے صیغہ کے ساتھ وارد ہے مگر سلیم بن حیان طویل کے وزن پر ہے۔

سلم ہر جگہ سین کے زبر اور لام کے سکون کے ساتھ آیا ہے۔

شریح ہر جگہ شین معجمہ کے پیش اور آخر میں حائے مہملہ کے ساتھ ہے، مگر تین راوی سین مہملہ اور جیم سے بھی وارد ہیں:

۱: سریج بن یونس ۲: سریج بن النعمان

۳: احمد بن ابی سریج

سلیمان ہر جگہ مشہور پیغمبر کا نام ہے، مگر چھ راوی:

۱: سلمان فارسی ۲: سلمان بن عامر ضبّی

۳: سلمان الاغر ۴: عبدالرحمن بن سلمان

۵: ابو حازم، جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں ان کا نام بھی سلمان ہے۔

۶: ابو رجاء حضرت ابو قلابہ کا نام بھی سلمان ہے۔

سلمہ ہر جگہ لام کے زبر کے ساتھ وارد ہے مگر دو جگہ اس کو لام کے زبر کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

۱: عمرو بن سلمہ الجرمی جو بصرہ کی مسجد کا تھا۔

۲: نبو سلمہ جو انصار کا قبیلہ تھا۔

عبیدہ ہر جگہ مصغر آیا ہے مگر چار جگہ:

۱: عَبِیدہ سلمانی جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے۔

۲: عبیدہ بن حمید

۳: عبیدہ بن سفیان

۴: عامر بن عبیدۃ الباہلی، مصغر نہیں ہیں۔

عبادہ ہر جگہ عین کے پیش اور بائے موحدہ کے سکون کے ساتھ ہے، مگر محمد بن عبادہ

الواسطی جو امام بخاری کے اُستاد ہیں، وہ عین کے زبر کے ساتھ ہے۔

عبدہ ہر جگہ عین کے زبر اور بائے موحدہ کے سکون سے ہے مگر عامر بن عبدہ جو صحیح مسلم کے خطبہ میں وارد ہے اس کو عین اور با دونوں پر زبر کے ساتھ پڑھنا چاہیے، اور اسی طرح نخالہ بن عبادہ بھی ہے۔

عَبَّاد ہر جگہ عین کے زبر اور بائے موحدہ کی تشدید کے ساتھ وارد ہے مگر قیس بن عُباد عین کے پیش اور بائے موحدہ کی تخفیف کے ساتھ آیا ہے۔

عقیل عین کے زبر اور قاف کے زیر کے ساتھ آیا ہے مگر تین راوی مصغر وارد ہیں:

۱: عقیل بن خالد ۲: یحییٰ بن عقیل

۳: بنو عقیل مشہور قبیلہ ہے۔

واقد ہر جگہ قاف کے ساتھ ہے۔

نصر اگر لام تعریف کے ساتھ آئے تو ضاد معجمہ سے پڑھنا چاہیے، جیسے ابی النضر اور النضر بن الحارث اور اگر بغیر لام تعریف کے آئے تو صاد مہملہ سے پڑھنا چاہیے، یہ اصطلاحی فرق ہے جو کتابت میں امتیاز کی غرض سے اختیار کیا گیا ہے جیسے عمر اور عمرو میں کیا ہے۔

عبید اور حمید ہر جگہ مصغر ہے۔

ایلی، ایلہ کی طرف منسوب ہے جو حدود شام میں ایک شہر ہے، یہ ہمزہ کے زبر اور یائے تحتیہ کے سکون اور لام کی تخفیف کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ یہ اس صورت میں اُبُلی سے جو اُبلہ ہمزہ اور بائے موحدہ کے پیش اور لام مشدد سے مشتبہ ہو جاتا ہے لیکن صحیحین میں کوئی راوی اُبُلی کی نسبت والا نہیں آیا اور جو ہے بھی تو اس کی نسبت مذکور نہیں ہے، جیسے شیبان بن فروخ کہ ان سے امام مسلم نے روایت کی ہے مگر ان کی نسبت میں لفظ اُبلی ذکر نہیں کیا ہے۔

بزاز ہر جگہ دو زائے منقوطہ سے ہے یعنی کپڑا بیچنے والا۔ یہ بَزٌّ سے مشتق ہے جو کپڑے کے معنی میں آتا ہے، مگر دو راوی بزار ہیں۔ بزار عربی میں بزر فروش کو کہتے ہیں یعنی تخم فروش کو بولتے ہیں اور ایسے پیشے والے کو ہندی میں پنساری کہتے ہیں۔

البصری ہر جگہ بائے موحدہ کے ساتھ، شہر بصرہ کی طرف نسبت ہے مگر تین راوی نون سے وارد ہیں اور وہ ایک مشہور قبیلہ بنی نصر کی طرف منسوب ہیں۔

۱: مالک بن اوس النصری۔

۲: عبدالواحد بن عبداللہ النصری

۳: سالم بن فلاں جو نصریین کا مولیٰ (غلام) ہے۔

الثوری ہر جگہ ثائے مثلثہ سے ہے مگر ابو یعلی محمد بن الصلت التوزی جو تائے مثناۃ فوقانیہ اور تشدید واو کے ساتھ ہے، توز کی طرف نسبت ہے جس کے آخر میں زائے منقوطہ ہے۔

جُرَیری ہر جگہ جیم کے ساتھ ہے اور مصغر ہے مگر یحییٰ بن ایوب جریری جیم کے زبر سے وارد ہے اور یحییٰ بن بشر حریری جو بخاری اور مسلم کے استاد ہیں، حائے مہملہ کے زبر سے آئے ہیں، اور حریر (ریشم) کی طرف منسوب ہیں۔

السلمی ہر جگہ لام کے زبر سے آیا ہے اور محدثین ان راویوں کو جو انصار کے قبیلہ بنی سلمہ کی طرف منسوب ہیں لام کے زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں۔

الہمدانی، ہر جگہ سکون میم کے ساتھ قبیلہ ہمدان کی طرف منسوب ہے، لیکن ہمدان میم کے زبر سے عراق عجم کے شہروں میں سے ایک شہر کا نام ہے، صحیحین میں اس شہر کی طرف نسبت نہیں آئی ہے۔

فائدہ:...... محدثین کا یہ قاعدہ ہے کہ وہ راوی کی کنیت، نسبت اور صنعت کا ذکر کرتے ہیں اور ان کی غرض اس عمل سے احتیاط کامل کا اظہار ہوتا ہے کیونکہ کبھی تو نام مشترک ہوتا ہے اور کبھی فقط کنیت مشترک [1] ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں راوی اور غیر راوی میں امتیاز بغیر مبالغہ اور کامل احتیاط برتے نہیں ہو سکتا ہے (لہٰذا ایسی صورت میں کنیت، نسبت اور صنعت کا ذکر

[1] جب دو راوی ہم نام اور ہم عصر ہوں، اور ایک ہی استاد کے شاگرد ہوں تو سخت اشتباہ ہو جاتا ہے۔ محدثین اصطلاح میں اسماء کی ایسی قسم کو جو خط اور لفظ میں ایک ہوتی ہے اور مسمیٰ کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہے، المتفق والمفترق کہتے ہیں۔ خطیب بغدادی کی اس موضوع پر مستقل کتاب بنام ''تلخیص المتشابہ'' ہے۔

ضروری ہوتا ہے) بلکہ بعض جگہ راوی کا نام اور اس کے باپ کا نام بھی مشترک ہوتا ہے، چنانچہ محدثین نے لکھا ہے کہ خلیل بن احمد نام کے چھ شخص گزرے ہیں اور انس بن مالک نام کے پانچ شخص ہوئے ہیں اور کسی کسی راوی کا نام، اُس کے باپ کا نام اور اس کے دادا کا نام بھی مشترک واقع ہوا ہے، چنانچہ احمد بن جعفر بن احمدان چار شخص ہیں اور خود ان کا نام اور ان کے باپ کا نام اور ان کے دادا کا نام ایک ہی ہے اور محمد بن یعقوب بن یوسف دو شخص ہیں اور بعض کنیت اور نسبت ایک سی ہوتی ہیں، چنانچہ ابو عمران جونی دو شخص ہیں، ایک کا نام عبدالملک بن حبیب ہے اور دوسرے کا موسیٰ بن سہل ہے اور اسی طرح ابو بکر بن عیاش بھی تین راوی ہیں۔

غرض محدثین کی اِس قدر چھان بین کو بے کار نہیں سمجھنا چاہیے، اُن کا اِس سے مقصد راویوں میں باہم امتیاز کرنے میں پوری پوری احتیاط کرنا ہوتا ہے تا کہ ضعیف راوی، ثقہ راوی سے مشتبہ نہ ہو سکے اور اگر دونوں راوی عدالت اور وثوق کی صفت میں برابر ہوں تو اشتباہ مضر نہیں ہوتا۔ لیکن محدثین کے یہاں اس میں امتیاز کے لیے قرائن اور اشارات ہیں مثلاً سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ میں اُن کے شیوخ اور شاگردوں سے تمیز ہوتی ہے اور اگر اُستاد اور شاگرد بھی ہم نام اور ہم نسبت ہوں تو امتیاز نہایت دشوار ہوتا ہے اور ایسے ہی مواقع پر محدث ہونے کا امتحان ہوتا ہے۔

بصرہ میں فن حدیث کے ایک زمانے میں دو امام موجود تھے جنھیں حمادین کہتے ہیں۔

۱: حماد بن زید بن درہم   ۲: حماد بن سلمہ

لٰہذا صحیحین میں جہاں بھی عارم سے روایت آئے، اس کو حماد سے سمجھنا چاہیے کیونکہ وہ حماد بن زید ہیں اور اگر...... موسیٰ بن اسماعیل تبوذ کی راوی ہو گا تو پھر حماد بن سلمہ مراد ہوتا ہے۔

صحیحین میں عبداللہ بغیر کسی قید کے آئے تو صحابہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مراد ہوتے ہیں اور آئمہ حدیث میں حضرت عبداللہ بن مبارک۔

ابو جمرہ جیم اور رائے مہملہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں اور ابو حمزہ حائے مہملہ اور زائے منقوطہ سے بھی حضرت عبداللہ بن عباس کا ایک شاگرد (مراد) ہے۔ شعبہ

نے ان دونوں سے روایت کی ہے لہٰذا اصطلاح یہ ہے کہ شعبہ جس وقت مطلق ابو جمرہ کہتے ہیں نصر بن عمران مراد ہوتے ہیں جو کہ جیم سے ہیں اور جس وقت وہ نسب سے مقید کرتے ہیں تو ابو حمزہ حائے مہملہ سے مراد ہوتے ہیں، واللہ اعلم۔

کسی جگہ ماں کا نام باپ کے نام سے مشتبہ ہو جاتا ہے لیکن غور وخوض سے پتہ چلتا ہے کہ ماں کا نام ہے اور باپ کا نام نہیں ہے جیسا کہ حدیث میں معاذ اور معوذ بن ابنی عفراء آیا ہے اور حضرت معاذ اور معوذ رضی اللہ عنہما دونوں عفراء کے بیٹے ہیں اور اس میں عفراء ان کی ماں کا نام ہے اوران کے باپ کا نام حارث ہے۔ بعض روایتوں میں بلال رضی اللہ عنہ بن حمامہ آیا ہے، کہ وہ بلال رضی اللہ عنہ بن رباح ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے، ان کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ نیز صحیحین میں عبداللہ بن بحسینہ کا نام آیا ہے، بحسینہ ان کی ماں کا نام ہے اور ان کے باپ کا نام مالک ہے اور بعض جگہ اس طرح جمع کر کے کہہ دیا ہے، عبداللہ بن مالک ابن بحسینہ۔ ایسی صورت میں ان کی ماں اور ان کے دادا میں اشتباہ ہو جاتا ہے لہٰذا یہ اصول بنالیا گیا ہے کہ مالک اور بحسینہ میں ابن کے الف کو قائم رکھتے ہیں اور گراتے نہیں ہیں تاکہ معلوم رہے کہ یہ عبداللہ کی صفت ہے مالک کی صفت نہیں ہے۔ اسی طرح محمد ابن الحنفیہ میں ہے کہ ان کے والد بزرگوار حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں اور حنفیہ ان کی ماں کی طرف نسبت ہے اور ان کا نام خولہ بن جعفر تھا اور جعفر یمامہ اور بنی حنفیہ کے سردار تھے، جس طرح اسماعیل بن عُلَیّہ ہے کہ ان کے باپ کا نام ابراہیم ہے۔

ایک شخص کی نسبت اس کے دادا کی طرف کرنا حدیث کی کتابوں میں بکثرت موجود ہے بلکہ محاورات میں نہایت عام اور مشہور ہے، چنانچہ ''انا ابن عبدالمطلب'' اس کی نہایت واضح دلیل ہے اور اس سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ کبھی دادی کی طرف بھی نسبت کر دیتے ہیں، جیسے یعلی بن منیہ...... کہ منیہ ان کی دادی کا نام ہے جو اُن کے باپ کی ماں تھیں اور بشیر بن الخصاصیہ بھی اسی طرح سے ہے اور جو دادا سے منسوب ہیں وہ تو بہت ہیں، جیسے ابو عبیدہ بن الجراح کہ ان کے والد کا نام عبداللہ بن الجراح ہے اور ابن جریج کہ ان کا نام عبدالملک بن

عبدالعزیز جریج ہے اور احمد بن حنبل کہ ان کے والد کا نام محمد ہے اور متبنّٰی ہونے کی وجہ سے اس شخص کی طرف نسبت کر دیتے ہیں جس کا وہ منہ بولا بیٹا ہوتا ہے، جیسے مقداد رضی اللہ عنہ بن الاسود کہ اصل میں مقداد بن عمرو بن ثعلبہ الکندی ہے، ان کی پرورش چونکہ اسود بن عبد یغوث زہری قرشی نے کی تھی اور اس نے انھیں گود لے لیا تھا اس لیے اس کی طرف نسبت سے مشہور ہو گئے اور اسی طرح حسن بن دینار ہے کہ اصل میں حسن بن واصل ہے اور دینار ان کی ماں کا خاوند تھا۔



دوسرا باب:

ائمہ جرح وتعدیل اوران کی خاص اصطلاحات

پہلی صدی ہجری کے بعض ائمہ جرح وتعدیل

ا: امام سعید بن مسیب (ف ۹۳ھ)

۲: امام سعید بن جبیر (ف ۹۴ھ) یہ دووہ ائمہ ہیں جن کا ذکر کبار تابعین میں آتا ہے۔

دوسری صدی ہجری کے مشہور ائمہ جرح وتعدیل

ا: امام شعبی (ف ۱۰۳ھ)

۲: امام اوزاعی (۸۸۔۱۵۷ھ)

۳: امام شعبہ بن الحجاج (۸۲۔۱۶۰)

۴: امام سفیان ثوری (۹۷۔۱۶۱ھ)

۵: امام مالک بن انس (۹۳۔۱۷۹ھ)

۶: امام ابن المبارک (۱۱۸۔۱۸۱ھ)

۷: امام سفیان بن عیینہ (۱۰۷۔۱۹۷ھ)

۸: امام یحییٰ بن سعید القطان (۱۲۰۔۱۹۸ھ) یہ جرح وتعدیل میں متشدد تھے۔

۹: امام عبدالرحمن بن مہدی ۱۳۵۔۱۹۸ھ)

یہ وہ ائمہ ہیں جنہوں نے حسب ضرورت راویوں پر کچھ نہ کچھ جرح وتعدیل کے لحاظ سے بات کی ہے، ان ائمہ میں سے یحیی بن سعید القطان کی رواۃ پر کتاب ہے۔ [1] ثقہ اور ضعیف راویوں کے بارے میں لیث بن سعد کی اور ابن المبارک کی تاریخ ملتی ہے۔ [2] امام ابن عیینہ کے جرح وتعدیل کے متعلق کافی اقوال مسند حمیدی میں ملتے ہیں۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۱۸۳/۹. [2] الفهرست ص: ۲۸٤،۲۵۲.

تیسری صدی ہجری کے مشہور ائمہ جرح وتعدیل

:۱ امام یحییٰ بن معین (۱۵۸۔ ۲۳۳ھ)

:۲ امام علی بن مدینی (۱۶۱۔ ۲۳۴ھ)

:۳ امام احمد بن حنبل (۱۶۴۔۲۴۱ھ)

:۴ امام دحیم (۱۷۰۔۲۴۵ھ)

:۵ امام الفلاس (۱۶۰۔۲۴۹ھ)

:۶ امام بخاری (۱۹۴۔۲۵۶)

:۷ امام الجوزجانی (ف ۲۵۹ھ)

:۸ امام العجلی (۱۸۲۔۲۶۱ھ)

:۹ امام مسلم (۲۰۴۔۲۶۱ھ)

:۱۰ امام ابوزرعہ (۲۰۰۔ ۲۶۴ھ)

:۱۱ امام ابوحاتم (۱۹۵۔۲۷۷ھ)

:۱۲ امام ابوداود (۲۰۲۔ ۲۷۵ھ)

:۱۳ امام الفسوی (ف ۲۷۷ھ)

:۱۴ امام ترمذی (۲۰۹۔۲۷۹)

:۱۵ امام ابن خراش (ف ۲۸۳ھ)

چوتھی صدی ہجری کے بعض ائمہ جرح وتعدیل

:۱ امام نسائی (۲۱۵۔ ۳۰۳ھ)

:۲ امام ساجی (ف ۳۰۷ھ)

:۳ امام ابن خزیمہ (۲۲۳۔۳۱۱ھ)

:۴ امام عقیلی (ف ۳۲۲ھ)

:۵ امام ابن ابی حاتم (۲۴۰۔ ۳۲۷ھ)

۶: امام ابن عدی (۲۷۷۔۳۶۵ھ)

۷: امام ابواحمد الحاکم (ف ۳۷۸ھ)

۸: امام ابن شاہین (۲۹۷۔۳۸۵ھ)

۹: امام دارقطنی (۳۰۶۔۳۸۵ھ)

۱۰: امام الازدی (ف ۳۹۴ھ)

ائمہ جرح وتعدیل کی اقسام:

متشددین: ...... امام ذہبی، ایک متشدد امام ابن القطان کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یحییٰ بن سعید رجال کے نقد میں بہت شدید تھے، اگر تم دیکھتے ہو کہ وہ کسی راوی کی توثیق کرتے ہیں تو اس پر اعتماد کرو لیکن اگر وہ کسی کی تضعیف کریں تو انتظار کرو یہاں تک کہ کسی اور کا قول نہ دیکھ لو۔ [1]

اس میں امام شعبہ، امام ابن معین، امام ابوحاتم الرازی اور امام دارقطنی بھی شامل ہیں۔

معتدلین: ...... امام ابن مہدی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری

متساھلین: ...... امام ابن حبان (تفصیل آرہی ہے)، امام حاکم اور امام بزار توثیق میں متساہل تھے۔

امام بزار نے اسماعیل بن مسلم کو لیس بالقوی کہا ہے حالانکہ وہ متروک ہیں۔

جریر بن ایوب کو امام بزار نے لیس بالحافظ کہا حالانکہ امام بخاری، ابوحاتم، ابوزرعہ اور عقیلی نے منکر الحدیث کہا ہے۔ [2]

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۱۸۳/۹.

[2] تفصیل کے لیے دیکھیں: نثل النبال بمعجم الرجال از محدث العصر ابواسحاق الحوینی حفظه اللّٰه، ۴۰۰/۴۔۴۰۲

بعض ائمہ جرح وتعدیل کی خاص اصطلاحات

امام ابوحاتم الرازی کی خاص اصطلاحات:

لا یحتج به:...... امام ذہبی فرماتے ہیں: امام ابوحاتم جب کسی راوی کو کمزور کہیں اور فرمائیں: لا یحتج به۔ تو تم اس پر توقف کرو حتی کہ تم دیکھ لو کہ دوسرے محدثین نے کیا کہا ہے؟ اگر کسی نے اس کو ثقہ کہا ہے تو ابوحاتم کی جرح پر بنیاد نہ رکھو کیونکہ وہ متشدد ہیں۔ انھوں نے صحاح کی ایک جماعت کے بارے میں لیس بحجة، لیس بالقوی وغیرہ کہا ہے۔ [1]

علامہ زیلعی لکھتے ہیں: ابوحاتم کا قول لا یحتج به غیر قادح ہے۔ وہ یہ لفظ بلا بیانِ سبب صحیحین کے اکثر رجال پر بھی بولتے ہیں جیسا کہ خالد الحذاء وغیرہ ہیں۔ [2]

خلاصہ المرام یہی ہے کہ "لیس بحجة" ہونا اس کے صدوق بلکہ ثقہ ہونے کے منافی نہیں بلکہ یہ جرح لیس بالقوی کے لفظ سے بھی نرم ہے۔ مزید دیکھیے امام ابوحاتم، ابواسرائیل الملائی کے متعلق فرماتے ہیں: لا یحتج به حسن الحدیث۔ [3]

ایک راوی کو لا یحتج به بھی کہہ رہے ہیں اور ساتھ اس کی حدیث کو حسن بھی کہہ رہے ہیں۔ امام ابن ابی حاتم نے کہا کہ میں نے اپنے والد محترم سے پوچھا کہ لا یحتج کے کیا معنی ہیں؟ تو انھوں نے فرمایا: کہ وہ حافظ نہیں۔ حدیث بیان کرتے ہیں تو خطا کر جاتے ہیں۔ ان کی احادیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ [4]

علی یدی عدل:...... یہ الفاظ امام ابوحاتم کے نزدیک تعدیل نہیں بلکہ راوی کی تضعیف کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ یہی الفاظ انہوں نے جبارۃ بن مغلس کے بارے میں

---

[1] السیر: ۲۶۰/۱۳۔ [2] نصب الرایہ: ۴۳۹/۲۔

[3] الجرح و التعدیل: ج۱/ق۱/ص۱۱۶۔

[4] الجرح و التعدیل: ج۱/ق۱/ص۱۳۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: توضیح الکلام، ص: ۲۲۰-۲۲۱۔

کہے ہیں، ان کے الفاظ ہیں: ”هو على يدى عدل مثل القاسم بن ابى شيبة“ [1]
جبارہ بن مغلس اور قاسم بن محمد بن ابی شیبہ دونوں سخت ضعیف راوی ہیں۔ یاد رہے علی یدی عدل کا ترجمہ وہ میرے نزدیک عادل ہے کرنا بالکل غلط ہے۔ امام ابوحاتم عمر بن حفص ابوحفص العبدی کے بارے میں فرماتے ہیں: ”ضعيف الحديث ليس بقوى هو على يدى عدل“ [2] غور فرمائیے اگر ھو علی یدی عدل کے معنی یہ ہیں کہ وہ میرے نزدیک عادل ہیں تو پھر اسے ضعیف الحدیث لیس بقوی کہنے کا کیا مقصد ہے۔ حافظ ابن حجر اس اصطلاح کے بارے میں فرماتے ہیں: ”قوله : على يدى عدل ،معناه قرب من الهلاكة“ [3]
ان کا یہ کہنا کہ وہ ”على يدى عدل“ ہے اس کے معنی ہیں کہ وہ ”ہلاک“ ہونے کے قریب ہے۔ اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ بعض نے سمجھا ہے کہ یہ الفاظ توثیق میں سے ہیں مگر انہوں نے یہ صحیح نہیں سمجھا۔ [4]

امام ابن معین کی خاص اصطلاحات:

لیس بشیء:...... یہ کلمات عموماً جرح پر، بلکہ شدید جرح پر دلالت کرتے ہیں۔ ڈاکٹر احمد نور سیف نے اس اصطلاح کی جو تحقیق کی ہے اس کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

اس کا اطلاق اس ضعیف راوی پر بھی ہوتا ہے جس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

جو متروک الحدیث ہے اور اس کی حدیث نہیں لکھی جائے گی۔

بعض راویوں کی روایت ایک حالت میں مقبول ہوگی اور دوسری کیفیت میں مسترد ہوگی، اس کی حدیث لکھی جائے گی۔ اس جرح کے ساتھ امام ابن معین ”ضعیف“ کی جرح بھی ذکر کرتے ہیں۔

---

[1] الجرح و التعديل :١/٥٥٠.   [2] الجرح و التعديل :٣/١٠٣.

[3] تهذيب التهذيب :٩/١٤٢.

[4] تهذيب التهذيب:٩/١٤٢) نیز دیکھیے : شرح الفاظ التجريح النادرة او قليلة الاستعمال : ١/٣٧-٤٢۔ مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینے میں (ص:٣٤-٣٧)

ایسا راوی اپنی حدیث میں کثیر الغلط ہوتا ہے، اسے صحیح ضبط نہیں کر سکتا۔ [1]

لیس به بأس :...... امام ابن ابی خیثمہ نے کہا کہ میں نے امام ابن معین سے پوچھا کہ آپ کہتے ہیں: فلان لیس به باس اور فلان ضعیف ؟ تو امام ابن معین نے کہا کہ جب میں آپ کو کسی راوی کے بارے میں بتاؤں: لیس به بأس۔ تو اس سے مراد ہے کہ وہ ثقہ راوی ہے اور جب میں کسی کو ضعیف کہوں تو اس سے مراد ہے کہ وہ ثقہ نہیں، اس کی روایت سے حجت نہیں پکڑی جائے گی۔ [2]

لا اعرفه :...... امام ابن عدی فرماتے ہیں کہ جس راوی کو امام ابن معین کہیں: لا اعرفه۔ تو وہ مجہول غیر معروف ہے۔ کسی دوسرے کی معرفت پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ [3] اس پر حافظ ابن حجر تبصرہ فرماتے ہیں کہ یہ ہر حالت میں نہیں چلے گا، کتنے ایسے راوی ہیں جن کو ابن معین نہیں جانتے بلکہ دوسرے محدثین انھیں جانتے ہیں (تو جو جانتے ہیں ان کی بات مانی جائے گی۔) [4]

امام بخاری کی خاص اصطلاحات:

امام بخاری کا تاریخ کبیر میں اپنا خاص منہج ہے جس کو سمجھنا نہایت ضروری ہے، تاکہ التاریخ الکبیر پڑھتے وقت کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہوں۔

علامہ معلمی یمانی فرماتے ہیں: امام بخاری کا التاریخ الکبیر میں کسی حدیث کو بیان کرنا اسے کچھ فائدہ نہیں دیتا، بلکہ اس کو نقصان پہنچاتا ہے کیونکہ امام صاحب التاریخ میں حدیث اس لئے ذکر کرتے ہیں کہ وہ اس کے راوی (صاحب ترجمہ) کی کمزوری پر دلالت کرے۔ [5]

---

[1] دراسة التاريخ لابن معين ۔١/١١٦۔١١٩ بحواله الاعتصام ٢٤ تا ٣٠ مارچ ٢٠١٧ء.

[2] تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين:١٦٥٣،الكفاية :٢٢/١،مقدمه ابن الصلاح: ١٢٤/١.

[3] الكامل فى الضعفاء :١١٢٥. [4] تهذيب التهذيب:٢١٨/٦.

[5] تعليق الفوائد المجموعة للمعلمى :ص،١٨٠ تحت ح ٦١.

فیہ نظر: ...... یہ تین معنوں کے لیے استعمال ہوا ہے:

پہلا معنی: ......جس راوی کے متعلق امام بخاری "فيه نظر" کہیں، اس سے مراد ہے کہ وہ راوی پر جرح کر رہے ہیں۔ بعض دفعہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی "فيه نظر" لکھ دیتے ہیں تو اس سے مراد صحابی پر جرح نہیں بلکہ اس سے مروی روایت پر جرح مقصود ہے۔ [1]

دوسرا معنی: ......بعض دفعہ فيه نظر ، في حديثه نظر کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔

امام بخاری نے کہا: فلان اذا قلت في حديثه نظر فهو متهم واه۔ [2]

امام البانی رحمہ اللہ بھی ان دونوں الفاظ میں فرق نہیں کرتے۔ [3] استاد محترم حافظ زبیر علی زئی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''امام بخاری سے فيه نظر کا قول نقل کیا گیا ہے لیکن یہ طائفی پر جرح نہیں بلکہ ان کی بیان کردہ ایک ضعیف السند روایت پر جرح ہے۔ یعنی في حديثه نظر۔'' [4] اس مسئلہ پر تفصیلی مقالہ شیخ سعد بن ضیدان السبیعی نے لکھا ہے جو المجلس العلمی ویب سائٹ پر **الفاظ الامام البخاری** کے نام سے دیکھا جا سکتا ہے۔

تیسرا معنی: ......بعض نے لکھا ہے کہ اس سے مراد ضعف خفیف ہے۔ امام بخاری کے فیہ نظر سے یہ مراد امام ترمذی، امام ابن عدی اور امام ابن حجر نے لی ہے جس کی تفصیل حاتم شریف العونی نے اپنی کتاب "التخريج و دراسة الاسانيد" میں لکھی ہے۔

في حديثه نظر: ......اس کی حدیث میں نظر ہے۔ بعض ان الفاظ کا معنی کرتے ہیں: فیہ نظر کہ اس میں نظر ہے یعنی وہ " في حديثه نظر" اور " فيه نظر" دونوں کو ایک سمجھتے ہیں جو کہ درست نہیں۔ ان دونوں اصطلاحات کے درمیان فرق ہے۔ في حديثه نظر سے مراد راوی کی روایت پر جرح مقصود ہوتی ہے راوی فی نفسہ ثقہ اور صالح ہوتا ہے

---

[1] نیز دیکھیں: حاشيه الرفع والتكميل (ص ۳۹۲)

[2] سير اعلام النبلاء :۱۲/۴۴۱.

[3] دیکھیے: الضعيفه :۴/۱۱، ۱۲/۱۴۱، ۲۳/۹۷۵.

[4] علمی مقالات :۵/۲۳۲.

جب کہ فیہ نظر میں راوی کی صداقت پر کلام ہوتا ہے۔ [1]

فی اسنادہ نظر:...... امام بخاری یہ جملہ بھی استعمال کرتے ہیں اس سے مراد وہ راوی ضعیف نہیں بلکہ اس کی طرف منسوب سند میں ضعف ہے۔جس طرح محدث آربی نے کہا ہے [2] دکتور مسفر الدمینی نے ''قول البخاری فیہ نظر'' کے نام سے اپنے مقالے میں ان الفاظ پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

منکر الحدیث:...... یہ سخت جرح ہے، امام بخاری کے نزدیک اس طرح کے راوی سے روایت لینا حلال نہیں۔

کسی راوی پر سکوت:

امام بخاری اپنی کتاب ''التاریخ الکبیر'' میں جس راوی پر خاموشی اختیار کریں، اس پر بحث و تحقیق دیگر محدثین کے اقوال کی روشنی سے کریں گے نہ کہ امام بخاری کے خاموش رہنے کی وجہ سے اس راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے پر استدلال کیا جائے گا،جس طرح فرقِ باطلہ کرتے ہیں۔بعض کہتے ہیں کہ راوی ہی اس قدر جلیل القدر تھا کہ اس کے مقام کی وجہ سے اس پر خاموش رہنا ہی بہتر سمجھا،کسی نے کہا کہ جس پر امام بخاری خاموشی اختیار کریں وہ راوی ان کے نزدیک ثقہ ہے وغیرہ، یہ باتیں درست نہیں۔

شیخ العرب والعجم امام بدیع الدین شاہ راشدی رحمہ اللہ اس پر رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اس اصول کے بطلان کے لیے یہی کافی ہے کہ خود امام بخاری نے تاریخ میں متعدد ایسے راویوں پر سکوت کیا ہے جن پر انھوں نے اپنی دوسری کتابوں میں جرح کی ہے،مثلاً تاریخ میں انھوں نے حسبِ ذیل افراد کا ذکر کیا ہے:''الحارث بن نعمان، الصلت بن مہران التیمی، الکوفی ابو ہاشم ، عبد اللّٰہ بن معاویہ ، الزبیر بن

[1] التنکیل:۱/۲۰۵ نیز دیکھیے: حاشیہ قواعد علوم الحدیث :۲۵۴۔۲۵۸، مولانا سرفراز صفدر اپنی تصانیف کے آئینہ میں ص:۳۹۔۴۰.

[2] اتحاف النبیل باسئلة و اجوبة الفاظ الجرح والتعدیل :۱/۳۸۹.

عوام الاسدی البصری ، عبد اللّٰه بن محمد بن عجلان مولی فاطمة بنت عتبة القرشی، عبدالرحمن بن زیاد بن انعم افریقی، عبد الوهاب بن عطاء الخفاف، عمران العمی، عاصم بن عبیداللّٰه العمری، معاویه الثقفی، ابو عبد الرحمن بصری، مختار بن نافع ابو اسحاق التیمی، نصر بن حماد بن عجلان ، یحیی بن ابی سلیمان المدنی ، یحیی بن محمد الجاری ، ان کے بارے میں انھوں نے کوئی کلام نہیں کیا نہ جرح کی ،مگر ان کو الضعفاء میں ذکر کیا اور ان پر جرح کی ۔'' [1]

اس بحث پر ایک مفصل رسالہ ''رواة الحدیث الذین سکت علیھم ائمة الجرح والتعدیل بین التو ثیق والتجھیل ۔از شیخ عد اب محمو د'' ہے تفصیل کا طالب اس کتاب کی طرف رجوع کرے۔

امام ابن عدی نے امام بخاری کے سکوت پر کئی مقامات پر تبصرہ کیا ہے۔ [2] امام ابن عدی ایک مقام پر کہتے ہیں کہ امام بخاری کی خاموشی سے نہ توثیق مراد ہے اور نہ ضعف ۔ان کا مقصد تھا کہ تاریخ میں زیادہ سے زیادہ نام جمع ہو جائیں۔ [3]

امام بخاری کی اخطاء واوہام پر تنقید:

امام ابوزرعہ الرازی نے امام بخاری کی التاریخ الکبیر کے اوہام و اخطا کا تعاقب کیا جیسا کہ ان کے شاگرد امام ابن ابی حاتم نے ''بیان خطاء البخاری'' میں ان اوہام واخطاء کا ذکر کیا ہے۔اسی طرح کئی ایک باتیں الجرح والتعدیل میں بھی ملتی ہیں ۔لیکن اس میں حق کس کے ساتھ ہے؟ یہ الگ مسئلہ ہے۔

---

1. نقض قوا عد علو م الحدیث ص :۲۱٤.
2. دیکھئے: الکامل فی الضعفاء، رقم:٥٤،۱۲۷٤،٤۸٥ـ۱۲٦۱،۱.
3. الکامل فی الضعفاء رقم:۱۲٦۱.

امام ابن عدی کی خاص اصطلاحات:

فلان حسن الحدیث:...... جو ایک یا دو بار غلطی کرے۔ مثلاً ایک راوی کے بارے کہتے ہیں: مع لینہ وھو حسن الحدیث۔ ❶

فلان صدوق:...... راوی سے اگر کچھ حافظے کی خرابی کی وجہ سے غلطیاں واقع ہو جائیں تو اس کے لیے یہ حکم صادر فرماتے ہیں۔ مثلاً لکھتے ہیں: وانما اتی ھذا من سوء حفظه فیغلط و یخطیء ،وھو فی الاصل کما قال ابن معین: صدوق ولیس بحجة۔ ❷

فلان لابأس به:...... ایسا راوی جس کی اکثر روایات صحیح ہوں لیکن اس کی احادیث میں غلطیاں پائی جائیں لیکن اس کی کوئی روایت منکر نہ ہو تو اس کو لاباس بہ کہتے ہیں۔ ❸

فائدہ:...... اس سے واضح ہوا کہ امام ابن عدی کے نزدیک فلان صدوق ،فلان حسن الحدیث اور فلان لابأس به اصطلاحات ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ ❹

فلان تقبل بفلان: ...... یہ اصطلاح ایسے راوی کے بارے میں استعمال کرتے ہیں جس کو محدثین اس کے مشہور شیخ سے بیان کرنے کی وجہ سے قبول کیا ہے۔ مثلاً ایک راوی کے بارے لکھتے ہیں: وموسی قد یقبل باخیه ۔ ❺

روی حدیثا معضلا :...... امام ابن عدی نے اس اصطلاح کو کئی ایک تراجم میں استعمال کیا ہے اور ان کا اس سے مقصود اصطلاحی معضل نہیں ہے۔ بلکہ یہاں ضاد کے کسر کے ساتھ ہے۔ جس سے مراد المستغلق الشدید ہے۔ ❻



---

❶ الکامل:۱۳۲۶.
❷ الکامل:۷۵۰.
❸ مثلاً دیکھیے الکامل (۱۸۵۸، ۱۸۳۷.
❹ نیز دیکھیے: مقدمہ لسان المیزان : ۱/۱۷.
❺ الکامل:۲۸۱.
❻ النکت علی ابن الصلاح لابن حجر ص:۲۲۱.

تیسرا باب:

ائمہ جرح وتعدیل کے حالات اور کتب جرح وتعدیل کا منہج

امام ذہبی نے اپنی کتاب "ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل" میں ان محدثین کے ناموں کو نقل کیا ہے جنھوں نے رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے کلام کیا ہے، کلام کم ہو یا زیادہ۔ اس کتاب میں انہوں نے بائیس طبقات بنائے ہیں آخری طبقہ اپنے شیوخ کا بنایا ہے۔ اس کتاب میں کل ائمہ جرح وتعدیل ۷۱۵ ہیں۔ اس کتاب کے شروع میں مختصر مقدمہ بھی ہے جس میں ائمہ جرح وتعدیل کی اقسام متشدد، معتدل اور متساہل ہونے کے اعتبار سے لکھی گئی ہیں۔

اس باب میں چند ایک مشہور ائمہ جرح وتعدیل کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

۱: امام یحیی بن معین:

آپ کا مکمل نام: أبوزکریا یحیی بن معین بن عون بن زیاد بن بِسْطام بن عبدالرحمن المری الغَطَفانی، البغدادی ہے۔

ولادت:...... آپ ابوجعفر منصور کی خلافت میں ۱۵۸ھ میں بغداد کی نقیا نامی بستی میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد محترم عبداللہ بن مالک کے کاتب تھے انھوں نے دس لاکھ پچاس ہزار درہم چھوڑا آپ نے تمام کا تمام طلبِ حدیث پر لگا دیا۔ [1]

شیوخ:...... آپ نے بہت زیادہ شیوخ سے علم حاصل کیا آپ کے مشہور اساتذہ امام سفیان بن عیینہ، امام وکیع، امام ابن المبارک، امام یحییٰ القطان، امام ابن مہدی وغیرہ ہیں۔

تلامذہ:...... امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداود سجستانی، امام ابوزرعہ، امام ابوحاتم، امام ابوزرعہ دمشقی، امام ابویعلی الموصلی، امام ابن ابی خیثمہ، امام عبداللہ بن احمد بن حنبل۔ وغیرہ

[1] وفیات الاعیان: ۶/۱۴۰، ۳۹.

لقب:...... الامام ،الحافظ ،الحجۃ الثبت ،شیخ الاسلام ،امیر المؤمنین فی الحدیث کے القاب سے پکارے گئے۔

عقیدہ:......آپ عقیدہ اہل السنہ پر قائم تھے۔آپ خلق قرآن کے مسئلے میں ناپسندیدگی اور مجبوری کی بنا پر قائل ہوئے تھے، دل آپ کا قرآن کے کلام اللہ ہونے پر ہی مطمئن تھا۔ آپ کے شاگرد دوری فرماتے ہیں کہ آپ نے کہا :القرآن کلام اللّٰہ ولیس بمخلوق۔[1] اور آپ نے کہا:الایمان یزید و ینقص قول وعمل.[2]

حق گو تھے:......آپ نے ہمیشہ حق کہا خواہ وہ بات اپنے شیخ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ آپ بہت سخت تھے لیکن سختی بلا وجہ نہیں تھی بلکہ کسی سبب کے پیش نظر سخت تھے۔آپ نے یوسف بن خالد السمتی کے بارے میں کہا : زندیق کذاب لایکتب عنه شیء۔" ابوحاتم رازی نے کہا کہ میں نے ابن معین کا ان کو زندیق کہنے کا انکار کیا یہاں تک کہ وہ میرے پاس ایک کتاب لائے جو اس نے ایک ایک باب کر کے تجہم کے بارے میں وضع کی تھی ۔وہ روز قیامت میزان کا انکار کرتا تھا۔تو میں نے جان لیا کہ بے شک ابن معین بصیرت اور فہم پر ہی کسی راوی پر جرح کرتے ہیں اور سمتی واقعتا''ذاهب الحدیث'' تھا۔[3]

امام ابن معین نے من گھڑت صحیفۂ معمر زبانی یاد کیا تھا وجہ یہ بتاتے کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ جھوٹا صحیفہ ہے لیکن کوئی جب اس سے روایت بیان کرے گا میں فورا اس کا انکار کرسکوں گا۔[4]

مقام ومرتبہ:...... امام ابن معین جرح وتعدیل اور علل میں اپنے زمانے کے بے مثال محدث تھے ۔ان کے بارے میں امام احمد بن حنبل نے کہا : یہاں ایک آدمی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس شان کے لیے پیدا کیا ہے وہ کذاب راویوں کے جھوٹ کو ظاہر کرتا ہے۔وہ ابن

[1] تاریخ الدوری :١٦١٩. [2] ایضا :٤٩٣٧،٢٢٨٠.
[3] الجرح والتعدیل: ٩/(٩٢٥)،تهذیب الکمال :٣/(٧١٣٤).
[4] تهذیب الکمال :٦٩٢٦.

معین مراد لیتے تھے۔ [1] اور یہ بھی کہا کہ جس حدیث کو ابن معین نہیں جانتا وہ حدیث نہیں ہے ایک روایت میں ہے وہ روایت ثابت نہیں ہے۔ (ایضا) صالح الجزرہ نے کہا: ابن معین رجال اور کنیتوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ [2]

تصانیف:...... امام ابن معین کے دل میں کتابتِ حدیث کی محبت ڈال دی گئی، آپ حدیث کے طرق کو جمع کرنا اور اس کی علل پر اطلاع پانا پسند کرتے تھے۔ آپ کا مشغلہ رجال پر نقد تھا چونکہ ان کے پاس لکھنے کا وقت بھی نہیں ہوتا تھا اسی لیے آپ کے کئی ایک شاگردوں نے رواۃ اور عللِ حدیث کے بارے میں سؤالات کیے جو کتابی شکل میں مطبوع ہیں۔ آگے ان کتب کے منہج پر بحث آرہی ہے۔

وفات:...... آپ مدینہ نبوی ﷺ میں ذوالقعدہ ۲۳۳ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی میت کو رسول اللہ ﷺ کی چارپائی پر رکھا گیا۔ [3] امام ابوحاتم الرازی فرماتے ہیں: ابن معین رسول اللہ ﷺ کے شہر میں فوت ہوئے اور انھیں نبی ﷺ کی چارپائی پر رکھا گیا اور بہت سارے لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے اور ایک آدمی کہہ رہا تھا: هذه جنازة يحيى بن معين الذاب عن رسول الله ﷺ الكذب والناس يبكون" لوگو! یہ یحییٰ بن معین کا جنازہ ہے جو رسول اللہ ﷺ پر بولے جانے والے جھوٹ کا دفاع کرنے والا تھا۔ اور لوگ رو رہے تھے۔ [4] اریخ بغداد کے مذکورہ صفحے کو غور سے پڑھا جائے۔ سبحان اللہ اس میں ایمان تازہ کرنے والی باتیں ذکر ہیں۔

امام ابن معین رحمہ اللہ کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج

امام ابن معین کا مشغلہ رجال پر نقد تھا چونکہ ان کے پاس لکھنے کا وقت بھی نہیں ہوتا تھا اسی

---

[1] تاریخ بغداد:۱۴/۱۸۰۔ [2] تاریخ بغداد:۱۴/۱۷۹۔

[3] التاریخ الاوسط للبخاری:۲/۲۵۴۔

[4] تقدمة المعرفة:۳۱۷،مقدمة المجروحين لابن حبان:۱/۵۶،تاريخ بغداد: ۱۴/۱۸۶۔

لیے آپ کے کئی ایک شاگردوں نے رواۃ اور علل حدیث کے بارے میں سوالات کیے جو کتابی شکل میں مطبوع ہیں۔

مشہور شاگردوں میں سے جنھوں نے آپ سے سؤالات کیے وہ درج ذیل ہیں۔ یہ اکثر سؤالات رجال کے متعلق ہیں۔

ا: روایۃ العباس بن محمد الدوری
۲: روایۃ عثمان بن سعید الدارمی
۳: روایۃ یزید بن ہیثم بن طهمان الدقاق
۴: روایۃ ابراهیم بن عبدالله الجنید الختلی
۵: روایۃ ابی العباس احمد بن محمد بن قاسم بن محرز
٦: روایۃ ابی بکر بن ابی خیثمہ احمد بن زہیر بن حرب
۷: روایۃ عثمان بن طالوت الصیر فی البصری
۸: روایۃ اسحاق بن منصور الکوسج
۹: روایۃ عبدالله بن احمد الدورقی
۱۰: روایۃ المفضل بن غسان الغلابی
۱۱: روایۃ احمد بن سعد بن ابی مریم
۱۲: روایۃ معاویۃ بن صالح
۱۳: روایۃ محمد بن عبدالله البرقی
۱۴: روایۃ ابی داود سلیمان بن اشعث السجستانی
۱۵: روایۃ عبدالله بن احمد بن حنبل

دکتور رشادی نعمان حفظہ اللہ کے سامنے امام ابن معین سے کیے گئے سؤالات پر مشتمل سات کتب تھیں۔ جو انھوں نے دیگر کتبِ سؤالات کے ساتھ ''جامع السؤلات الحدیثیہ'' میں جمع کر دی ہیں یہ نو جلدوں میں کتاب ہے تمام کتبِ سؤالات کو حروف تہجی کے اعتبار سے

جمع کردیا ہے۔فجزاہ اللہ خیرا

ہمارے سامنے امام ابن معین کے شاگردوں کی ترتیب کردہ سوالات وجوابات پر مشتمل چھ کتب ہیں۔یہاں ان کا منہج پیشِ خدمت ہے۔

۱:التاریخ لیحیی بن معین روایۃ الدوری

یہ کتاب دوجلدوں پر مشتمل ہے۔اس میں کل رواۃ جن پر بحث کی گئی ہے ان کی تعداد ۵۴۱۴ ہے۔امام ابن معین کے ساتھ سب سے زیادہ عرصہ امام دوری ہی رہے۔جب بھی کسی راوی کے بارے میں امام ابن معین کی آراء مختلف ہو جائیں تو امام دوری کی روایت معتبر ہوتی ہے۔

اس کتاب کی ترتیب درج ذیل ہے۔پہلے صحابۂ کرام کے بارے میں امام ابن معین کی آراء ذکر کی ہیں مثلاً اس کتاب کی پہلی روایت ہی یہ ہے کہ دوری فرماتے ہیں میں نے ابن معین سے سنا وہ کہہ رہے تھے:ابوبکر صدیق کا نام عبداللہ بن عثمان ہے۔

پھر تابعین کے بارے میں آراء پھر اہل مکہ،اہل طائف اور اہل یمن کے بارے میں امام ابن معین کی آراء نقل کی گئی ہیں۔

پھر اہل کوفہ کے بارے

پھر اہل بصرہ

پھر اہل خراسان

پھر اہل واسط،بغداد وغیرہ۔

پھر واسط

پھر اہل شام،اہل مصر اور اہل جزیرہ کے بارے میں

اور آخر میں رسالۃ اللیث بن سعد الی مالک بن انس

رسالۃ مالک الی اللیث بن سعد

اس کتاب میں امام دوری نے نہ ابواب قائم کیے اور نہ فصول۔انہوں نے ہماری پیش

کردہ ترتیب کے مطابق ہی رواۃ کو جمع کیا ہے اس کتاب کے محقق شیخ ابوعمر محمد بن علی الازھری حفظہ اللہ نے اپنی طرف سے عناوین قائم کیے ہیں ۔فجز اہ اللہ خیرا۔

امام دوری نے ہر اس بات کو نقل کیا جو خود سنی ہے اور امام ابن معین سے سب سے زیادہ اقوال جرح وتعدیل کو نقل کرنے والے امام دوری ہی ہیں ۔

۲: معرفۃ الرجال لابن معین روایۃ ابی العباس ابن محرز البغدادی

یہ کتاب ایک جلد پر مشتمل ہے اس میں کل روایات ۱۸۰۲ ہیں اس کتاب کا منہج درج ذیل ہے۔

ابن محرز البغدادی نے اس کتاب میں ابواب اور فصول قائم نہیں کیں لیکن جس ترتیب سے رواۃ کو جمع کیا ہے وہ درج ذیل ہے

کذابین ،متروکین اور ضعفاء کا تذکرہ	صفحہ: ۳۷ تا ۱۰۹
جن کو ابن معین نے نہیں پہچانا ان کا تذکرہ	صفحہ: ۱۰۹۔ ۱۳۳
جن کو امام ابن معین نے ثقہ کہا ہے ان کا تذکرہ	صفحہ: ۱۳۳ تا ۱۶۴
جن کو اوثق الناس یا فلان اوثق من فلان کہا ہے۔	صفحہ: ۱۶۴ تا ۱۷۷

فصل فی المراسیل صفحہ: ۱۷۷ تا ۱۹۲۔آ گے جا کر فصل فی الکنی فصل فی الوفیات وغیرہ کا ذکر ہے۔

۳: سؤالات ابی اسحاق ابراھیم بن الجنید لابن معین

اس کتاب میں کل روایات ۹۳۶ ہیں ۔اس میں متفرق بحوث ہیں ۔کئی رواۃ پر بحث ہے اور کئی احادیث پر علل کے سوالات وجوابات موجود ہیں ۔

۴: من کلام ابی زکریا یحیی بن معین فی الرجال روایۃ ابی خالد الدقاق یزید بن الھیثم بن طھمان

اس کتاب میں کل روایات ۴۰۷ ہیں اور منہج کوئی معین نہیں ہے۔

۵:سؤالات عثمان بن طالوت البصری لابن معین

۶۷ روایات پر مشتمل یہ رسالہ ہے۔ یہ مختلف غیر معین سوالات کے جوابات ہیں۔

۶:تاریخ عثمان بن سعید الدارمی عن ابن معین فی تخریج الرواۃ و تعدیلھم

اس میں کل ۹۷۵ روایات ہیں۔ یہ سؤالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا منہج خاص ہے مثلا:

اصحاب الزہری

اصحاب قتادہ

اصحاب الاعمش

اصحاب ایوب السختیانی

اصحاب عمرو بن دینار

اصحاب الشعبی

اصحاب ابراہیم النخعی

اصحاب ابی اسحاق السبیعی

اصحاب منصور بن المعتمر

اصحاب شعبہ بن الحجاج

پھر حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے لمبی فہرست ہے۔

کتب سؤالات کی اہمیت:

امام ابن معین کے کئی ایک اقوال توثیق یا تضعیف سے متعلق کتب سؤالات میں موجود ہیں لیکن وہ اقوال علامہ مزی، علامہ ذہبی اور علامہ ابن حجر کے سامنے نہیں تھے۔ یہ اقوال سامنے نہ ہونے کی وجہ سے ان محدثین سے بعض رواۃ پر راجح قول لکھنے میں غلطی ہوئی ہے۔ ذیل میں ہم اس کی دس مثالیں پیش کررہے ہیں۔

۱:......شميسة بنت عزيز بن عامر العتكية البصرية، ابن معین نے کہا: ثقہ۔ [1] علامہ مزی اور ابن حجر کے سامنے یہ توثیق نہیں تھی اسی وجہ سے ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا: مقبول۔ [2] اگر ابن حجر کے سامنے امام ابن معین کی توثیق ہوتی تو وہ کبھی شمیسہ راویہ کو مقبول نہ کہتے۔

۲:...... عبدالرحمن الجرمی، ابن معین نے کہا: ثقة۔ [3] ابن حجر نے کہا: مقبول۔ [4]

۳: عبداللّٰہ بن ابی سلیمان، ابن معین نے کہا: ثقة۔ [5] ابن حجر نے کہا: صدوق۔ [6] تہذیب میں صرف ابو حاتم کا قول شیخ لکھا ہے اور یہ کہ اس کو ابن حبان نے ثقہ کہا ہے۔ ابن معین کی توثیق سامنے ہوتی تو اس راوی کو صدوق کی بجائے ثقہ کہتے۔

۴:...... مرّی بن قطری، ابن معین نے کہا: ثقة۔ [7] ابن حجر نے کہا: مقبول۔ [8]

۵:...... ابوالعدَبَّس، ابن معین نے کہا: ثقة [9] ابن حجر نے کہا: مجهول۔ [10]

۶:...... ابو العنبس، ابن معین نے کہا: ثقة [7] ابن حجر نے کہا: مقبول۔ [8]

۷:...... صلت بن طریف، ابن معین نے کہا: لیس به بأس [9] ابن حجر نے کہا: مستور۔ [10] ذہبی نے کہا: مجهول۔ [11]

---

[1] تاريخ الدارمي عن ابن معين رقم الترجمة:٤١٨.

[2] التقريب ص:٤٦٩.

[3] تاريخ الدارمي رقم الترجمه:١١٤. [4] التقريب :٤٠٥٠.

[5] .... [6] التقريب:٣٣٧٣.

[7] تاريخ الدارمي رقم الترجمة:٧٦٦. [8] التقريب : ٦٥٧٨.

[9] تاريخ الدارامي رقم الترجمة:٩١٦. [10] التقريب :٨٢٤٩.

[7] تاريخ الدارمي رقم الترجمة:٩١٦. [8] التقريب:٧٥٣٥.

[9] سؤالات ابی اسحاق رقم الترجمة:٦٥١.

[10] لسان الميزان :٤٢٥٧. [11] ميزان الاعتدال:٩٣٠٩.

۸:...... سالم بن عبيد البصرى، ابن معین نے کہا: ضعيف أو لا بأس به۔ [1]

۹:...... محمد بن یحییٰ بن سعید القطان ،ابن معین نے کہا: ثقة [2] ابن حجر نے ان کے حالات میں سوائے ابن حبان کے کسی کی توثیق نقل نہیں کی۔ [3]

۱۰: ...... يحيى بن المختار الصنعانى، ابن معین نے کہا: ليس به بأس۔ [4] ابن حجر نے کہا: مستور۔ [5]

قاعدہ:...... جب ایک معتبر امام کسی راوی کو ثقہ کہہ دے تو راوی مجہول، مستور یا مقبول نہیں بلکہ ثقہ بن جاتا ہے۔امام ابن معین متشددین میں سے تھے جن کا کسی راوی کو ثقہ کہنا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ ہمیں کتب سؤالات سے بہت فائدہ اٹھانا چاہیے کہیں ہم بھی انہیں غلطیوں میں واقع نہ ہوجائیں۔

۲: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے حالات

نام ونسب:...... آپ کا نام أحمد، کنیت ابوعبداللہ، لقب امامِ اہلسنت و جماعت اور سلسلہ نسب یہ ہے: أحمد بن محمد بن حنبل شيبا نی بغدا دی۔آپ شیبان کے خالص عربی النسل قبیلے سے تعلق رکھتے تھے،عہد صدیقی کے نامور اسلامی سپہ سالار حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ بن حارثہ کا تعلق اسی قبیلے سے تھا۔

تاریخ پیدائش:...... آپ بغداد میں 164ھ میں پیدا ہوئے، تین سال کے تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا اور آپ مکمل طور پر والدہ کی زیر تربیت آ گئے ۔انہوں نے شروع سے ہی تعلیم وتربیت کی طرف خاص توجہ کی۔

---

[1] سؤالات ابی اسحاق رقم الترجمة:٤٣١.

[2] سؤالات ابی اسحاق رقم الترجمة:٧٤٦.

[3] تهذيب التهذيب:٧٤٣٠.

[4] سؤالات ابی اسحاق رقم الترجمة:٧٤٨.

[5] التقريب:٧٦٤٢.

اللہ تعالیٰ کا امت مسلمہ پر احسان عظیم:......جس دور میں اللہ تعالی نے امام احمد بن حنبل کو پیدا فرمایا، یہ دور تاریخِ اسلام کا انتہائی خطرناک اور نازک دور تھا۔ اس زمانے میں خلیفہ مامون نے فلسفیوں کی گمراہ کن کتب کے عربی تراجم کروائے جس سے گمراہ فرقوں جہمیہ، معتزلہ، کرامیہ، قدریہ، اشعریہ، خوارج، رافضہ، قرامطہ، باطنیہ کو بہت تقویت ملی۔ان سے زمین بھر چکی تھی۔ ہر طرف ان کا ہی اثر ورسوخ تھا۔ ہر طرف قرآن وحدیث کے خلاف ایک محاذ برپا تھا جسے حکومتی سرپرستی حاصل تھی۔اللہ تعالی نے اسلام کی حفاظت کی خاطر اور ان گمراہ فرقوں کی سرکوبی کے لئے امام احمد بن حنبل کو پیدا فرمایا۔اللہ تعالی کے اس بندے نے ساری زندگی تدریسی، تصنیفی خدمات سرانجام دیں اور باطل فرقوں کے سامنے کلمہ حق بلند کیا۔امام احمد بن حنبل اوران کے شاگردوں کے کارنامے امت مسلمہ کے لیے اللہ تعالی کا عظیم احسان ثابت ہوئے۔ والحمدللہ، یہ داستان ایک مستقل تاریخ کی حامل ہے۔

ابتدائی تعلیم:......آپ نے بچپن میں قرآن مجید حفظ کر لینے کے بعد زبان وادب کی تعلیم حاصل کی۔تقوی۔نفاست، شرافت، دیانت، نجابت اور صلاحیت کے آثار ابتداء سے نمایاں تھے، انہیں نیک آثار کو دیکھ کر ایک صاحب نظر نے کہا تھا: کہ اگر یہ نوجوان زندہ رہا تو اہل زمانہ پر حجت اور دلیل ہوگا۔

علم حدیث کی ابتداء:......ابتدائی تعلیم کے بعد آپ نے علم حدیث کی طرف توجہ کی اور چار برس تک بغداد میں محدّث ہشیم بن بشیر الواسطی سے استفادہ کیا۔اسی عرصے میں بغداد کے دیگر محدثین سے بھی استفادہ کیا۔وہاں سے فارغ ہو کر کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ، یمن، شام اور جزیرہ کا سفر کیا اور ہر جگہ کے نامور محدثین سے علم حدیث وفقہ وغیرہ حاصل کیا۔

شیوخ:......علامہ ابن جوزی نے آپ کے اساتذہ کی تعداد سو سے زائد بتائی ہے، ان میں ہشیم بن بشیر، امام وکیع، یحیی بن سعید قطان، سفیان بن عیینہ اور امام شافعی نمایاں نام ہیں۔امام شافعی سے دو مرتبہ ملاقات ہوئی اوران سے حد درجہ متاثر ہوئے اور بھرپور استفادہ کیا۔امام شافعی سے پہلی ملاقات حجاز میں ہوئی، جبکہ دوسری مرتبہ بغداد میں ملے۔

آپ خود فرماتے ہیں: ہم کو مجمل و مفسر اور ناسخ و منسوخ کا پتا اس وقت چلا جب ہم امام شافعی کی مجلس میں بیٹھے۔ایک مرتبہ آپ کے صاحبزادے عبداللہ نے پوچھا کہ شافعی کون تھے؟ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ان کے لئے بہت زیادہ دعا کرتے ہیں۔امام صاحب نے بتایا کہ بیٹا! امام شافعی دنیا کے لئے آفتاب اور بدن کے لئے صحت کی مانند تھے، کیا ان دونوں چیزوں کا کوئی بدل ہوسکتا ہے؟ میں تیس سال سے امام شافعی کے حق میں دعا اور استغفار کررہا ہوں۔ ہر وہ شخص جس کے ہاتھ میں دوات اور کاغذ ہے اس کی گردن پر امام شافعی کا احسان ہے۔

آپ نے حدیث وفقہ کی تحصیل شروع کی تو اپنی پوری توانائیاں اور توجہ اسی کی طرف مبذول کردیں، یہاں تک کہ اصحابِ حدیث آپ کو اپنا امام وفقیہ اور مجتہد قرار دینے لگے۔

تلامذہ:...... اکابر محدّثین مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داود اور امام ابو زرعہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا ہے۔

امام ابوداود طویل عرصے تک امام احمد کے ساتھ رہے، یہی وجہ ہے کہ اپنی کتاب سنن ابی داود میں امام احمد سے ۲۲۰ احادیث لائے ہیں۔

علمی پختگی:......علمی پختگی، معلومات کا استحضار اور قوتِ حافظہ اس قدر مضبوط تھا کہ آپ کے اساتذہ بھی بلاجھجک آپ سے استفادہ کرتے تھے۔امام شافعی حدیث وفقہ میں مہارت کے باوجود احادیث کی تصحیح وتضعیف اور نقد وجرح میں آپ پر اعتماد فرماتے تھے۔ایک مرتبہ ان سے کہا: اے ابوعبداللہ! جب کسی حدیث کی صحت آپ کے نزدیک ثابت ہو جائے تو مجھے بتا دیا کریں تاکہ میں اس پر عمل کروں۔آپ کی جلالتِ قدر اور امامتِ فن کا تمام معاصر اہل علم نے اعتراف کیا ہے۔

مقام ومرتبہ:......امام شافعی نے فرمایا: جب میں عراق سے نکلا تو اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے بڑھ کر کوئی صاحبِ علم وفضل اور عابد وزاہد شخص نہیں چھوڑا۔محدث اسحاق بن راہویہ فرماتے ہیں: احمد بن حنبل کائنات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان حجت ہیں۔

امام یحییٰ بن معین فرماتے ہیں: احمد بن حنبل میں جو اوصاف تھے، وہ میں نے کسی عالم

میں نہیں دیکھے، آپ ایک عظیم محدث، نہایت عابد وزاہد اور اعلیٰ درجے کے عالم و دانا تھے۔

قتیبہ بن سعید نے کہا: اگر امام احمد نہ ہوتے تو لوگ دین میں بدعت جاری کرتے، احمد دنیا کے امام تھے۔ [1]

ابراہیم حربی نے کہا کہ میں نے ابوعبداللہ کو دیکھا وہ اس طرح تھے جیسے اللہ تعالی نے ان کے لیے اگلے اور پچھلے لوگوں کا علم جمع کر دیا ہے۔ [2]

امام شافعی فرماتے ہیں کہ آپ آٹھ علوم میں امام تھے فقہ، لغت، قرآن، غریب الفاظ، سادگی، تقوی اور سنت۔

امام احمد بن حنبل نے چالیس سال تحصیل وتکمیل علم میں بسر کرنے کے بعد باقاعدہ مجلس درس قائم کی اور حدیث وفقہ کا درس دینا شروع کیا، ابتداء ہی سے ان کے درس میں سامعین و طلبائے حدیث کا جم غفیر ہوتا تھا۔

امام ابوعمرو ہلال بن العلاء الباہلی کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے امت پر چار آدمیوں کے ذریعے احسان کیا۔ اگر یہ نہ ہوتے تو امت ہلاک ہو جاتی۔ اللہ تعالی نے امت مسلمہ پر امام احمد بن حنبل کے ذریعے احسان فرمایا، وہ آزمائش اور مار کے وقت صبر وتحمل سے ثابت قدم رہے تو دوسرے لوگ بھی انھیں دیکھ کر ثابت قدم بن گئے اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہیں کیا۔ اگر وہ نہ ہوتے تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔ [3]

امام خطیب بغدادی نے کہا: امام المحدثین، الناصر للدین، والمناضل عن السنة والصابر فی المحنة۔ آپ محدثین کے امام، دین کی مدد کرنے والے، سنت کا دفاع کرنے والے اور آزمائش میں صبر کرنے والے تھے۔ [4]

امام علی بن مدینی نے کہا: "احمد بن حنبل سیدنا" احمد بن حنبل ہمارے سردار ہیں۔ [5]

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ١١/١٧٩.
[2] سیر اعلام النبلاء: ١١/١٧٧.
[3] الکامل لابن عدی ج١ ص١٢٨.
[4] تاریخ بغداد ج٤ ص٤١٢ ت٢٣١٧.
[5] تاریخ بغداد ج٤ ص٤١٧.

امام احمد جوانی کی حالت سے ہی امام تھے، امام ابوزرعہ رازی (۲۶۴ھ) نے کہا: " ما أعلم فی أصحابنا اسود الراس افقه من أحمد بن حنبل" میں اپنے ساتھیوں میں جن کے سر کے بال کالے (نوجوان) ہیں، احمد بن حنبل سے زیادہ فقیہ کسی کو نہیں جانتا۔ [1]

امام قتیبہ بن سعید نے کہا: "اذا رأیت الرجل یحب احمد بن حنبل فاعلم انه صاحب سنة وجماعة" جب آپ کسی آدمی کو دیکھیں کہ وہ احمد بن حنبل سے محبت کرتا ہے تو جان لو کہ وہ سنت اور جماعت کے منہج پر ہے۔ [2]

فتنہ خلق قرآن کی تفصیل درج ذیل کتب میں دیکھی جا سکتی ہے: رسالة الامام احمد بن حنبل الی الخلیفة المتوکل فی مسالة القرآن ،الحیدة والاعتذار فی الرد علی من قال بخلق القرآن لابی الحسن عبدالعزیز بن یحیی الکنانی المکی،شرح عقیدہ طحاویہ لابن ابی العز الحنفی، کتاب الرد علی من یقول القرآن مخلوق لاحمدبن سلمان النجادابی بکر،الابانة الکبری لابن بطة،عقیدة السلفیة فی کلام رب البریة ،وکشف اباطیل المبتدعة الردیة لعبداللّٰه بن یوسف الجدیع. [3]

بِشر بن حارث نے امام احمد کے بارے میں کہا: امام احمد کو بھٹی میں ڈالا گیا اور آپ کندن بن کر نکلے۔ [4]

امام علی بن مدینی نے کہا کہ دین اسلام میں امام احمد جیسی استقامت کسی نے نہیں دکھائی۔ نیز کہا کہ اللہ تعالی نے دین کے غلبے کا کام دو بندوں سے لیا، تیسرا کوئی ان کا ہمسر نہیں ہے ،فتنہ ارتداد پر سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اور فتنہ خلق قرآن کے موقع پر امام احمد رحمہ اللہ سے۔ [5]

[1] الجرح والتعدیل ج۱ص۲۹٤.
[2] الجرح والتعدیل ج۱ص۳۰۸.
[3] تاریخ دعوت و عزیمت حصه اول ص۸٤تا۱۰۲.
[4] تهذیب التهذیب:۱/۷٤.
[5] تذکرة الحفاظ :۱/۱٦ـ۱۷.

بطور تنبیہ عرض ہے کہ امین اوکاڑوی صاحب لکھتے ہیں کہ امام احمد مزاجاً معتدل تھے مگر فتنہ خلق قرآن کی آزمائش میں آپ اور آپ کے ساتھیوں پر جن قاضیوں نے تشدد کیا وہ عقیدتاً معتزلی اور فروعاً حنفی تھے۔ ❶

امام احمد امام الجرح والتعدیل تھے :...... اس پر کتب رجال، بحر الدم فیمن تکلم فیه الامام أحمد بمدح اوذم لابن عبدالهادی اور موسوعة اقوال ا لامام أحمد بہت بڑی دلیل ہیں۔

وفات:......آپ ۱۲ ربیع الاول ۲۴۱ھ کو جمعہ کے دن خالقِ حقیقی سے جا ملے اس وقت آپ کی عمر ۷۷ سال تھی۔آپ کے جنازے میں خلق کثیر حاضر ہوئی۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے جنازہ میں آٹھ لاکھ مردوں اور ساٹھ ہزار عورتوں کی شرکت کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

امام ابوزرعہ رازی نے کہا کہ خلیفہ متوکل نے حکم دیا کہ امام احمد کی نماز جنازہ پر کھڑے ہونے والے لوگوں کی جگہ کی پیمائش کی جائے ،وہ جگہ اندازے میں اتنی تھی کہ اس میں بیس لاکھ افراد سما سکتے تھے۔ ❸

اسلمی نے کہا کہ میں امام دارقطنی کے ساتھ ابوالفتح القواس کے جنازے پر تھا ،جب انھوں نے بندوں کو دیکھا تو کہا میں نے ابوصالح بن زیاد کو کہتے ہوئے سنا انھوں نے عبداللہ بن احمد سے سنا اور انھوں نے اپنے والد سے سنا کہ اہل بدعت سے کہو کہ تمہارے اور ہمارے درمیان جنازے کے دن ہیں۔ ❹

امام احمد بن حنبل کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج

۱:الأسامی والکنٰی:

اس کتاب میں کنی سے مشہور رواۃ کے نام اور بعض ناموں کی کنیتوں کا ذکر ہے۔امام احمد

❶ تجلیات صفدر ج۲ص۶۸.
❷ تهذیب التهذب:۱/۷۵.
❸ الجرح والتعدیل :۱/۲۱۲.
❹ سیر اعلام النبلاء:۱۱/۳۵۸.

نے اپنی اس کتاب میں ۴۳۸ رواۃ کا تذکرہ کیا ہے۔کئی ایک محدثین نے الکنی پر مستقل کتب لکھی ہیں تا کہ رواۃ آپس میں خلط ملط نہ ہوں۔

۲:العلل و معرفة الرجال رواية عبداللّٰه بن احمد بن حنبل:

یہ کتاب تین جلدوں میں مطبوع ہے۔اس میں کل ۶۱۶۱ اقوال امام احمد کے موجود ہیں جو عللِ حدیث اور رواۃ کے متعلق ہیں۔

اس کتاب میں اکثر سؤالات عبداللہ نے جو خود کیے وہی جمع ہیں یا پھر جو امام احمد نے فرمایا وہ جمع کیا ہے۔یہ کتاب خزانہ ہے۔لیکن حروف تہجی کے علاوہ ہے،۔کاش کوئی اس کو حروف تہجی پر ترتیب دے دے تا کہ اس سے فائدہ حاصل کرنا آسان ہو جائے۔

اس کتاب میں بعض تفصیلی بحوث بھی موجود ہیں مثلا:

جلد ۱ ص ۲۴۵ هؤلاء الرجال من روى عنه مسعر من اهل الكوفة و غيرهم ولم يسمع منهم شعبة : اس بحث میں امام احمد فرماتے ہیں کہ جواب التيمی رآه سفيان ولم يسمع منه شيئا ۔[1] یہ فن رجال کی کئی ایک اہم ترین کتاب ہے جس سے تمام ائمہ رجال نے فائدہ اٹھایا ہے۔

۳: العلل ومعرفة الرجال لامام احمد رواية المروذی وصالح بن احمد و الميمونی وفيه احاديث و حكايات و غيرِ ذلك:

اس میں کل اقوال ۵۸۳ ہیں۔

۴: سؤالات ابی داود لامام احمد بن حنبل فی جرح الرواة و تعديلهم

اس میں کل ۵۶۴،اقوال ہیں۔اس کتاب کا منہج دیگر کتب سے مختلف ہے۔اس کتاب میں امام ابوداود نے ابواب قائم کیے ہیں مثلا باب فی علل الحديث ،باب

[1] العلل ومعرفة الرجال:۱/۲۴۶.

التاریخ، باب فی الاسماء ،باب فی ذکر ثقات المدنیین وغیرھم، باب ذکر ثقات اھل مکة ،باب اھل الطائف ،باب اھل دمشق وغیرہ مختلف شہروں کے اعتبار سے الگ الگ شہروں کے رواۃ جمع کیے ہیں۔

نیز اس کتاب کے آخر میں کچھ سقطات تھے وہ دکتور زیاد منصور نے تاریخ بغداد سے استدراک کر کے پورے کیے فجزاہ اللّٰہ خیرا۔ یہ کتاب کے آخر میں ملحق ہیں۔

۵:سؤالات ابی بکر الاثرم لامام احمد فی الجرح و التعدیل

اس کتاب کے شروع میں امام ابوبکر الاثرم نے امام احمد بن حنبل سے کیے گئے سوال و جواب نقل کیے۔ یہ صفحہ ۹۶ تک ہیں اس کے بعد دیگر کتبِ رجال سے محقق کتاب ابوعمر محمد بن علی الازہری حفظہ اللہ نے امام اثرم کے سوال اور امام احمد کے جوابات نقل کیے ہیں جو ۲۹۷ سوال و جواب ہیں۔

۶:مسائل الامام ابی عبداللّٰہ احمد بن حنبل روایة ابنه ابی الفضل صالح

اس میں ۱۴۰۳ روایات ہیں جو رواۃ ،عللِ حدیث اور فقہی مسائل پر سوال و جواب ہیں۔

۷:مسائل الامام احمد روایة ابی القاسم

اس میں ۱۰۳ روایات موجود ہیں کچھ رواۃ پر اور کچھ فقہی مسائل پر۔

۸:موسوعة اقوال الامام احمد بن حنبل

اس کتاب میں امام احمد بن حنبل کے رواۃ کے بارے میں تمام اقوال کو جمع کر دیا گیا ہے۔کل رواۃ کی تعداد ۴۳۳۶ ہے

اس کتاب میں درج ذیل کتب کو جمع کیا گیا ہے۔

کتاب العلل ومعرفة الرجال ،سؤالات ابن ھانی لاحمد بن حنبل، روایات المروذی وغیرہ لامام احمد ،سؤالات ابی داود لاحمد، التاریخ الکبیر للبخاری اور دیگر کتب رجال سے بھی امام احمد کے اقوال جمع کیے گئے ہیں۔

۹: بحر الدم فیمن تکلم فیه الامام احمد بمدح او ذم لابن عبدالهادی

اس میں ۱۳۲۴ رواۃ جمع ہیں۔

۳: امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ

مکمل نام محمد بن اسماعیل بن ابراہیم۔ آپ ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ میں فوت ہوئے۔ آپ نے طلب علم کے لیے اس قدر زیادہ سفر کیے کہ خود فرماتے ہیں میں نے ایک ہزار اسی شیوخ سے حدیث لکھی۔ ان میں صرف محدثین شامل تھے اور سب کہتے تھے ایمان قول اور عمل کا نام ہے جو زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ صحیح بخاری میں ۲۸۹ شیوخ کی روایات لائے ہیں۔ [1]

تصانیف:...... التاریخ الکبیر ،التاریخ الاوسط، التاریخ الصغیر کتاب الضعفاء الصغیر، کتاب الوحدان ، اسامی الصحابه ، کتاب العلل کتاب الکنی ، کتاب الفوائد، جزء رفع الیدین، جزء القراء ة، قضایا الصحابه وا لتابعین ، الضعفاء الکبیر ، الکنی المجرده ، التاریخ فی معرفة رواة الحدیث و نقلة الآثار والسنن و تمییز ثقاتهم من ضعفائهم و تاریخ وفاتهم ، التواریخ والانساب

نیز امام ترمذی نے بہت زیادہ اقوال سنن الترمذی اور العلل الکبیر میں امام بخاری سے نقل کیے ہیں امام بخاری کی بعض کتب جرح وتعدیل کا منہج آگے آرہا ہے۔

۴: اما ابوزرعہ رازی رحمہ اللہ

مکمل نام عبیداللہ بن عبدالکریم بن یزید بن فروخ القرشی الرازی

آپ ۲۰۰ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۶۴ھ میں فوت ہوئے

مقام ومرتبہ:...... ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: وہ حفظ ، ذہانت ، دینداری ، اخلاص اور علم وعمل میں

[1] وفیات الاعیان :۱۸۸/٤ ،سیر اعلام النبلاء :۳۹۱/۱۲.

یکتا تھے۔ [1]

امام ابوزرعہ جرح وتعدیل کے بہت بڑے امام تھے۔ امام ابوحاتم نے کہا: جو لوگ صحیح اور ضعیف حدیث کا علم، ان کا فرق اور علل حدیث کو اچھی طرح جانتے ہیں، ان میں احمد بن حنبل، ابن معین، اور علی بن مدینی شامل ہیں اور ان کے بعد ابوزرعہ اس فن میں یکتا تھے۔ [2]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جرح وتعدیل میں مجھے ابوزرعہ کا کلام بہت پسند ہے۔ اس سے تقوی اور معرفت کا اظہار ہوتا ہے، ان کے برخلاف ان کے ساتھی ابوحاتم واقعی جراح اور متشدد تھے۔ [3]

سحری کے وقت شیوخ کے پاس پہنچ جاتے:...... اپنے بارے خود فرماتے ہیں: كنا نبكر بالاسحار الى مجلس الحديث نسمع من الشيوخ۔ [4]

تصانیف :...... فن رجال پر ان کی درج ذیل کتب ہیں: (۱) كتاب الضعفاء والكذابين والمتروكين (۲) كتاب أسامى الضعفاء (۳) الاجوبة على اسئلة البرزعى فى الثقات (٤) كتاب الافراد

آپ کے بکثرت اقوال امام ابن ابی حاتم نے اپنی کتب میں نقل کیے ہیں، مثلا تقدمة المعرفة لكتاب الجرح والتعديل، الجرح والتعديل، علل الحديث، المراسيل، بيان خطأ البخارى فى تاريخه الكبير ۔

امام ابوزرعہ نے کہا کہ میرے گھر میں پچاس سال سے لکھی ہوئی کتابیں ہیں اور وہ چیزیں جب سے لکھی ہیں میں نے انھیں دوبارہ نہیں دیکھا لیکن میں جانتا ہوں کہ فلاں چیز کس کتاب میں، کس ورقے پر، کس صفحے اور کس سطر پر ہے۔ [5]

وفات کا واقعہ:...... نزع کے وقت ان کے پاس بیٹھے ہوئے علماء ومحدثین نے تلقین والی

---

[1] تذكرة الحفاظ: ۵۵۷/۲.
[2] تقدمة الجرح و التعديل ص: ۳۵٦.
[3] سير اعلام النبلاء: ۸۱/۱۳.
[4] سير أعلام النبلاء: ۷۸/۱۳.
[5] تاريخ بغداد: ۳۳۲/۱۰.

حدیث یاد کروانے میں شرم محسوس کی تو اس حدیث پر مذاکرہ شروع کر دیا۔اتنے میں امام ابوزرعہ بولے: حدثنا بندار قال حدثنا ابو عاصم قال حدثنا عبدالحمید بن جعفر عن صالح بن ابی عریب عن کثیر بن مرة الحضرمی عن معاذ بن جبل قال قال رسول اللّٰه ﷺ: من کان آخر کلامه لا اله الااللّٰه دخل الجنة ۔ [1]

۵: امام ابن شاہین

مکمل نام یہ ہے: عمر بن احمد بن عثمان بن احمد بن ایوب بن ازداز بن سراح بن عبدالرحمن ۔ان کی والدہ کے دادے کا نام احمد بن محمد بن یوسف بن شاہین الشیبانی تھا۔ [2] اس وجہ سے ابن شاہین کے نام سے مشہور ہوئے۔انہیں واعظ بھی کہا جاتا تھا۔

یہ خراسان کے رہنے والے تھے۔ پھر انھوں نے بغداد میں قیام کیا جس سے بغدادی مشہور ہوئے۔آپ ۲۹۷ھ کو پیدا ہوئے اور گیارہ سال کی عمر میں حدیث لکھنی شروع کی۔

رحلہ علمیہ:......آپ نے پہلے بغداد کے شیوخ سے علم حاصل کرنا شروع کیا جن میں ابوالقاسم البغوی سے آٹھ سو اجزاء حاصل کیے، نیز یحیی بن صاعد ،عبداللہ بن سلیمان الاشعث کے بارے میں امام ابن شاہین خود کہتے ہیں کہ میں نے ان تینوں شیوخ سے بہت علم حاصل کیا اور امید کرتا تھا کہ اللہ تعالی مجھے ان جیسا بنائے گا۔ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک بغداد کے محدثین سے علم حاصل کیا۔ پہلے بغداد کے محدثین سے علم حاصل کیا پھر بصرہ گئے پھر کوفہ پھر دمشق گئے۔ [3] پھر حمص ،واسط،عسکر،رقة،أیلة ، کے محدثین سے علم حاصل کیا، پھر مصر منتقل ہوئے۔

---

[1] تاریخ بغداد:۱۰/۳۳۵۔۳۳۶،طبقات الحنابلہ :۱/۲۰۳،تاریخ دمشق: ۳۸/۳۸، تقدمة الجرح والتعدیل ص: ۳۴۵۔۳۴۶)

[2] تاریخ بغداد:۱۱/۲۶۵ رقم:۶۰۱۸.

[3] تذکرة الحفاظ:۳/۹۸۸.

مقام ومرتبہ:......امام ذہبی نے کہا: الامام المفید المکثر محدث العراق۔ [1]
امام دارقطنی نے کہا: ھو ثقۃ۔ [2]

تنبیہ:...... امام ابن شاہین میں یہ کوتاہی تھی کہ کتاب لکھتے تھے لیکن اصل کے ساتھ مقابلہ نہیں کرتے تھے، بعض نے اس وجہ سے ان پر جرح کی ہے۔

تصانیف:...... آپ نے تین سو کتب لکھیں۔ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں کہ میں نے تین سو درہم کی سیاہی خریدی ہے۔ ہم یہاں صرف ان کتب کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جو انھوں نے فن رجال پر لکھیں:

۱: کتاب الاصاغر عن الاکابر
۲: کتاب تاریخ اسماء الثقات ممن نقل عنھم العلم (المعروف تاریخ اسماء الثقات)
۳: کتاب تاریخ اسماء الضعفاء والکذابین ممن نقل عنھم العلم (المعروف کتاب الضعفاء)
۴: کتاب معجم الشیوخ

وفات:......آپ بروز اتوار بارہ ذوالحجہ تین سو پچاسی ہجری کو فوت ہوئے۔ [3]
ان کے علاوہ اور بھی کئی ایک علماء جرح وتعدیل ہیں۔



---

[1] تذکرة الحفاظ :۹۸۷/۳.
[2] سؤالات حمزه السهمی للدارقطنی :۳۸٦.
[3] تاریخ بغداد :۲٦۸/۱۱،سیر اعلام النبلاء :٤۳٤/۱٦.

التاریخ الکبیر للبخاری اورالجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا منہج

التاریخ الکبیر للبخاری کا منہج

امام بخاری کا مکمل نام : ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری امیر المومنین فی الحدیث ہے۔آپ ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ کو فوت ہوئے۔ [1]

التاریخ الکبیر کیسے لکھی ؟......امام خطیب بغدادی تاریخِ بغداد میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ جب میں ۱۸سال کا ہوا تو میں قضایا الصحابۃ وا لتابعین واقوالھم لکھنی شروع کی اور یہ عبیداللہ بن موسی کے دن تھے۔اور میں نے التاریخ رسول اللہ ﷺ کے روضہ کے پاس بیٹھ کر (مسجد نبوی میں) چاندنی راتوں میں تصنیف کی اور کم ہی کوئی نام تاریخ میں ہے مگر اس کے لیے ایک قصہ میرے پاس ہے لیکن کتاب کا لمبا ہونا میں ناپسند کرتا ہوں۔پھر کہا کہ ان لوگوں کو علم نہیں کہ میں نے تاریخ کیسے لکھی ہے۔میں نے اس کو تین بار لکھا ہے اور میں نے اپنی تمام کتب کو تین بار ہی لکھا ہے۔ [2]

علامہ عبدالرحمن بن یحییٰ معلمی یمانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ تین دفعہ سے مراد یہ ہے کہ پہلے انہوں نے بغیر ترتیب کے تراجم لکھے، پھر دوبارہ انہیں ترتیب سے لکھا، پھر سہ بارہ انہوں نے تراجم پر ابواب قائم کیے۔ [3]

1. مفصل حالات دیکھنے کے لیے: تاریخ بغداد : (۲/۴۔۳۴)سیر اعلام النبلاء (۱۲/ ۳۹۱۔ ٤٧١) ملاحظہ کریں۔
2. تاریخ بغداد: ۷/۲،سیر اعلام النبلاء :۱۲/۴۰۳.
3. مقدمہ الموضح لاوھام الجمع والتفریق :۱/۱۰۔۱۱.

التاریخ الکبیر کا منہج:...... جو ہم نے استقراء اور تتبع سے سمجھا، وہ پیش خدمت ہے:

۱:...... ہر راوی کا مکمل نام باپ، دادا کنیت اور نسبت لکھتے ہیں۔ حروف تہجی کے اعتبار سے مکمل کتاب لکھی ہے تاکہ راوی تلاش کرنا آسان ہو لیکن محمد نام کو مقدم کیا ہے نبی کریم ﷺ کے نام کے شرف کی وجہ سے۔ پھر ہر حرف میں صحابہ کا تذکرہ پہلے کیا خواہ باپوں کے ناموں کی ترتیب مشترک اسماء میں مخالف ہی ہو جائے۔ [1]

۲:...... ہر راوی کی ایک مرفوع روایت ذکر کرتے ہیں۔ اس پر ایک مستقل کتاب ''الاحادیث المرفوعه من التاریخ الکبیر'' کے نام سے مرتب کی گئی ہے جس میں ۸۵۱ روایات جمع ہیں۔

۳:...... کئی ایک ضعیف روایات بھی نقل کرتے ہیں اور ان پر ضعف کا حکم بھی لگاتے ہیں۔ میں نے اپنے پہلے سفرِ حرمین میں جولائی ۲۰۱۱ء کو مکہ مکرمہ میں عائشہ ہوٹل جو کبوتر چوک کے بالکل ساتھ ہے، میں بیٹھ کر مکمل التاریخ الکبیر کا مطالعہ کیا اور اس سے '' الاحادیث الضعیفه عندالامام البخاری'' ترتیب دی۔ والحمدللہ میری یہ کتاب نیٹ پر ملتقی لاھل الحدیث یا اردو مجلس فورم میں دیکھی جا سکتی ہے۔ بطور مثال التاریخ الکبیر کے درج ذیل ارقام التر جمہ کا مطالعہ کریں، مثلاً: ۲۷۹، ۵۸۰، ۹۲۴، ۱۰۰۷۔

۴:...... حدیث اور راوی پر جرح وتعدیل کے کس امام کا حکم باسند نقل کیا ہے۔

۵:...... بعض راویوں کا صرف نام لکھتے ہیں، کچھ بھی تفصیل نہیں لکھتے۔

۶:...... تاریخِ کبیر میں امام بخاری کا یہ بھی منہج ہے کہ امام بخاری کسی راوی کی کسی روایت کی بنیاد پر سماع کا تذکرہ کرتے ہیں اور امام بخاری کا مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ بعض روایات میں فلاں راوی سے فلاں راوی کے سماع کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن یہ سماع واقعتہ ثابت ہے یا نہیں؟ یہ الگ مسئلہ ہے۔

علامہ عبدالرحمن معلمی یمانی رحمہ اللہ جنہیں ''ذہبی عصر'' کا کما حقہ خطاب دیا گیا، فرماتے

[1] امثلہ دیکھنے کے لیے التاریخ الکبیر تراجم رقم (۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱، ۹۰۸، ۹۲۷) دیکھیں۔

ہیں: قول البخاری فی التراجم :سمع فلانا ۔لیس حکما منه بالسماع وانما هو اخبار بان الراوی ذکر انه سمع ۔ کسی راوی کے ترجمہ میں امام بخاری رحمہ اللہ کا یہ فرمانا کہ اس نے فلاں سے سنا ہے، اس سے امام بخاری سماع کا فیصلہ نہیں کرتے ہیں، بلکہ صرف یہ خبر دیتے ہیں کہ اس راوی سے سماع کا ذکر کیا گیا ہے۔ [1]

علامہ عمرو عبدالمنعم سلیم فرماتے ہیں کہ یاد رہے کہ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں رواۃ کے ترجمہ میں جو بعض رواۃ سے بعض ان رواۃ کا سماع ذکر کیا ہے، جنھوں نے ان سے روایت کی ہے یا محض بعض رواۃ کی بعض رواۃ سے مرویات کا تذکرہ کیا ہے بغیر سماع کے اثبات کے ساتھ تو یہ محض سند کی کیفیت کا بیان ہے، اس کا یہ مطلب نہیں ہے جیسا کہ کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ جب اپنی تاریخ میں کہیں کہ فلاں نے فلاں سے سنا ہے تو یہ کہہ کر امام بخاری رحمہ اللہ اس راوی کے لیے سماع کا اثبات کر رہے ہیں۔ [2]

۷:......اسی طرح رواۃ کا اپنے شیوخ سے ملاقات کا وقت اور جگہ کا بھی بہت ذکر کرتے ہیں۔ پھر بعد میں امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں اس سے بہت مدد لی کہ راوی اور استاد میں صرف معاصرت کافی نہیں بلکہ ملاقات بھی ضروری ہے۔

۸:......رواۃ پر مختصر مگر جامع تبصرہ فرماتے ہیں۔ تاریخ وفات کا بھی اکثر اہتمام کرتے ہیں۔

۹:......الفاظِ جرح وتعدیل استعمال کرنے میں کمال تقوی وورع اور احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ سبحان اللہ۔ اکثر یہی کہتے تھے: فیہ نظر، سکتوا عنہ، ترکوہ، منکر الحدیث۔ یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے سیر اعلام النبلاء (۱۲/۴۳۹۔۴۱۱) میں امام بخاری کے رواۃ حدیث پر کلام میں انصاف اور ورع کی شہادت دی ہے۔

سوال:......کیا امام بخاری نے کسی راوی کو کذاب کہا ہے، کیونکہ بعض نے اس کا انکار

---

[1] تعلیق علی الموضح للخطیب :۱/۳۲۳.

[2] حاشیة علی نزهة النظر ص:۵۷) مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: یزید بن معاویہ پر الزامات کی حقیقت از فضیلۃ الشیخ کفایت اللہ سنابلی حفظہ اللہ (ص:۱۱۷۔۱۱۹)

کیا ہے؟

جواب:...... امام بخاری بہت قلیل رواۃ پر کذاب لفظ استعمال کرتے ہیں، یا تو وہ کسی کا قول نقل کرتے ہیں یا اپنی طرف سے لفظ کذاب سے حکم لگاتے ہیں، اور یہ بہت شاذ و نادر ہے۔ التاریخ الکبیر میں صرف ۱۳ بار لفظ کذاب استعمال ہوا ہے اور الضعفاء للبخاری میں دو بار۔ لفظ دجال صرف ایک بار مذکور ہے۔ وہ بھی کسی کا قول نقل کیا ہے اور لفظ یضع الحدیث بھی ایک بار لکھا ہے۔

فائدہ:...... الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم میں ۱۱۲ بار کذاب لفظ استعمال ہوا ہے۔

تنبیہ:...... حافظ ابن حجر نے کہا کہ امام بخاری کسی راوی کو کذاب یا وضاع کی بجائے کذبہ فلان یا رماہ فلان کہتے ہیں۔ [1] جب ہم نے المکتبۃ الشاملۃ سے سرچ کیا تو التاریخ الکبیر میں ایک دفعہ بھی کذبہ فلان یا رماہ فلان نہیں ملا۔

رواۃ کی التاریخ الکبیر میں کل تعداد:...... مطبوعہ نسخے کے مطابق ۱۳۳۰۸ ہے۔

علامہ معلمی یمانی نے کہا ہے کہ دس ہزار سے کچھ زائد ہیں۔ امام ذہبی نے کہا: چالیس ہزار رواۃ سے زیادہ ہیں۔ [2] امام حاکم نے بھی چالیس ہزار کے قریب نقل کیے ہیں۔ [3] یہی بات علامہ کتانی نے المستطرف میں کہی ہے اور ساتھ یہ بھی کہا ہے: فمادری ما مستند فی ھذا التقدیر ۔

سوال:...... امام بخاری جس راوی پر خاموشی اختیار کریں، کیا وہ توثیق ہے جس طرح ڈاکٹر محمود طحان حنفی نے کہا ہے۔ [4]

جواب:...... یہ بات غلط ہے محمود طحان غالی حنفی ہے اور محدثین پر تبرا کرنا اس کی عادت ہے۔ تیسیر مصطلح الحدیث، اصول التخریج اوران کی دیگر کتب میں کئی ایک غلطیاں ہیں۔ سکوتِ

---

[1] مقدمہ فتح الباری :٤٨٠.
[2] سیر اعلام النبلاء :١٢/٤٧٠.
[3] المدخل الی الصحیحین :١١١.
[4] اصول التخریج ودراسۃ الاسانید ص:١٥٥.

امام بخاری پر مفصل بحث ماقبل گزر چکی ہے۔

امام بخاری کے جرح وتعدیل کے بعض حکموں پر تنقید:

امام ابن ابی حاتم کے سامنے امام بخاری کی کتب التاریخ الکبیر، الضعفاء وغیرہ تھیں، ان کتب سے وہ استفادہ بھی کرتے تھے اور کہیں ان سے اختلاف ہوتا تو امام بخاری کی باتوں کا رد بھی کرتے۔ مثلاً عباءۃ بن کلیب کو امام بخاری نے اپنی کتاب الضعفاء میں لکھا ہے اس کے بارے میں امام ابوحاتم نے کہا کہ یحول من هنالك۔ اس کتاب سے تبدیل کیا جائے۔ [1]

یعنی یہ راوی صدوق ہے اس کو ضعفاء میں کیوں نقل کیا گیا، اس کو وہاں سے تبدیل کیا جائے۔

تنبیہ:...... یہ راوی مجھے نہ الضعفاء للبخاری میں ملا اور نہ ہی التاریخ الکبیر میں، جس کی وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ امام بخاری نے اسے وہاں سے نکال دیا ہو۔ واللہ اعلم۔

یادرہے کہ امام بخاری پر بعض اعتراضات کیے گئے۔ رواۃ کی تعیین میں ان اعتراضات پر زبردست نقد علامہ معلمی یمانی نے دو مقامات پر کیا ہے۔ بیان خطاء البخاری فی تاریخه کے مقدمہ اور مقدمه الموضح لأوهام الجمع والتفریق میں یہ دونوں مقدمے اس لائق ہیں کہ انھیں اردو میں ترجمہ کرکے اکٹھا شائع کیا جائے جس کا نام ''التاریخ الکبیر کا دفاع'' رکھا جائے۔

نوٹ:...... الضعفاء للبخاری کے تمام رواۃ التاریخ الکبیر میں بھی ہیں۔

الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا منہج

مصنف کا مکمل نام ابومحمد عبدالرحمن بن المحدث ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الرازی ہے۔ آپ ۲۴۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۳۲۷ھ میں فوت ہوئے۔ [2]

ابوحاتم اور ابوزرعہ کے اقوال جمع کیے ہیں اور پھر خطوط لکھے جن سے بھی کافی مواد ملا۔

رواۃ کی تعداد:...... مطبوعہ نسخے کے مطابق ۱۸۰۴۰ ہے۔

[1] الجرح والتعدیل: ۶۱/۷.

[2] تذکرۃ الحفاظ: ۸۲۹/۳، سیر اعلام النبلاء: ۲۶۳/۱۳.

اس کتاب کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟...... امام بخاری نے صحابہ سے لے کر اپنے اساتذہ تک ہزاروں کی تعداد میں رواۃ جمع کر دیے اور فنِ جرح وتعدیل میں سب سے پہلی مفصل تاریخ مرتب کرنے کا اعزاز حاصل کیا۔ان کے معاصرین میں سے امام ابو حاتم اور امام ابوزرعہ بھی فن جرح وتعدیل کے ائمہ تھے۔امام ابو حاتم کے بیٹے عبدالرحمن نے امام بخاری کی التاریخ الکبیر کو سامنے رکھ کر اسی ترتیب سے رواۃ پر اپنے والدمحترم اور ان کے ساتھی امام ابوزرعہ سے سوالات کرنے شروع کر دیے، وہ ہر راوی کے بارے میں ان دونوں سے سوال کرتے ، وہ ان کے جواب لکھتے جاتے ،اس طرح ابن ابی حاتم کے ہاتھ میں تین ائمہ جرح و تعدیل کی آرا آ گئیں ۔امام بخاری ،امام ابوزرعہ اور امام ابو حاتم ۔پھر ابن ابی حاتم نے دیگر محدثین کی طرف خطوط لکھے اور ان کی آراء بھی جمع کیں اور ہر ہر قول کی سند لکھی ۔

اس کتاب کے دو مقدمے ہیں ،پہلی مستقل جلد مقدمہ ہے اور دوسرا مختصر مقدمہ دوسری جلد کے شروع میں ہے ۔ یہ اسماء الرجال کی ایک نہایت اہم اور مرجع کی کتاب ہے ۔کوئی بھی طالب علم اس سے مستغنی نہیں ہوسکتا ۔اس کتاب کا منہج جاننا بہت ضروری ہے ۔ہمارے سامنے الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کا دارالکتب العلمیہ بیروت لبنان کا مطبوعہ دس جلدوں کا والا نسخہ ہے ،جس کی پہلی جلد تقدمۃ المعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل ہے اور دسویں جلد فہارس پر مشتمل ہے ۔

پہلی جلد تقدمۃالمعرفۃ لکتاب الجرح والتعدیل کا تعارف:

یہ جلد ۳۲۴ صفحات پر مشتمل ہے ۔اس میں صرف فن رجال کے تعارف و اہمیت اور اہم قوانینِ جرح وتعدیل پر بحث کی گئی ہے ۔

امام ابن ابی حاتم نے فنِ جرح و تعدیل کے ۱۸ نقاد محدثین کے مفصل حالات لکھے ہیں ،پھر مصنف نے مقدمۃ المصنف کے تحت سنت اور جرح وتعدیل کے اہمیت کے لیے چھے ابواب قائم کیے ہیں ۔

الجرح و التعدیل کی جلد ۲ تا ۹ تک کا منہج

اس میں حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ کو جمع کیا ہے ۔رواۃ پر بحث کا طریقہ یہ ہے کہ

سب سے پہلے راوی کا مکمل نام، پھر ”روی عن“ لکھ کر ایک یا دو شیوخ کا تذکرہ، اور ”روی عنه“ کے بعد ایک یا دو شاگردوں کا تذکرہ۔ پھر اپنے والد امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ دونوں یا کسی ایک کی رائے بیان کرتے ہیں۔ بعض دفعہ دیگر محدثین کی آرا بھی ذکر کرتے ہیں۔ امام عبدالرحمن بن ابی حاتم نے جب یہ کتاب لکھنا شروع کی تو انھوں نے مختلف محدثین کی طرف خطوط لکھے تھے کہ جرح وتعدیل کے متعلق جو کچھ بھی کسی کے پاس ہے وہ مجھے بھیج دیں، کئی ایک محدثین نے ان کی طرف محدثین کے رواۃ پر جرح وتعدیل کے اقوال لکھ کر بھیجے۔ مثلاً امام ابن ابی خیثمہ (۷/۸، ۱۱) ابراہیم بن یعقوب الجوزجانی (۷/۱۳) امام علی بن ابی طاہر: (۷/۱۷) امام عبداللہ بن امام احمد (۷/۲، ۳، ۴، ۶، ۱۰، ۱۵، ۱۷) یعقوب بن اسحاق (۷/۹) وغیرہ۔

۱۵۵۲ دفعہ امام ابن ابی حاتم نے فیما کتب الی لکھ کر خطوط سے جرح وتعدیل کے اقوال باسند لکھے ہیں۔ جس طرح ہمیں یہ بات مکتبہ شاملہ سے معلوم ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم جب کسی خط سے معلومات ذکر کرتے ہیں تو ساتھ یہ صراحت کرتے ہیں: فیما کتب الی ۔ ہر ہر بات باسند لائی گئی ہے تاکہ قاری سند کی تحقیق بھی کر سکے۔ انھوں نے کئی ایک رواۃ کے صرف نام لکھے ہیں جرح وتعدیل کے لحاظ سے حکم نہیں لگایا گیا۔ وہ ہمیں دیگر کتب میں تلاش کرنا ہوگا۔ امام ابن ابی حاتم نے مقدمہ جلد اول کے آخر میں تقریباً آدھے صفحے میں الجرح والتعدیل کا منہج بیان کیا ہے، نیز مقدمے کے آخری دو صفحات میں رواۃ کے درجات پر بھی بحث کی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حالات اور ان کی کتب کا منہج

نام ونسب:...... ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن النعمان بن دینار بن عبداللہ البغدادی الدارقطنی رحمہ اللہ۔

تاریخِ پیدائش:...... ۳۰۶ھ (تاریخ بغداد ج ۱۲ ص ۳۹، ۴۰، ترجمہ نمبر: ۶۴۰۴)

دارقطنی کی وجہ تسمیہ:...... بغداد میں ایک محلہ تھا جس کا نام دارالقطن تھا، آوہاں کے

رہائش تھی اسی وجہ سے اس طرف منسوب ہوئے۔

اساتذہ:......آپ نے اس قدر زیادہ شیوخ سے استفادہ کیا جن کا شمار ناممکن ہے، ان کے چند مشہور اساتذہ درج ذیل ہیں: ابوالقاسم بغوی، ابوبکر بن ابی داود، یحیی بن صاعد، ابن قانع صاحب معجم الصحابہ اور اسماعیل بن محمد الصفار وغیرھم

تلامذہ:...... ابونعیم الاصبھانی، ابوبکر البرقانی، امام حاکم صاحب المستدرک، ازہری، خلال جوہری، تنوخی، عتیقی، قاضی ابوالطیب الطبری، اور حافظ عبدالغنی المقدسی وغیرھم۔

علمی سفر:......آپ نو سال کے تھے کہ آپ نے علم حدیث حاصل کرنا شروع کر دیا تھا۔ آپ کے ساتھی یوسف القواس کہتے ہیں کہ ہم جب امام بغوی رحمہ اللہ کے پاس جاتے تو دارقطنی ہمارے پیچھے پیچھے ہوتے، ان کے ہاتھ میں روٹی ہوتی جس پر سالن رکھا ہوا ہوتا تھا۔۔اگر ان کو کلاس میں نہ بیٹھنے دیا جاتا تو یہ باہر بیٹھ کر روتے۔ [1]

آپ نے فقہ شافعی اپنے استاد ابوسعید اصطخری سے پڑھی، اور آپ نے منظم طریقے سے امام بغوی سے پڑھا، لوگوں کی آپ سے امیدیں وابستہ تھیں کہ آپ دارالقطن کے قاری بنیں گے لیکن اللہ تعالی نے انھیں محدث بنا دیا۔ آپ نے علم کے حصول کے لئے تمام علمی مراکز کا سفر کیا خصوصا کوفہ، بصرہ، واسط، تنیس، شام، مصر، خوزستان، مکہ اور مدینہ۔

تصانیف:......آپ نے بہت علوم حدیث پر مشتمل قابل قدر تصانیف لکھیں جن میں چند ایک یہ ہیں: سنن الدارقطنی، کتاب العلل، المؤتلف والمختلف، فضائل الصحابہ، المستجاد من فعلات الاجواد، تعلیقات الدارقطنی علی المجروحین لابن حبان، الضعفاء والمتروکون، الافراد والغرائب، ذکر اسماء التابعین وغیرھم

علمی مقام ومرتبہ:......آپ کی امامت وثقاہت پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔ والحمدللہ۔

آپ کے شاگرد شیخ الاسلام ابوالطیب طاہر بن عبداللہ الطبری رحمہ اللہ نے آپ کو "امیر

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ج۳ص۹۸۹، تاریخ دمشق: ج ۱/۲۴۱/۲/۱۲ ۔

المومنین فی الحدیث“ کہا ہے۔ [1]

خطیب بغدادی آپ کے متعلق لکھتے ہیں: وکان فرید عصرہ ،و قریع دھرہ و نسیج وحدہ وامام وقتہ انتھی الیہ علم الاثر والمعرفۃ بعلل الحدیث واسماء الرجال واحوال الرواۃ مع الصدق والامانۃ والفقہ والعدالۃ وقبول الشھادۃ وصحۃ الاعتقاد وسلامۃ المذھب و الاضطلاح بعلوم سوی علم الحدیث.[2]

حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے کہا: الامام الحافظ المجود شیخ الاسلام علم الجھابذۃ۔۔ المقریء المحدث “ [3] ایک جگہ لکھتے ہیں: بل کان سلفیا [4]

حافظ سخاوی نے کہا: وبہ ختم معرفۃ العلل“ آپ کے ساتھ علل کی معرفت ختم ہوگئی۔ [5]

امام دارقطنی امام الجرح والتعدیل تھے:

امام دارقطنی رحمہ اللہ کو اللہ تعالی نے بہت ہی زیادہ حافظہ عطافرمایا تھا۔آپ اس بات کا صرف ایک واقعہ سے اندازہ لگا لیں ۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی سب سے بڑی کتاب علل الدارقطنی ہے، جوسولہ جلدوں میں مطبوع ہے، اس کتاب میں احادیث پر جرح وتعدیل کے اعتبار سے کلام ہے، یہ ساری کتاب آپ نے زبانی لکھوائی ۔خطیب بغدادی فرماتے ہیں کہ میں نے امام برقانی سے پوچھا : کیا ابوالحسن الدارقطنی اپنی کتاب ”العلل“ آپ کو زبانی لکھواتے تھے؟ تو انھوں نے جواب دیا: جی ہاں ۔ [6]

وفات:......آپ ۸ ذوالحجہ ۳۸۵ھ کو بدھ کے دن فوت ہوئے اور باب الدیر کے مقبرہ

1. تاریخ بغداد: ج۱۲ص۳۶.
2. تاریخ بغداد: ج ۱۲ ص۳٤.
3. سیر اعلام النبلاء : ج۱٦ص٤٤۹.
4. السیر: ج۱٦ ص٤٥۷.
5. الاعلان بالتوبیخ :۱٦٥.
6. تاریخ بغداد : ج۱۲ ص۳۷.

میں دفن ہوئے۔ [1] آپ کی نماز جنازہ ابوحامد الاسفرائینی الفقیہ نے پڑھائی۔ [2]

امام دارقطنی کے تفصیلی حالات معلوم کرنے کے لئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کریں:
تاریخ لابن ماکولا (ج۱۲ص۰٤)تاریخ بغداد (ج۱۲ص۳٤)الانساب للسمعانی (ج۲ص٤۳۸)وفیات الاعیان(ج۳ص۲۹۷)تذکرۃ الحفاظ (ج۳ص۹۹۱)البدایۃ والنہایۃ (ج۱۱ص۳۱۷)سیراعلام النبلاء (ج۱٦ ص٤٤۹)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اپنے استادمحترم امام دارقطنی رحمہ اللہ سے عراقی راویوں کے متعلق لکھ کر سوالات کیے جن کے حالات انھیں بذات خود معلوم نہیں ہورہے تھے، امام دارقطنی نے ان پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے لکھ کر کلام کیا پھر بعد میں امام حاکم نے بالمشافہ بھی سوال کئے اوران میں بعض وہ سوال وجواب بھی ہیں جوامام دارقطنی سے کسی اور نے کئے لیکن امام حاکم اس وقت موجود تھے ان کوبھی اس کتاب میں درج کیا ہے، ان تمام سوال و جواب کو امام حاکم نے ترتیب دیا ہے پہلے ان سوال وجواب کولکھا ہے جولکھ کرامام صاحب نے جواب دیئے، پھر کتاب کے آخر میں ان سوالات وجوابات کو درج کیا جو بالمشافہ کئے۔ یہ کتاب مطبوع ہے "سؤالات الحاکم" کے نام سے۔اس کتاب کے مطالعہ سے بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ امام دارقطنی جرح وتعدیل کے کس قدر بلند مقام امام تھے۔

اسی طرح امام ابوعبدالرحمن السلمی نے اپنے شیخ امام دارقطنی سے سوالات کئے وہ بھی مطبوع ہیں اسی طرح برقانی کے سوالات بھی مطبوع ہیں۔سوالات حمزہ السھمی بھی عام متداول ہیں۔ان کتب سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ امام دارقطنی مرجع خلائق تھے اوران کے جوابات کو بہت قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔

یہاں بطور فائدہ عرض ہے کہ جس طرح پہلے محدثین کے شاگرد اپنے شیوخ کو بہت ہی اہمیت دیتے تھے، ان سے جوسوالات کرتے ان کو کتابی صورت میں جمع کرتے بالکل اسی

[1] تاریخ بغداد: ج۱۲ص٤۰. [2] السیر: ج۱۱ص٤۳.

طرح ہمارے زمانے میں امام العصر مجدد ملت محدث البانی رحمہ اللہ کے شاگردوں نے بھی شیخ محترم کا بہت احترام کیا، جو ان سے سوالات کئے ان کو کتابی شکل میں محفوظ کیا والحمدللہ۔ راقم کے ناقص مطالعہ کے مطابق ابواسحاق الحوینی، علی حسن الحلبی اور ابن ابی العینین حفظہم اللہ کے سوالات مطبوع ہیں اور عقیدہ و منہج میں تو کئی جلدوں پر مشتمل شیخ البانی کی کتب شائع ہو چکی ہیں ان میں بھی بے شمار سوالات کے جوابات محفوظ ہیں، لیکن افسوس کہ برصغیر میں اساتذہ کے جوابات کو کتابی شکل میں جمع نہیں کیا جاتا، شاید ادھر علم کو ضائع کرنے والے بہت ہیں اور قدر دان کم ہیں۔ راقم نے اپنے تمام شیوخ سے اب تک جو کچھ سوال کئے وہ "سؤالات ابن بشير الحسينوى لشيوخنا الكرام" کے نام سے کتابی شکل میں میرے مخطوطات میں محفوظ ہیں اور مزید اضافہ جاری ہے۔ یسر اللّٰہ لنا طبعه

تصانیف:...... آپ نے ساری زندگی علوم حدیث پر کتب تصنیف فرمائیں ان کی تعداد ۵۳ بنتی ہے ان میں سے بعض مطبوع ہیں اور بعض مخطوط ہیں ان کی ضروری تفصیل پیش خدمت ہے:

(۱) أحاديث الصفات۔ (۲) أحاديث النزول۔ (۳) الأفراد والغرائب ۔ (٤) الالزامات۔ (٥) التتبع۔ (٦) الرؤية۔ (۷) سؤالات البرقانى للدارقطنى۔ (۸) سؤالات الحاكم له۔ (۹) سؤالات السهمى له۔ (۱۰) السنن۔ (۱۱) الضعفاء والمتروكون ۔ (۱۲) العلل الواردة فى الأحاديث النبوية۔ (۱۳) غرائب مالك۔ (١٤) المؤتلف والمختلف فى أسماء الرجال

وفات:...... آپ ۳۸۵ھ کو فوت ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ امام ابو حامد الاسفرائینی الفقیہ نے پڑھائی۔ [1]

[1] سير اعلام النبلاء: ۱۱/ ٤٣.

ا:سنن الدار قطنی:

امام دارقطنی کی یہ مشہورِ زمانہ کتاب ہے جس میں احادیث کی تعداد ۴۸۳۵ ہے ۔اس میں صحیح احادیث بھی ہیں اور ضعیف بھی ۔اس کتاب میں امام صاحب نے درج ذیل منہج اپنایا ہے:

ا:......فقہی ترتیب :اس کتاب میں تمام احادیث فقہی ترتیب کے مطابق لکھی گئی ہیں مثلا پہلے،کتاب الطھارۃ پھر کتاب الصلاۃ---الی آخرہ۔اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو فقہ میں خوب مہارت تھی، بلکہ فقہ کی جزئیات تک نظر تھی ، اس لئے تو احکام کے متعلق احادیث کو سنن الدارقطنی میں جمع کیا ہے اور جن ضعیف اور موضوع روایات سے بعض فقہاء استدلال کرتے تھے ان کے ضعف کو واضح کیا ہے۔

۲:...... جو حدیث جتنے شیوخ سے سنی ہوئی ہیں ان تمام کا نام لیتے ہیں اور سند کی تبدیلی کے وقت ''ح'' لکھتے ہیں مثلا حدیث نمبر ا چار شیوخ اور حدیث نمبر ۲ چھ شیوخ سے بیان کرتے ہیں۔

۳:......امام دارقطنی کا کوئی استاد اپنے کئی شیوخ سے حدیث بیان کرے تو امام دارقطنی ان تمام کے نام لکھتے ہیں۔مثلا دیکھیں حدیث نمبر(اا)

۴:......امام دارقطنی غریب الحدیث کا بھی اہتمام کرتے ہیں مثلا قلتین کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ابن عرفۃ نے کہا ہے کہ میں نے ھشیم سے سنا کہ قلتین سے مراد ''الجرتین الکبار'' ہے۔

۵:......امام دارقطنی کی یہ کتاب اصل میں علل کی کتاب ہے ۔ ہر حدیث کی زیادہ سے زیادہ سندیں بیان کرتے ہیں ، پھر ان میں اختلاف نقل کرتے ہیں اور بعض دفعہ راجح بھی لکھتے ہیں ،مثلا حدیث نمبر:۲۰ میں لکھتے ہیں: والمحفوظ عن ابن عیاش ۔

۶:......اگر کسی روایت کے مرفوع اور موقوف ہونے میں اختلاف ہوتو امام دارقطنی رحمہ اللہ اس اختلاف کو بیان کرکے راجح کی تعیین کرتے ہیں مثلا دیکھیں (حدیث نمبر:۲۹،۷۷)

۷:...... اگر کوئی کثیر الخطا راوی حدیث بیان کرنے میں غلطی کرے تو امام دارقطنی رحمہ اللہ اس غلطی کو بیان کرتے ہیں مثلاً دیکھئے (حدیث نمبر: ۳۸)

۸:...... امام دارقطنی جرح وتعدیل کے امام تھے یہی وجہ ہے کہ وہ ہر ہر باب میں جو ضعیف روایات ہوں ان کی نشان دہی ضرور کرتے ہیں اور ضعیف روایت کی علت بیان کرتے ہیں مثلاً حدیث نمبر: ۷۴ میں لکھتے ہیں کہ رشدین بن سعد لیس بالقوی ہے۔ حدیث نمبر ۷۰ میں لکھتے ہیں ابن ابی ثابت لیس بالقوی۔ حدیث نمبر ۷۵ میں لکھتے ہین ابان بن عیاش متروک۔ حدیث نمبر ۸۴ میں لکھتے ہیں سعید بن ابی سعید ضعیف، حدیث نمبر ۸۶ پر تبصرہ کرتے ہیں غریب جدا خالد بن اسمعیل متروک، اسی طرح اگر کوئی روایت مرسل ہو تو اس کی وضاحت کر دیتے ہیں مثلاً دیکھئے حدیث نمبر: ۴۹

۹:...... امام دارقطنی اپنی اس کتاب میں مرفوع کے علاوہ صحابہ (ح: ۶۶) تابعین کے اقوال بھی باسند لائے ہیں مثلاً دیکھئے (حدیث نمبر: ۵۳)

۱۰:...... بعض احادیث کا صحیح ہونے کا حکم لگاتے ہیں مثلاً حدیث نمبر: ۸۷ پر لکھتے ہیں اسنادہ حسن۔ حدیث نمبر ۸۵ پر لکھتے ہیں ھذا اسناد صحیح۔ نیز دیکھیں ح ۹۶ بعض دفعہ کئی احادیث پر اکٹھا ہی حکم لگا دیتے ہیں مثلاً حدیث نمبر ۱۰۱ سے ۱۰۳ تک کی احادیث کو ان الفاظ میں حکم لگاتے ہیں: ھذہ اسانید صحاح۔

۱۱:...... امام دارقطنی رحمہ اللہ اپنی خاص سند کا لحاظ کرتے ہوئے الگ الگ سند پر حکم لگاتے ہیں اس لئے سنن الدارقطنی کے مطالعہ کے دوران کئی ایک متون صحیح بخاری سے ملتے جلتے نظر آئیں گے لیکن ان کی سند جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کو ملی اس میں ضعیف یا متروک راوی ہو تو اس کی وضاحت کر دیتے ہیں حالانکہ اس متن کے کئی اور طرق بھی ہوتے ہیں امام دارقطنی ان کا لحاظ کرتے ہوئے متن حدیث کو صحیح یا حسن قرار نہیں دیتے بلکہ اپنی خاص سند کا لحاظ کرتے ہوئے حکم لگاتے ہیں۔ یہی تحقیق سنن الدارقطنی کے محقق شیخ مجدی بن منصور حفظہ اللہ نے پیش کی ہے۔ [1]

[1] مقدمہ تحقیق سنن الدارمی ج ۱ ص ٤.

۲: رؤية اللّٰه:

امام دارقطنی عقیدے کا ایک اہم مسئلہ کہ'' قیامت کو مومن اللہ تعالی کا دیدار کریں گے'' کے موضوع پر اپنی اس کتاب میں ۲۸۷ مرفوع باسند احادیث لائے ہیں۔ جن میں اسی ایک مسئلے کا اثبات کیا گیا ہے۔ اصول حدیث کی اصطلاحات میں اس کو ''جزء فی رؤية اللّٰه'' کا نام دینا چاہئے۔

۲:...... بعض احادیث پر صحت وضعف کے اعتبار سے حکم بھی لگائے ہیں۔ مثلا پہلی حدیث کے آخر میں لکھتے ہیں: قال الدار قطنی :''هذا حديث صحيح أخرجه البخاری فی صحيحه''

۳:...... بعض احادیث کے آخر میں اسناد کا اختلاف نقل کرتے ہیں، مثلا دس نمبر حدیث کے آخر میں سند کا اختلاف نقل کیا ہے۔

۴:...... فی کتابہ کی وضاحت۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ اپنی کتاب میں اس روایت کی '' فی کتابہ '' کہہ کر وضاحت کرتے ہیں جو شیخ نے اپنی کتاب سے بیان کی ہوگی۔ مثلا دیکھیں حدیث نمبر:۴۸

۵:...... کبھی سند کے شروع میں اپنے شیخ کا نام تفصیل سے لکھتے ہیں۔ مثلا: حدثنا أبوبكر أحمد بن محمد بن اسماعيل الآدمی المقریء الشيخ الصالح (حدیث نمبر:۴۹)

۶:...... بعض راویوں پر جرح و تعدیل کے لحاظ سے حکم لگاتے ہیں مثلا حدثنا ابوبكر احمد بن محمد بن اسماعيل الآدمی المقری الشيخ الصالح (حدیث نمبر:۴۹)

۷:...... امام دارقطنی مسانید کے طرز پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام سے روایت بیان کرتے ہیں پھر اس کی مختلف سندوں کو بیان کرتے ہیں اور ہر ہر سند کے ساتھ اس کا متن بھی بیان کردیتے ہیں۔ مثلا حدیث أبی سعيد الخدری رضی اللّٰه عنه

۸:......بعض وہ احادیث جن کو ایک شیخ کے کئی شاگرد بیان کرتے ہیں ان تمام کے نام لکھتے ہیں اور اگر کوئی راوی اضافہ یا کمی کرتا ہے تو اس کی بھی وضاحت کرتے ہیں، مثلا دیکھیں (حدیث نمبر:٦٧)

۳:کتاب العلل :

اس کتاب میں امام دارقطنی رحمہ اللہ سے مختلف احادیث کے متعلق سوالات کئے گئے اور آپ نے ان کے جواب دیئے۔ یہ کتاب سولہ جلدوں میں مطبوع ہے اور علل حدیث پر مشتمل ایک عظیم شاہکار ہے۔ یہ ساری کتاب امام رحمہ اللہ نے زبانی لکھوائی ہے۔

اس کتاب کی کوئی خاص ترتیب نہیں اس کی مثل شیخ البانی رحمہ اللہ کی الصحیحہ اور الضعیفہ ہیں۔فرق صرف یہ ہے کہ البانی رحمہ اللہ کی صحیح اور ضعیف الگ الگ ہیں اور خود لکھی ہیں اور امام دارقطنی کی علل میں صحیح اور ضعیف دونوں طرح کی احادیث ہیں اور یہ کتاب زبانی لکھوائی ہے۔

یہ کتاب اپنے فن میں نادر اور عمدہ ہے اس کی مثل کوئی کتاب نہیں۔متقدمین نے جو علل پر کتب تالیف فرمائیں ان میں سے علل لابن المدینی،علل ومعرفة الرجال لاحمد بن حنبل ،المسند المعلل لیعقوب بن شیبه،العلل الکبیر ،المسند المعلل للبزار ،العلل لابن ابی حاتم معروف ہیں جب ہم تقابلی مطالعہ کی حیثیت سے ان کتب کا علل الدارقطنی کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں تو دارقطنی کی علل ہر لحاظ سے فائق نظر آتی ہے۔اس بات کا اعتراف حافظ ابن کثیر نے بھی کیا ہے۔ [1]

اس کتاب میں احادیث کی ترتیب مسانید کے انداز پر ہے مثلا پہلے خلفائے راشدین کی روایات پر بحث ہے پھر دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی احادیث کا تذکرہ ہے۔

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام دارقطنی ایک کرامت تھے جن کو اللہ تعالی نے خدمتِ حدیث کے لئے پیدا کیا تھا کہ کس طرح زبانی طرق ،متون اور جرح وتعدیل پر

[1] اختصار علوم الحدیث ص٦٥،٦٤.

بحث کرتے ہیں۔۔۔آج بھی جو انسان اپنے آپ کو خدمتِ حدیث کے لئے وقف کر لے اللہ تعالیٰ اس کو بہت کچھ عطا فرما دیتا ہے لیکن افسوس کہ ڈگریوں کے چکر اور فکرِ معاش نے محدثین کی فکر رکھنے والے کھو دیئے !! [1]

۴: جزء ابی طاهر

اس جزء میں ۱۶۲ احادیث ہیں جن کو امام دارقطنی نے ابو طاہر کی سند سے روایت کیا ہے اس میں مختلف موضوعات کے متعلق احادیث ہیں۔

اس کتاب میں ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کی تحقیق کے مطابق صحیح بخاری یا صحیح مسلم میں ہونی چاہئے تھیں، کیونکہ انھیں کی مثل احادیث بخاری یا مسلم میں ہیں تو یہ کیوں نہیں، اس کتاب کی وجہ تسمیہ خود امام دارقطنی رحمہ اللہ یہی لکھی ہے۔ [2]

یہ گویا ایک طرح کے الزام ہیں کہ امام بخاری یا امام مسلم فلاں روایت اپنی اپنی صحیح میں کیوں نہیں لائے، حالانکہ وہ بھی ان کی شروط پر تھی۔

۶: التتبع:

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس کتاب میں ان روایات کو موردِ الزام ٹھہرایا ہے جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ہیں۔ امام دارقطنی کی تحقیق میں ان میں کوئی نہ کوئی علت ہے۔

فائدہ:...... امام دارقطنی رحمہ اللہ کے یہ دو الگ الگ رسالے ہیں الالزامات الگ ہے اور التتبع الگ ہے لیکن ان دونوں کا تعلق صحیح بخاری اور صحیح مسلم سے ہے اس لئے اہل علم نے ان دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہے۔ ۲۱۸ صحیح بخاری اور صحیح مسلم یا صحیح بخاری یا صحیح مسلم کی روایات کو معلول قرار دیا ہے۔ یاد رہے امام دارقطنی کے ان اعتراضات کے جوابات محدثین

[1] ہم نے اپنی دو حصوں پر مشتمل کتاب ''نصیحتیں میرے اسلاف کی'' شائع کی ہے یہ کتاب طالب علم کو بہت اونچا منہج دیتی ہے۔ جو بھی طالب علم ہماری اس کتاب کو دل لگا کر پڑھے گا اس کے اندر محدثین جیسی تڑپ اور فکر پیدا ہوگی۔ ان شاء اللہ (الحسینوی)

[2] دیکھئے: الالزامات والتتبع (ص: ٦٤)

نے دے دیئے ہیں مثلا حافظ ابن حجر العسقلانی نے ھدی الساری میں اور شیخ مقبل نے الالزامات والتتبع کے حاشیے میں فجز اھما اللہ خیرا، امام دارقطنی کے اعتراضات مرجوح ہیں اور ان میں حق مام بخاری اور امام مسلم کے ساتھ ہے، یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام مسند احادیث صحیح ہیں اور اس پر امت کا اتفاق ہے۔

۷:کتاب الصفات

اس کتاب میں امام دارقطنی نے ان احادیث کو جمع کیا ہے جن کا تعلق اللہ تعالی کی صفات کے ساتھ ہے مثلا اللہ تعالی کے قدم ہیں، اللہ تعالی کے ہاتھ ہیں اور دونوں ہاتھ دائیں ہیں، اللہ تعالی کی انگلیاں ہیں وغیرہ۔ اس میں ہر ہر صفت کو باسند مرفوع احادیث سے ثابت کیا ہے۔ والحمدللہ

۸:غرائب مالك

اس کتاب میں امام دارقطنی رحمہ اللہ نے موطا امام مالک سے ان روایات کو جمع کیا ہے جو منفرد اور غرائب ہیں اور ان روایات پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے بحث کی ہے

۹:فضائل الصحابة

فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم پر ایک عجیب وغریب انداز میں لکھی ہوئی کتاب ہے۔ اس انداز میں امام دارقطنی کو سبقت حاصل ہے۔ اس کتاب میں امام دارقطنی کے منہج کی ضروری تفصیل درج ذیل ہے۔

امام دارقطنی نے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد سے ثابت کی ہے۔ یہ کتاب ان گم راہ لوگوں پر زبردست رد ہے جو فضیلت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہیں لیکن صدیق اکبر کے نہیں۔

امام دارقطنی سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ۲۱۰ احادیث وآثار لائے ہیں۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں اور ان کے اہل وعیال

سے مروی، ۱۶۰ احادیث وآثار لائے ہیں بس یہ کتاب اسی پر مکمل ہو جاتی ہے۔

۱۰:النزول

اس کتاب میں امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس مسئلے کو (۷۸) احادیث سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالی آسمانِ دنیا کی طرف رات کے آخری تہائی حصے میں اترتے ہیں۔ سبحان اللہ، محدثین کی زندگیاں دینِ اسلام کی خدمت کے لئے وقف تھیں کہ انھوں نے کس قدر محنت سے ہر ہر مسئلے پر کتب تصنیف کیں۔ یہاں تک کہ صرف اللہ تعالی کی صفات پر کئی ایک کتب تالیف فرمائیں۔ فجزاھم اللّٰہ خیرا

اس کتاب میں مسانید کے انداز سے احادیث جمع کی گئی ہیں۔ سب سے پہلے وہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی احادیث لائے ہیں پھر سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی پھر دیگر صحابہ کرام کی۔

امام دارقطنی کی کتبِ جرح وتعدیل کا منہج

سؤالات ابی بکر البرقانی للامام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل

۸۴۳ رواۃ پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے سؤال وجواب ہیں۔ حروف تہجی کے اعتبار سے یہ کتاب مرتب ہے۔ اس کتاب میں اکثر امام دارقطنی کے شیوخ یا شیوخ کے شیوخ کا تذکرہ ہے۔

سؤالات ابی عبدالرحمن السلمی للامام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل وعلل الحدیث

۵۱۸ رواۃ پر بحث ہے۔ حروف تہجی کے اعتبار سے یہ کتاب مرتب ہے۔

سؤالات ابی عبداللّٰہ الحاکم النیشا بوری للامام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل وعلل الحدیث

۵۳۵ رواۃ پر بحث ہے ہے۔ حروف تہجی کے لحاظ سے رواۃ مرتب ہیں۔

امام حاکم نے اہل عراق کے رواۃ جن کا انہیں علم نہیں تھا، ان کے نام لکھے اور امام دارقطنی پر پیش کر دیئے۔ انہوں نے ان تمام پر حکم لگا دیا۔

سؤالات حمزة بن یوسف السَهمی للامام ابی الحسن الدارقطنی فی الجرح والتعدیل وعلل الحدیث

امام حمزہ السہمی نے سوالات صرف امام دارقطنی سے نہیں کیے بلکہ اس دور کے اور بھی محدثین پر کیے تھے مثلا ابو بکر الاسماعیلی ،ابن غلام الزہری ،ابو زرعہ الکشی ،ابومسعود الدمشقی وغیرہ ۔اس لحاظ سے یہ کتاب دیگر کتبِ سوالات سے منفرد ہے ۔نیز اس کتاب میں کئی ایک متقدمین ائمہ جرح وتعدیل کے اقوال بھی موجود ہیں ۔کل رواۃ ۴۶۰ ہیں ۔

سؤالات ابی عبداللّٰه بن بکیر البغدادی للام الدارقطنی فی الجرح والتعدیل وعلل الحدیث

امام ابن بکیر بغدادی نے امام دارقطنی سے صرف ان رواۃ کے بارے میں سوالات کیے جو صحیح بخاری ،صحیح مسلم اور الضعفاء للنسائی کے راوی تھے ۔کل تعداد ۵۶ ہے ۔شروع میں ۳۱ رواۃ حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب ہیں پھر ”الباب الثانی ذکر ماورد فی اثبت اصحاب الشیوخ الذین دار علیهم الاسناد “ قائم ہے ۔اس میں ۳۷ سے لے کر ۵۶ تک رواۃ ہیں ۔

کتاب کی ترتیب مشہور محدثین کے شاگردوں پر الگ الگ فصول کی شکل میں ہے ،مثلا اصحاب ابن جریج وغیرہ

موسوعة اقوال الدار قطنی

اس کتاب کو السید ابوالمعاطی النوری نے جمع کیا ہے ۔اس کتاب میں امام دارقطنی کی تمام کتب اور دیگر کتبِ جرح وتعدیل سے امام دارقطنی کے اقوال جمع کیے ہیں ۔

یہ کتاب مختلف ابواب پر مشتمل ہے جس کی تفصیل یہ ہے ۔

الباب الاول :اسماء الرجال

الباب الثانی :کنی الرجال

الباب الثالث :الابناء

الباب الرابع:الانساب

الباب الخامس :الالقاب

الباب السادس:المبهمات من الرجال

الباب السابع :اسماء النساء

الباب الثامن :الکنی من النساء

الباب التاسع:فی مصطلح الحدیث

الباب العاشر:فی مصطلح الحدیث

الباب الحادی عشر:فی العقیدہ

الباب الثانی عشر:فی العلل

الباب الثالث عشر:فی الانساب

امام دارقطنی کی دیگر کتبِ جرح وتعدیل

اسماء التابعین

تعلیق واستدراکات الدارقطنی علی کتاب المجروحین لابن حبان

الذیل علی التاریخ الکبیر

کتاب الرواۃ عن مالك

کتاب الضعفاء والمتروکین

کتاب العلل الواردۃ فی الاحادیث النبویة

امام ابن حبان رحمہ اللہ کی کتبِ رجال کا منہج

مکمل نام:......ابوحاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد بن شہید البستی الخراسانی رحمہ اللہ

نسبتیں:......التمیمی ،الدارمی ،البستی

پیدائش اوروفات:......آپ ۲۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور سجستان میں شوال ۳۵۴ھ کو

وفات پائی۔

مقام ومرتبہ: ...... امام حاکم نے کہا: كان من أوعية العلم ---ومن عقلاء الرجال.❶

امام ذہبی نے کہا: الامام العلامة الحافظ المجود شيخ خراسان۔❷

امام خطیب بغدادی نے کہا: كان ابن حبان ثقة نبيلا فهِما ❸

امام ابن حجر نے کہا: كان من ائمة زمانه ❹

امام ابن الاثیر نے کہا: امام عصره ❺

فن رجال پر کتب:

التاريخ الكبير

تاريخ الثقات

كتاب المجروحين

علل اوهام المؤرخين

علل مناقب الزهرى عشرون جزء ا

علل حديث مالك عشرة اجزاء

علل ما اسند ابو حنيفة عشرة اجزاء

ماخالف فيه سفيان شعبة ثلاثة اجزاء

ما خالف فيه شعبة سفيان جزء ان الكنى

کل کتب ۲۶ تصنیف کیں، لیکن اکثر کتب ضائع ہوگئیں۔ ہمارے پیش نظر ان کی دو کتب ہیں جن کا منہج پیش خدمت ہے۔ یہ دونوں کتب انہوں نے اپنی کتاب التاریخ الکبیر

❶ لسان الميزان :٥/ ١١٤.
❷ سير اعلام النبلاء :١٦/ ٩٢.
❸ طبقات الحفاظ ص:٣٧٦.
❹ لسان الميزان :٥/ ١١٢.
❺ اللباب فى تهذيب الانساب :١/ ١٥١.

سے اخذ کیں۔

الثقات لابن حبان کا منہج:

امام ابن حبان جلیل القدر امام تھے، ان کی خدماتِ حدیث بہت زیادہ ہیں۔ایک طرف انھوں نے حدیث کی ایک بہت قیمتی کتاب جو ''صحیح ابن حبان'' کے نام سے مشہور ہے، لکھی تو دوسری طرف فنِ رجال پر دو معتبر کتب ''الثقات'' اور ''المجروحین'' بھی لکھیں۔بعض متاخرین نے انہیں مطلقا متساہل قرار دیا ہے جو بالکل غلط ہے۔تاہم امام ابن حبان مجہولین کو ثقہ کہنے میں متساہل ہیں۔اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔

ل ہے کہ راوی سے روایت لینے والا ثقہ ہو اور کسی نے اس پر جرح نہ کی ہو، اس کی روایت منکر نہ ہو، تو وہ راوی ثقہ ہوتا ہے۔اس موقف پر تبصرہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ یہ عجیب مذہب ہے جمہور اس کے خلاف ہیں۔یہی ابن حبان کا اسلوب ان کی کتاب الثقات میں ہے، چنانچہ اس میں انھوں نے بہت سے راویوں کا ذکر کیا ہے، جنھیں امام ابوحاتم وغیرہ نے مجہول کہا ہے۔ [1]

امام ابن حبان نے الثقات کے مقدمہ میں یہ اصول بیان کیا ہے کہ جس راوی سے کوئی ثقہ راوی روایت کرنے والا ہو اور اس پر کوئی جرح نہ ہو اور اس کی روایت منکر بھی نہ ہو تو وہ راوی ثقہ ہے۔

علامہ ابن عبدالھادی نے اس اصول پر تفصیل سے رد کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ امام ابن حبان ایسے رواۃ بھی الثقات میں لے آئے ہیں جن سے خود بھی واقف نہیں۔مثلاً سھل یروی عن شداد بن الھاد کے بارے میں امام ابن حبان لکھتے ہیں کہ ولست اعرفه، ولا ادری من ابوه؟ اس طرح کی کافی مثالیں ابن عبدالھادی نے اپنی کتاب الصارم المنکی (۳۷۶-۳۷۴) میں بیان کی ہیں۔ [2]

---

[1] لسان المیزان: ۱/۱۴۔ نیز دیکھیے: اعلاء السنن فی المیزان (ص: ۲۹۵-۲۹۹)

[2] نیز دیکھیں: لسان المیزان (۱/۹۳-۹۴)

حافظ ابن حجر نے کہا: اگر مجہول الحال راوی جرح و تعدیل سے خالی ہو اور اس کا شیخ اور شاگرد دونوں ہی ثقہ ہوں اور اس نے کوئی منکر خبر بیان نہ کی ہو تو وہ ابن حبان کے نزدیک ثقہ ہے۔اس قسم کے رواۃ کی تعداد الثقات لابن حبان میں کافی ہے۔ [1]

حافظ ذہبی موقظہ (ص:۷۸) میں لکھتے ہیں: متاخرین میں کئی جماعتوں کے ہاں ثقہ کا اطلاق مجہول الحال راوی پر مشہور ہے۔اسے مستور بھی کہتے ہیں اور "محله الصدق" اور "شیخ" کے لفظ سے بھی ذکر کرتے ہیں۔ان اقوال پر تبصرہ کرتے ہوئے فاضل بھائی ابوالمحبوب انور شاہ الراشدی حفظہ اللہ لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ یہ اس صورت میں ہے کہ اگر اس نے کوئی منکر حدیث بیان نہ کی ہو، یہی بات خود حافظ ذہبی نے بھی دوسری جگہ کہی ہے، یعنی "عدم نکارت" کی شرط لگائی ہے۔آپ میزان لاعتدال میں مالک بن الخیر کے ترجمے میں فرماتے ہیں: والجمهور على ان من كان من المشائخ قد روى عنه جماعة ،ولم يأت منكر بما ينكر عليه ان حديثه صحيح ۔

علامہ معلمی یمانی رحمہ اللہ نے الثقات کے راویوں کو پانچ درجوں میں تقسیم کیا ہے [2]

تنبیہ:...... امام ابن حبان سے بعض رواۃ میں تساہل ہوا ہے کہ انہیں الثقات میں بھی ذکر کیا ہے اور انھیں المجروحین میں بھی لے آئے ہیں، حالانکہ الثقات میں صرف ثقہ راوی بیان کیے ہیں اور المجروحین میں ضعیف۔بندہ ناچیز نے توفیقِ الٰہی سے مرکز التربیۃ الاسلامیہ فیصل آباد میں دورانِ زمانہ طالب علمی شیخنا المحدث ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ کے ایماء پر " البرهان في تناقضان ابن حبان" کے نام سے ایک مقالہ لکھا تھا جس میں ایک سو ایسے راوی جمع کیے تھے جو امام ابن حبان رحمہ اللہ الثقات میں بھی لے آئے ہیں اور المجروحین میں بھی۔

ہمارے فاضل دوست راشدی خاندان کے چشم و چراغ سید انور شاہ راشدی حفظہ اللہ نے اپنی زیر ترتیب کتاب "علم حدیث کو کھلواڑ اور بازیچہ اطفال بنانے کی مذموم کاوش" میں امام ابن

---

1. فتح المغیث:۱/۳۷.
2. التنکیل:۱/۴۳۵-۴۳۴۔ (علم حدیث کو کھلواڑ اور بازیچہ اطفال بنانے کی مذموم کوشش۔۔۔قسط:۱۹)

حبان کے تساہل پر سیر حاصل بحث کی ہے ف۔ تفصیل کا طالب اس کی طرف رجوع کرے۔ جزاہ اللہ خیرا۔

امام ابن حبان الثقات میں ایک راوی کے بارے میں وضاحت کرتے ہیں : ان یمحی اسمه من کتاب المجروحین ۔[1] نیز دیگر مثالیں دیکھنے کے لیے رجوع کریں۔[2]

الثقات کی پہلی اور دوسری جلد سیرۃ النبی ﷺ پر مشتمل ہے، دوسری جلد کے آخر میں خلفائے راشدین کی سیرت بیان ہوئی ہے۔

تیسری جلد میں ان صحابہ کا تذکرہ ہے جنھوں نے نبی کریم ﷺ سے بیان کیا ہے۔

چوتھی اور پانچویں جلد میں تابعین کا تذکرہ ہے۔ ہر حرف میں پہلے مردوں کا تذکرہ پھر اسی حرف کے تحت خواتین کا تذکرہ ہے۔

چھٹی اور ساتویں جلد میں تبع تابعین کا تذکرہ ہے جنھوں نے تابعین سے روایات بیان کیں ۔آٹھویں اورنویں جلد میں ان رواۃ کا تذکرہ ہے جنھوں نے تبع تابعین سے روایات بیان کی ہیں۔

کیاامام ابنِ حبان جرح میں متشدداور توثیق میں متساہل ہیں؟

یہ بات علامہ عبدالحی ءلکھنوی حنفی رحمہ اللہ نے لکھی ہے کہ امام ابن حبان جرح میں متشدد اور توثیق میں متساہل ہیں۔[3] امام ذہبی نے ایک جگہ کہا: فأما ابن حبان فأسرف واجترأ۔[4] ایک جگہ لکھتے ہیں: وأما ابن حبان فانه خساف قصاب۔[5]

اسی طرح حافظ ابن حجر نے بھی بعض مقامات پر امام ابن حبان کی سختی کا ذکر کیا ہے۔

---

1. الثقات:٦/٤٠٤.
2. الثقات :٨/٧، ٨/٣٤٥، ٩/٤٥، ١٨٧/٣٦٤.
3. الرفع والتکمیل ص:٢٦٤.
4. میزان:٣/٣٥٠.
5. میزان :٥/٥٩.

فرماتے ہیں:أفرط ابن حبان فقال:یضع ۔ [1]

ایک غلطی پر تنبیہ کرتے ہوئے حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: قال ابن حبان قال البخاری :ترکناہ۔ فاخطأ ابن حبان وانما قال البخاری :ترکناہ حیا سنۃ اثنتی عشرۃ ، مات سنۃ ثلاث عشرۃ۔ [2]

امام ابن حبان مطلقا توثیق میں مطلق متساہل نہیں تھے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

امام صاحب نے اپنی اس کتاب کو تین قسموں میں تقسیم کیا ہے:

۱: وہ رواۃ جو جرح وتعدیل دونوں سے خالی ہیں۔

۲: مختلف فیہ راوی، یعنی جس پر جرح وتعدیل دونوں وارد ھوں۔

۳: جس کے معاملے میں امام صاحب متردد ہوں۔ [3]

علامہ سخاوی فرماتے ہیں: یعنی ہمارے شیخ حافظ ابن حجر نے اس ناحیہ (حسن کو بھی صحیح میں شامل کردینے) کے سوا امام ابن حبان کی طرف تساہل کی نسبت کی نفی کی ہے۔فرماتے ہیں: اگر ابن حبان پر تساہل کا اعتراض اس حیثیت سے ھو کہ انھوں نے اپنی صحیح میں حسن حدیث کو بھی درج کردیا ھے تو یہ کوئی قابل اعتراض بات نہیں، بس وہ حسن کو بھی صحیح کا نام دیتے ہیں۔اور اگر یہ تساہل کا الزام شروط میں خفت کی حیثیت سے ھو کہ وہ اپنی صحیح میں وہ (حدیث) لاتے ہیں جس کے رواۃ ثقہ، غیر مدلس ہوں، سب نے ایک دوسرے سے سماع کیا ہو، نہ ارسال ہو اور نہ انقطاع ہی ہو۔ اگر مجہول الحال راوی جرح وتعدیل سے خالی ہو اور اس کا شیخ اور شاگرد دونوں ہی ثقہ ھوں، اور کوئی منکر خبر بیان نہ کی ہو تو وہ ان (ابن حبان) کے نزدیک ثقہ راوی ہے۔اس قسم کے رواۃ ان کی ''کتاب الثقات'' میں کافی تعداد میں ہیں ۔بعض اوقات ابن حبان پر ایسے رواۃ کو اپنی کتاب میں داخل کرنے کی وجہ سے وہ لوگ اعتراض کرتے ہیں جو ان کی اصطلاح سے ناواقف ہیں.جبکہ اس پر اعتراض وارد ہی نہیں ھوتا کہ ان

---

[1] تقریب :۳۰۹۵.
[2] تقریب:٦٨٨.
[3] الثقات : 1/ 11 ۔ 12.

سے مخاصمہ کیا جائے۔ [1]

شیخ معلمی یمانی نے (التنکیل : 1/ 435(436)) امام ابن حبان کی توثیق کو پانچ اقسام میں تقسیم کیا ہے، ان کے ہاں پہلی چار قسمیں اپنے اپنے درجات کے اعتبار سے قبولیت کے درجے پر ہیں اور آخری قسم میں خلل کا اندیشہ ذکر کیا ہے۔

شیخ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وإن مما يجب التنبيه عليه أيضاً ؛ أنه ينبغي أن يضم إلى ما ذكره المعلمي أمر آخر هام ، عرفته بالممارسة لهذا العلم ، قلَّ من نبه عليه ، وغفل عنه جماهير الطلاب، وهو أن من وثقه ابن حبان وقد روى عنه جمع من الثقات، ولم يأت بما ينكر عليه ؛ فهو صدوق يحتج به“

یعنی جس کی ابن حبان نے توثیق کی ہو، پھر ثقات کی ایک جماعت اس سے روایت کرتی ہو اور اس نے کوئی منکر روایت بیان نہ کی ہو تو وہ صدوق ہے، اس سے حجت پکڑی جائے گی۔ [2]

اگر قارئین پوری ”المجروحین“ کو دیکھیں تو اندازہ ہوگا کہ امام صاحب رواۃ کی احادیث کا سبر وتتبع کیا کرتے تھے. لیکن بات یہ ھے کہ حقائق یہ بتاتے ھیں کہ امام صاحب سے بہر حال ”کتاب الثقات“ میں بتقاضائے بشریت رواۃ کے حوالے سے تساھل ہوگیا ہے اور اس میں انھوں نے ایسے رواۃ کو بھی ذکر کر دیا ہے جنکی مناکیر واضح ہیں۔ اگر ”کتاب الثقات“ میں مذکور رواۃ کی مناکیر دیکھنا چاہتے ہیں تو ”التاریخ الکبیر“ للامام البخاری ”میزان الاعتدال“ للذھبی ، ”لسان المیزان“ لابن حجر، ”سلسلہ صحیحہ“ سلسلہ ضعیفہ اور ”الارواء“ للعلامہ البانی رحمہ اللہ کو ملاحظہ کیا جائے جن سے معلوم ہو جائے گا کہ ان روایات میں بظاہر کوئی بھی علت معلوم نہیں ہوتی ما سوائے ”کتاب الثقات“ میں مذکور رواۃ کے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ بہر حال ”کتاب الثقات“ میں مذکور تمام رواۃ ثقہ نہیں، بلکہ خود امام ابن حبان کے نزدیک بھی وہ ثقہ نہیں۔

---

[1] فتح المغيث: 1/ 37.
[2] تمام المنة : 25.

تساہل کی وجوہات:

شیخ البانی رحمہ اللہ تساہل کی وجوہات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے:

''امام صاحب سے تساھل کا صدور دو وجوہ کی بناء پر ہوا ہے۔''

ایک: انہیں بعض فتنوں نے (کہ آپ نے نبوت وغیرہا کے متعلق جو کہا تھا) گھیر لیا تھا، جس کی وجہ سے آپکو چھوڑ دیا گیا اور شہر سے نکال دیا گیا تھا، جب معاملہ ایسا ہو تو پھر کوئی بھی عالم ٹھیک طرح کام نہیں کرسکتا، خصوصا علمی وفکری کام اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

دوسرا: آپ نے ''الثقات'' کے مقدمے میں صراحت کی ہے کہ وہ (الثقات) ان کی کتاب ''التاریخ الکبیر'' کا اختصار ہے، میں نے دیکھا کہ ''الثقات'' میں دسیوں ایسے رواۃ رہ گئے ہیں جنہیں ''تاریخ'' میں ذکر کیا جانا ''الثقات'' میں ذکر کیے جانے سے زیادہ اولی ہے۔ مثلا وہ رواۃ جنہیں وہ جانتے نہیں، انکے علاوہ اور بھی بہت زیادہ رواۃ ہیں۔ ذیل میں اس کی دو مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

(۱) عیسیٰ بن زاذان:...... اس سے کوئی بھی مسند (حدیث) مروی نہیں، بلکہ اس سے رقائق اور عبادات کے متعلق خطابات مروی ھیں.

(۲) عیسیٰ بن جابان:...... اس سے نہ اخبار مروی ہیں اور نہ آثار ہی. بلکہ اس سے عبادت میں رقائق ہی مروی ہیں۔

اس طرح کی اور بھی کئی امثلہ ہیں. مثال کے طور پر اویس قرنی ہیں، جسے انہوں (ابن حبان) نے زہد اور عبادت گذاری سے متصف کیا ہے، اور اس سے کوئی روایت ذکر نہیں کی، بلکہ امام ذہبی نے تو صراحت کردی ہے کہ انھوں نے سرے سے کچھ روایت ہی نہیں کیا۔

انہیں کتاب الثقات میں ذکر کرنے سے ''تاریخ'' میں ذکر کرنا زیادہ قرین قیاس ہے ان کا اس (الثقات) میں باقی رہنا قوی دلیل ھے کہ آپکو کتاب کی مراجعت اور اوھام کا صفایا کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔

یہی وہ اسباب ھیں جن کی وجہ سے ''الثقات'' میں اس قسم کی اخطاء واوھام باقی رہ گئے

ہیں.خلاصہ یہ کہ انہوں (ابن حبان) نے اس (الثقات) کا مسودہ ہی چھوڑا تھا اور اسکی تنقیح اور تہذیب کا موقع ہی نہیں مل سکا۔ [1]

علامہ البانی نے تساہل کے صدور میں ان باتوں کو سبب بنایا ہے کہ امام صاحب کی طرف یہ منسوب ہے کہ وہ نبوت کے بارے میں کہتے تھے:"النبوۃ : العلم والعمل" اب یہ الزام درست ہے یا غلط، فی الحال اسے زیر بحث لانے کا یہ موقع نہیں، بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ علامہ البانی کی رائے کے مطابق ایک تو انہیں اس مقولے کی وجہ سے فتنوں نے گھیر لیا تھا کہ انہیں پوری طرح سے یکسوئی حاصل نہ ہوسکی، دوسرا یہ کہ چونکہ "الثقات" ان کی "التاریخ" کا اختصار ہے، لہٰذا اسکی وہ تہذیب و تنقیح نہ کر سکے، اس لیے یہ اوھام "الثقات" میں رہ گئے. بہر حال یہ بعض امکانی باتیں ہیں جن سے کتاب الثقات میں اوہام کی طرف اشارہ کرنا مقصود تھا۔

حافظ ابن حجر امام ابن حبان کی علل پر بہت اعتماد کرتے ہیں:

ابن حجر فرماتے ہیں:ذکرا بن حبان انه مات کالذی قبله۔(تقریب:۱۷۰)

ایک جگہ لکھتے ہیں:قال ابن حبان :لم یسمع من صحابی(تقریب:۲۳۳)

ایک جگہ لکھتے ہیں:قال ابن حبان :مات ایام عثمان(تقریب:۵۷۵)

ایک جگہ لکھتے ہیں:ذکره ابن حبان فی ثقات التابعین(تقریب:۵۹۰)

ایک جگہ لکھتے ہیں:قال ابن حبان :وهم من ضبطه(تقریب:۱۵۳۰)

ایک جگہ لکھتے ہیں:قال ابن حبان :مات وله مائة سنة وسنة(تقریب:۱۶۳۲)

حافظ ابن حجر کا امام ابن حبان سے اتفاق:

یونس بن یوسف(الثقات:٦٤٨/٧) قال ابن حجر:ثقة (تقریب:۸۹۳۷)

یونس بن یزید(الثقات:٦٤٨/٧) قال ابن حجر :ثقة (التقریب:۸۹۳۵)

یونس بن محمد المؤدب(الثقات:۲۸۹/۹) قال ابن حجر: ثقة (۸۹۲۸)

[1] صحیح موارد الظمآن : 1 / 51 ۔ 25،.

حافظ ابن حجر کا ابن حبان سے جزوی اختلاف :

یونس بن حارث (الثقات:۹/۲۸۸)قال ابن حجر :ضعیف (التقریب :۸۹۱۳)

یوسف بن میمون القرشی (الثقات:۷/۶۳۷) قال ابن حجر: ضعیف (التقریب: ۸۸۹۹)

یوسف بن مسعود بن الحکم الزرقی الانصاری (الثقات:۵/۵۵۱) قال ابن حجر: مقبول (التقریب:۸۸۹٤) یحیی بن راشد المازنی (الثقات :۷/۶۰۱) قال ابن حجر:ضعیف (التقریب :۸٤۹۹)

کتاب المجروحین:

امام ابن حبان نے اس میں صرف اپنے نزدیک ضعیف رواۃ پر بحث کی ہے۔ پہلے مفصل مقدمہ لکھا ہے اور بعض تناقضات کا شکار بھی ہوئے ہیں۔ہم نے انہیں تناقضات کو اپنی کتاب " البرھان فی تناقضات ابن حبان " میں جمع کیا ہے۔

تاریخ بغداد کا منہج

اس میں امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے بغداد کے محدثین،حفاظ،قراء،خلفاء،رؤساء کا تذکرہ کیا ہے۔نیز اس میں ان لوگوں کا بھی تذکرہ ہے جنھوں نے بغداد میں زندگی گزاری یا بغداد کی زیارت کی،اس کی بنیاد رکھنے سے لے کر امام بغدادی کے زمانے تک۔

بغداد کو یہ شرف حاصل ہے کہ اس میں تیسری صدی ہجری میں امام احمد بن حنبل اور امام یحیی بن معین تھے۔چوتھی صدی ہجری میں امام دارقطنی اور پانچویں صدی ہجری میں امام ابوبکر برقانی،امام ابوالقاسم ازھری اور امام خطیب بغدادی تھے ان محدثین کی وجہ سے پوری دنیا سے طلبائے علوم نبوت علمِ وحی کے حصول کی خاطر بغداد میں تشریف لائے۔

امام بغدادی کی مشہور اساتذہ جن سے تاریخ بغداد میں بہت زیادہ روایت کیا:

ابوالقاسم عبید بن احمد الازھری (۱۳۴۵ نصوص)

ابومحمد الحسن بن محمد الخلال البغدادی (۵۸۴ نصوص)

ابوالحسن احمد بن علی ابن الحسین المحتسب المعروف بابن التوزی (۲۵۱ نصوص)
ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد العتیقی (۱۰۵۳ نصوص)
ابوالقاسم علی بن المحسن التنوخی (۸۷۲ نصوص)
ابوعلی الحسن بن احمد بن ابراهیم بن شاذان البزاز (۶۶۲ نصوص)
ابوعبداللہ الحسین بن علی بن الصمیری القاضی (۷۴۴ نصوص)
علی بن محمد السمسار (۵۵۰ نصوص)
ابوالفرج الحسین بن علی الطناجیری (۲۲۸ نصوص)
ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران البغدادی المعدل (۳۰۷ نصوص)
ابومحمد الحسن بن علی الجوہری (۴۲۱ نصوص)
ابوطاہر حمزہ بن محمد بن طاہر الدقاق (۱۹۷ نصوص)
عبداللہ بن یحییٰ السکری (۲۲۰ نصوص)
ابوالعلاء محمد بن علی الواسطی (۵۷۳ نصوص)
ابوعمر عبدالواحد بن محمد بن عبداللہ بن مھدی البزاز (۵۴۵ نصوص)
ابوالحسن محمد بن عبدالواحد بن علی البزاز (۹۵ نصوص)
عبداللہ بن عمر بن احمد بن شاہین (۲۸۷ نصوص)

اسی طرح امام بغدادی کا بہت سا مواد بغداد سے ہی لکھی ہوئی کتب کی صورت میں ملا اور بغداد کی کئی ایک بستیوں میں سفر بھی کیے اور وہاں سے بہت سارا مواد ملا۔

امام خطیب نے ۸۷ کتب لکھیں۔آپ ۷ ذوالحجہ ۴۶۳ ھجری کو فوت ہوئے۔فوت ہونے سے پہلے اپنی تمام کتب مسلمانوں کے لیے وقف کر دیں اور ابوالفضل بن خیرون کے سپرد کر دیں تا کہ وہ لوگوں کو پڑھنے اور نقل کرنے کے لیے عاریۃ دیتے رہیں۔

تاریخ بغداد میں کل تراجم ۷۸۳۱ ہیں۔

اس کتاب پر کئی ایک ذیل بھی لکھے گئے مثلا ذیل تاریخ بغداد لابی سعد عبدالکریم بن

السمعانی (م:٥٦٢ھ)اور ذیل تاریخ بغداد لابی عبداللہ محمد بن سعید ابن الدبیثی (م:٦٣٧ھ)
امام ابن النجار نے بھی ایک ذیل لکھا۔تاریخ بغداد کے اس ذیل کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے کیونکہ ابن نجار نے اپنے اس ذیل میں مذکورہ دو ذیلوں کو بھی جمع کر دیا ہے جس کا نام انھوں نے: ''التاریخ المجدد لمدینة السلام واخبار فضائلها الاعلام ومن وردها من الاعلام'' رکھا۔ابن النجار نے اپنے ذیل تاریخ بغداد میں ١٣٥٧ رواۃ کا ذکر کیا ہے۔

ذیل سے مراد:...... کتاب پر استدراک کہ جو راوی مصنف کی شرط کے مطابق ہیں اور ان کا ذکر صاحبِ کتاب نہیں کر سکے، ان کو الگ جمع کرنے کو ذیل کہا جاتا ہے۔

سؤالات الآجری

امام ابوداود سجستانی رحمہ اللہ سے ابوعبید الآجری رحمہ اللہ نے مختلف سوالات کیے تھے یہ کتب ان سوالات کے جوابات پر مشتمل ہے۔

یہ کتاب معروف متداول اور ثابت شدہ ہے۔امام ذہبی نے اس کتاب کے مؤلف ابوعبد الاجری پر جرح کی نفی کی ہے۔[1]

اور انھیں حافظ کے لقب سے یاد کیا ہے۔[2]

علامہ مزی[3] اور حافظ ابن حجر نے بھی انھیں حافظ کہا ہے۔[4] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حافظ ذہبی کے نزدیک ثقہ ہیں اور یاد رہے کہ حافظ ذہبی نے حافظ کا درجہ ثقہ سے بھی بڑھ کر بتلایا ہے۔[5]

امام ابو بشر الدولابی رحمہ اللہ

آپ ٢٢٤ھ کو پیدا ہوئے اور ٣١٠ھ کو وفات پائی۔آپ کے مشہور شاگردوں میں

[1] سیر اعلام النبلاء: ١١/٣٧٧.
[2] ایضا: ٩/٤٦.
[3] تهذیب الکمال: ١١/٣٦١.
[4] تهذیب التهذیب: ٤/١٧٠.
[5] الموقظة للذهبی ص: ٥٥.

سے امام ابن حبان، امام طبرانی اور امام ابن عدی ہیں۔

حافظ دولابی کا شمار ائمہ جرح وتعدیل میں ہوتا ہے، آپ نے جرح وتعدیل پر درج ذیل کتب لکھیں:

الکنی والاسماء للدولابی:

یہ ضخیم چھ جلدوں میں مطبوع ہے۔اس میں وہ راوی جمع کیے گئے ہیں۔ جو کنیت سے مشہور تھے۔بعض کے شاگرد اور اساتذہ کا تذکرہ بھی کیا ہے اور بعض جگہ پر جرح وتعدیل کا حکم بھی لگایا ہے۔مثلا ابو یحیی نام کے کئی ایک راوی ہیں، اس کنیت کے تحت مکمل نام کے ساتھ بیان کردیتے ہیں اور بعض رواۃ پر اپنی رائے جرح وتعدیل کے لحاظ سے نقل کردیتے ہیں، مثلا: ابو یحیی روح بن عبدالواحد منکر الحدیث، وابو یحیی زکریا بن منظور القرظی لیس بقوی۔[1] یہ کتاب عام متداول ہے۔

سیر اعلام النبلاء للذہبی کا منہج

حافظ ذہبی نے یہ کتاب، تاریخ اسلام لکھنے کے بعد لکھی۔انہوں نے مختصرا الگ کئی ایک محدثین پر کتب لکھیں تھی، پھر ان سب کو سیر اعلام النبلاء میں اکٹھا کردیا۔سیر ۷۳۲ھ کو لکھنی شروع کی اور ۷۳۹ھ میں لکھ کر فارغ ہوئے۔سب سے پہلے سیرت رسول ﷺ اور سیرت خلفائے راشدین کو لکھا ہے پھر کئی ایک صحابہ کرام کا تذکرہ کیا ہے۔سیر میں چالیس طبقات بنائے گئے۔دکتور بشار عواد حفظہ اللہ نے ''الذہبی وکتابہ سیر اعلام النبلاء'' کے نام سے سیر اور حافظ ذہبی کی دیگر کتب کے منہج پر کافی بحث کی ہے۔راوی کا مکمل نام، شیوخ اور تلامذہ کا تذکرہ، جرح وتعدیل کے اقوال، مشہور واقعات، اس سے مروی چند روایات کا تذکرہ کرتے ہیں۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی کتب رجال کا منہج

مکمل نام:...... ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (م ۸۵۲ھ) جو

[1] الکنی والاسماء للدولابی: ٣٠٩/٦.

امیر المومنین فی الحدیث تھے۔ساری زندگی حدیث اور علوم حدیث کی خدمت میں گزار دی۔ ان کے بعد ان جیسا کوئی نہیں آیا۔محدث عبدالمحسن العباد حفظہ اللہ نے کیا خوب کہا کہ علماء دو شخصوں سے کبھی بے پروا نہیں ہو سکتے۔ایک حافظ ابن حجر اور دوسرے شیخ البانی رحمہا اللہ۔شیخ ابو اسحاق الحوینی نے ابن حجر کو ان القاب سے یاد کیا ہے:هو الامام الحافظ النقاد ،الثبت --- قاضی القضاة ،شیخ الاسلام ،حافظ المشرق والمغرب فی وقته، امیر المؤمنین فی الحدیث باتفاق اهل الانصاف من العالمین۔[1]

"ابن حجر و دراسة مصنفاته" میں دکتور شاکر محمود عبدالمنعم نے ابن حجر کی ۲۸۱ کتب کا ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر کی فنِ رجال پر کتب

۱: الاصابه فی تمییز الصحابه
۲: إنباء الغُمَر بأبناء العُمر
۳: تبصیر المنتبه بتحریر المشتبه
۴: تعجیل المنفعة بزوائد رجال الائمه الاربعة
۵: تقریب التهذیب
۶: تهذیب التهذیب
۷: توالی التاسیس بمعالی ابن ادریس
۸: الدرر الکامنه فی اعیان المائة الثامنة
۹: رفع الاصر عن قضاة مصر
۱۰: لسان المیزان
۱۱: المجمع المؤسس للمعجم المفهرس
۱۲: نزهة الالباب فی الالقاب

[1] نثل النبال: ٤/٤٦.

۱۳: تعریف اهل التقدیس بمراتب الموصوفین بالتدلیس

۱۴: الاعلام بمن ذکر فی البخاری من الاعلام

۱۵: الاعلام بمن ولی مصر فی الاسلام

۱۶: الالقاب

۱۷: تحفة اهل التحدیث عن شیوخ الحدیث

۱۸: التعریج علی التدریج

۱۹: ترجمة النووی

۲۰: التعریف الاوحد باوهام من جمع رجال المسند

۲۱: تعریف الفئة بمن عاش مئة

۲۲: تقریب التقریب

۲۳: تقویم السناد بمدرج الاسناد

۲۴: تهذیب المدرج

۲۵: توضیح المشتبه للازدی فی الانساب

۲۶: ذیل الدرر الکامنة

۲۷: طبقات الحفاظ

۲۸: فوائد الاحتفال فی بیان احوال الرجال، لرجال البخاری

۲۹: الفوائد الجمة فیمن یجدد الدین لهذه الامة

۳۰: مختصر البدایة والنهایة لابن کثیر

۳۱: مختصر تهذیب الکمال

۳۲: المسلسل بالاولیة بطرق علیة

۳۳: المشتبه

۳۴: المقصد الاحمد فیمن کنیته ابوالفضل واسمه احمد

۳۵: نزھة الالباب فی الانساب

۳۶: نہایة التقریب و تکمیل التھذیب بالتذھیب

۳۷: منتقی من تاریخ ابن عساکر

۳۷: ہُدی الساری میں رجال کی بحوث:

یہ فتح الباری کا مقدمہ ہے اس میں درج ذیل فصول میں فنِ رجال پر بحوث موجود ہیں، مثلا الفصل السادس، الفصل السابع، الفصل الثامن، الفصل التاسع۔ ان تمام فصول میں رواۃِ حدیث پر ہی بحث کی گئی ہے۔

۳۸: حافظ ابن حجر کی کتبِ تخریج:

جب ہم ابن حجر کی کوئی بھی تخریج کی کتاب اٹھاتے ہیں تو ہمیں جابجا رجال پر بحوث ملتی ہیں مثلا درایة فی تخریج احادیث الھدایه، التلخیص الحبیر، الاستدراك علی الحافظ العراقی فی تخریج احادیث الاحیاء، تخریج احادیث الاذکار للنووی، تخریج احادیث الاربعین للنووی، تخریج احادیث مختصر ابن الحاجب، تعقبات علی الموضوعات، تغلیق التعلیق، التمییز فی تخریج احادیث الوجیز، المطالب العالیة، ھدایة الرواۃ الی تخریج احادیث المصابیح والمشکاۃ۔

لسان المیزان کا منہج:

حافظ ابن حجر نے یہ کتاب میزان الاعتدال کو بنیاد بنا کر تحریر کی ہے اور اس میں اضافے کیے، یہ اضافے دو طرح کے ہیں:

پہلی قسم:...... مستقل اضافے، یہ وہ تراجم ہیں جنہیں ابن حجر نے شامل کیا ہے وہ ذھبی کی کتاب میں نہیں ہیں۔ یہ وہ راوی ہیں جو ضعیف ہیں یا ذہبی کی شرط کے مطابق متقدمین کی کتب میں موجود ہیں۔ ان کو ''ز'' کے ذریعے سے واضح کیا ہے۔

دوسری قسم :...... وہ تراجم جو میزان الاعتدال سے لیے گئے ہیں اور ان میں حافظ ابن حجر نے الفاظ جرح وتعدیل میں اضافہ کیا ہے یا ذہبی کے کلام پر تعقیب یا استدراک کیا ہے۔اور یہ اضافہ ذہبی کے کلام کے بعد ''انتھی ''لکھ کر حافظ ابن حجر اپنا کلام شروع کرتے ہیں۔

یہ دونوں قسم کے اضافے کثیر تعداد میں ہیں جبکہ ابن حجر نے اصل کتاب سے ایک تہائی وہ راوی حذف کردیے ہیں جو کتبِ ستہ کے رجال ہیں،لیکن اس کے باوجود کتاب کا حجم اصل کتاب کے مساوی ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے کتنا اضافہ کیا ہے۔

۱:...... ابن حجر نے وہ تمام راوی حذف کردیئے ہیں جن کی روایات کتبِ ستہ میں پائی جاتی ہیں،اس لیے کہ ان کے تراجم تفصیل کے ساتھ تہذیب الکمال میں آچکے ہیں،ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس کے دو فائدے ہیں پہلا :اختصار و جامعیت،دوسرا:تہذیب الکمال کے راوی کئی قسم کے ہیں ثقہ ائمہ کرام،ثقہ مقبول راوی،سی ء الحفظ راوی لیکن رد نہیں کیے گئے متروک اور مجروح راوی ، اگر مقصد ان راویوں کا جاننا ہے جو متکلم فیہ ہیں تو ان کے تراجم تہذیب الکمال میں مفصل موجود ہیں۔

۲:...... حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کتاب کے آخر میں تمام محذوف راویوں کے نام ذکر کر دیئے ہیں۔ [1]

۳:...... حافظ ابن حجر نے ان راویوں کا اضافہ کیا ہے جنہیں عراقی نے ذہبی پر استدراک کیا ہے اور انہیں ''ذ'' کے ذریعے سے ممیز کیا ہے۔

۴:......تراجم کو حروفِ معجم پر مرتب کیا ہے۔

۵:......کتاب کی ترتیب راویوں کے نام، کنیتیں اور مبہمات پر ہے۔ [2]

۶:...... حافظ ابن حجر نے لسان کے شروع میں میزان کا مقدمہ نقل کیا ہے پھر اپنی طرف سے مقدمہ تحریر کیا ہے۔

---

[1] لسان المیزان :۱/۹۸.

[2] علم جرح وتعدیل از ڈاکٹر سہیل حسن ص:۴۳۹۔۴۴۰۔

۷:...... میزان الاعتدال میں کل رواۃ ۱۱۰۵۳ ہیں اور میزان کے آخری صفحے پر ذھبی نے لکھا ہے کہ یہ کتاب میں نے دو دن کم چار ماہ میں لکھی ہے۔پھر چار سال اس پر اضافے کرتا رہا ہوں۔

تہذیب التہذیب کا منہج:

یہ کتاب تہذیب الکمال کا خلاصہ ہے جس میں کل راوی ۱۲۱۹۱ ہیں اس میں کئی ایک زیادات بھی موجود ہیں۔ذہبی کی تذہیب التہذیب اور مغلطائی کی اکمال تھذیب الکمال سے کئی ایک فوائد جمع کیے۔امام مزی نے جو واقعات اور روایات نقل کی تھیں حافظ ابن حجر نے انھیں حذف کر دیا ہے۔مزی کی شرط پر کئی ایک رواۃ کا اضافہ کیا ہے۔اپنی تعلیق لکھنے سے پہلے " قلت " کہتے ہیں۔

تعجیل المنفعة لمن یرید زوائد رجال الائمة الاربعة کا منہج

یہ کتاب ۱۷۲۷ رواۃ کا مجموعہ ہے ۔ اصل میں یہ کتاب شریف الحسینی کی کتاب **التذکرہ فی رجال العشرة** کی تلخیص ہے جہاں ابن حجر نے اس کتاب کا خلاصہ کیا وہاں حسینی صاحب کی کئی ایک اخطاء پر نقد بھی کیا۔ مثلا:

۱:...... علامہ حسینی تصحیف کی وجہ سے غلطیوں میں واقع ہوئے ،مثلا ابراھیم بن قزعہ کے بارے میں لکھتے ہیں: مجهول عن مثله ۔اس کے رد میں حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : یہ غلطی ہے جو تصحیف سے پیدا ہوئی ہے حالانکہ یہ تو ابراھیم النخعی ہیں جو قزعہ سے روایت کرتے ہیں۔اصل عبارت اس طرح ہے:ابراهيم عن قزعة ۔تصحیف سے علامہ حسینی عن کو بن سمجھ بیٹھے (رقم:۱۷)تصحیف کی وجہ سے کئی ایک غلطیوں میں علامہ حسینی واقع ہوئے مثلا دیکھیے (رقم:۱۰۰،۱۴۳،۳۵۱،۴۵۹،۵۱۴،۷۹۹،۸۹۹،۱۱۵۴)

۲:......تحریف کی وجہ سے حسینی صاحب سے غلطیاں ہوئیں جن پر حافظ ابن حجر نے نقد کیا،مثلا جبیر بن عمرو القرشی کے بارے میں حسینی نے کہا: **لا یدری من ھو** ؟تو اس کے تعاقب میں حافظ ابن حجر نے کہا:**انما ھو حبیب بن عمر** ۔یہاں علامہ حسینی صاحب عمر کو تحریف کی

وجہ سے کو عمرو سمجھ بیٹھے۔(رقم:۱۲۸)

خالد الصفار کے بارے میں حسینی صاحب نے کہا: لا یعرف ۔حافظ ابن حجر نے نقد کیا اور کہا: بل هو معروف لكن تحرف اسمه ،وهو خلاد بن عيسى۔ (رقم:۲۷۰)

علامہ ہیثمی پر تعاقب :...... علامہ ہیثمی نے حسینی کی کتاب پر استدراک کیا تو اس استدراک پر بھی حافظ ابن حجر نے بعض مقامات پر نقد کیا۔تفصیل کے لیے دیکھیے: (رقم: ۱۴، ۳۶۳۳۹، ۵۳۳، ۶۷۲، ۷۷۹)

امام ابوزرعہ العراقی بن ابی الفضل العراقی پر بھی ابن حجر نے بعض مقامات پر تعاقب کیے ہیں، مثلاً: (رقم: ۳۱، ۳۶۲، ۳، ۵۰۶)

تعجیل المنفعہ کا منہج :...... حافظ ابن حجر نے اس کتاب کے شروع میں مفصل مقدمہ لکھا ہے جس میں اپنے منہج پر تفصیلی بات کی ہے جس کا خلاصہ پیش خدمت ہے۔

علامہ ابوعبداللہ محمد بن علی بن حمزۃ الحسینی الدمشقی نے کتاب ''التذكرة برجال العشرة'' لکھی اس میں انھوں نے تہذیب الکمال کے رواۃ کے ساتھ چار کتب کے رواۃ جمع کر دیے موطا، مسند الشافعی، مسند احمد اور مسند ابی حنیفہ للخسرو۔حسینی صاحب نے کاشف کی طرح مختصر یہ کتاب تیار کی۔تہذیب الکمال کا میں نے خلاصہ کیا جس کا نام تہذیب التہذیب رکھا اس میں کئی ایک زیادات بھی کہے پھر اس کا ایک اور خلاصہ تقریب التہذیب کے نام سے لکھا۔

حافظ ابن حجر خود فرماتے ہیں کہ میں نے حسینی کی کتاب سے ان راویوں کو الگ کیا جو تہذیب الکمال للمزی میں نہیں تھے، پھر مجھے حسینی کی مستقل کتاب ملی جس کا نام الاكمال بمن في مسند احمد من الرجال ممن ليس في تهذيب الكمال ہے۔ میں نے اس کتاب سے فوائد اکٹھے کیے، پھر مجھے اپنے شیخ نورالدین الہیثمی کے ایک جز پر اطلاع ہوئی جو انھوں نے حسینی پر استدراک کیا کہ حسینی مسند احمد کے جن راویوں کو چھوڑ گئے ان کو جمع کیا پھر مجھے ابوزرعہ الدمشقی کی کتاب ملی جو ذیل الکاشف کے نام سے تھی ،اس کتاب

میں ان راویوں کو جمع کیا گیا جن کو ذھبی الکاشف میں نہ لائے حالانکہ وہ تہذیب الکمال میں تھے۔ میں نے ان علماء میں سے کسی کی بھی غلطی پر اطلاع پائی تو اس کا تعاقب بھی کیا۔ [1]

شیخ ابوالاشبال احمد شاغف رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ میں محقق ہیں انھوں نے "زبدۃ تعجیل المنفعۃ" کے نام سے خلاصہ لکھا ہے اور کئی ایک رواۃ کا اضافہ کیا ہے۔ اپنے زبدہ کے مقدمہ (ص:۱۰) میں لکھتے ہیں کہ میں نے تلخیص کے وقت الاکمال اور شرح المسند لاحمد شاکر سے بعض زیادات بھی کیے ہیں۔ ہر وہ ترجمہ جو تعجیل اصل کتاب میں نہ ملے وہ میری طرف سے ہے، پھر مجھے تعجیل کا نسخہ دکتور اکرام اللہ امداد الحق کی تحقیق والا مطبوعہ نسخہ ملا میں نے اس سے تقابل کیا اور بعض ان کے استدراک سے اضافہ کیا خصوصا وہ رواۃ جن کا تعلق مسند امام ابوحنیفہ سے ہے اور میں نے بعض رموز کی تصحیح کی جو میرے پاس ناقص تھے۔ اس میں کل رواۃ ۱۴۰۰ ہیں۔

تعجیل المنفعۃ پر شیخنا المحدث ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے ایک استدراک بنام "اتمام المنفعۃ بتعجیل المنفعۃ" لکھا ہے، جو مطبوع ہے۔

تقریب التہذیب لابن حجر کا منہج

یہ فن رجال کی مختصر ترین کتاب ہے جس میں کتبِ ستہ کے مؤلفین کی کتب کے رواۃ کو جمع کیا گیا ہے۔

اس کتاب کے مقدمہ میں اس کا منہج لکھا گیا ہے۔ اس کتاب پر شیخ شعیب ارناؤط اور شیخ بشار عواد معروف نے مفصل کام "تحریر تقریب التہذیب" کے نام سے کیا، پھر تحریر کے رد میں شیخ ماہر یسین الفحل نے "کشف الایھام لما تضمنہ تحریر التقریب من الاوھام" لکھی۔ پھر عسام بن مسعود الخزرجی نے "المحصول باوھام الحافظ بین کتاب تھذیب التھذیب و کتاب تقریب التھذیب" کے نام سے جامع کتاب لکھی۔ استاد محترم شیخ اثری صاحب نے بھی تقریب پر بعض جگھوں پر نقد کیا جو مطبوع

[1] تعجیل المنفعۃ :۱/۲۳۶-۲۳۷.

ہے۔اسی طرح شیخ ابوالا شبال شاغف نے بھی تقریب پر کام کیا ہے اور تقریب کے ایک نسخے میں تقریب ،تحریر اور **کشف الایہام** تینوں کو اکٹھا کر دیا گیا ہے یہ بھی مطبوع ہے ۔اور ایک ایسا بھی نسخہ مطبوع ہے جس میں تقریب ،الکاشف ،طبقات المدلسین ،الکواکب النیرات اور المراسیل وغیرہ کو جمع کر دیا گیا ہے۔ بہت ہی مفید نسخہ ہے۔

تقریر کے شروع میں مفید مقدمہ ہے۔اس میں رواۃ کے طبقات بنائے گئے ہیں اور الفاظ جرح وتعدیل کی درجہ بندی کی گئی ہے، نیز اس میں کچھ رموز کی وضاحت کی گئی ہے۔ کتب رجال کے مطالعہ کے دوران میں رواۃ کے ساتھ ہمیں کچھ رموز دکھائی دیتے ہیں ، ان سے کیا مراد ہے؟ یہ تفصیل بہت اہم ہے۔ ہر طالب علم کو اسے اچھی طرح یاد کرنا چاہیے۔مثلاً

خ: صحیح بخاری میں اس راوی کی حدیث ہے ۔

خت: صحیح بخاری میں اس راوی کی معلق روایت ہے۔

بخ: الادب المفرد للبخاری میں اس راوی کی روایت ہے۔

عخ: خلق افعال العباد للبخاری میں اس راوی کی روایت ہے۔

ز: جزء القراءۃ للبخاری میں اس راوی کی روایت ہے۔

ی: جزء رفع الیدین للبخاری میں اس راوی کی روایت ہے۔

م: صحیح مسلم میں اس راوی کی روایت ہے۔

د: سنن ابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

مد: مراسیل ابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

صد: فضائل الانصار لابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

خد: الناسخ لابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

قد: القدر لابی داود میں اس راوی کی روایت ہے۔

ف: التفرد لابی داود۔۔۔

ل: مسائل لابی داود۔۔۔

کد: مسند مالک لابی داود۔۔۔۔

ت: سنن الترمذی۔۔۔۔

تم: شمائل الترمذی۔۔۔۔

س: سنن النسائی۔۔۔۔

عس: مسند علی للنسائی۔۔۔

کن: مسند مالک۔۔۔

ق: سنن ابن ماجہ۔۔۔

فق: تفسیر لابن ماجہ۔۔۔

ع: کتب ستہ۔۔۔

۴: سنن اربعہ۔۔۔

تمییز: کتب ستہ کے علاوہ کسی اور کتاب کا راوی ہے۔ [1]

کیا حافظ ابن حجر کے تقریب میں تمام رواۃ پر حکموں سے اتفاق ہے؟

اکثر حکم درست ہیں۔ مثلاً کچھ راوی ثقہ ہیں لیکن حافظ ابن حجر نے انہیں صدوق یا ضعیف کہا ہے اور اسی طرح کچھ راوی ثقہ ہیں لیکن حافظ ابن حجر نے انہیں مقبول کہا ہے اور یہ اختلاف زیادہ نہیں ہے۔

کیا تقریب التہذیب میں کتب ستہ کے تمام رواۃ موجود ہیں؟

حافظ ابن حجر نے احاطہ کرنے کی بہت کوشش کی ہے لیکن اس کے باوجود چند راوی اس میں نہیں آسکے۔

کتب ستہ کے رجال پر کتب:

الکمال فی اسماء الرجال لعبدالواحد المقدسی جو دس جلدوں میں مطبوع ہے پھر اس کی تہذیب: تہذیب الکمال فی اسماء الرجال للمزی پھر اس کی تہذیب: تہذیب التہذیب لابن حجر

[1] تقریب التهذيب ص: ١٠.

، پھر اس کی تہذیب تقریب التہذیب مشہور اور عام متداول ہیں۔ان کتب میں حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ جمع کیے گئے ہیں اور طریقہ یہ ہے کہ راوی کا مکمل نام پھر ''روی عن'' لکھا جاتا ہے اس کے بعد شیوخ کا تذکرہ پھر ''روی عنہ'' کے بعد شاگردوں کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ پھر راوی پر جرح وتعدیل کے لحاظ سے محدثین کے اقوال اختصار کے ساتھ لکھے جاتے ہیں اور اس راوی سے مروی ایک روایت لکھی جاتی ہے۔اگر کوئی مشہور واقعہ اس راوی کے متعلق ہے تو اس کو بھی لکھا جاتا ہے۔آخر میں وفات اور اس وفات پر اگر کسی نے شعر پڑھے ہیں تو وہ لکھ دیے جاتے ہیں۔

عام کتب حدیث کے رجال:

درج ذیل کتب سے مل جاتے ہیں مثلا: التاریخ الکبیر للبخاری ،الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ،تاریخ بغداد،تاریخ دمشق ،میزان الاعتدال وغیرہ۔

ائمہ اربعہ کی کتب کے رجال:

ان کتب میں امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب کتب کے رجال،امام مالک کی کتب کے رجال ،امام شافعی کی کتب کے رجال اور امام احمد بن حنبل کی کتب کے رجال کے حالات ملتے ہیں مثلا تعجیل المنفعۃ فی زوائد رجال الاربعۃ لابن حجر۔

ثقہ رواۃ پر کتب:

ثقات العجلی (م۲۶۱ھ): امام عجلی بہت بڑے محدث اور جرح وتعدیل کے امام تھے، ان کو متساہل کہنا درست نہیں ہے۔جیسا کہ استاد محترم محدث العصر شیخ ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ نے اپنی کتاب ''ضوابط الجرح والتعدیل'' میں تفصیل بیان کی ہے۔

کیا امام عجلی نے صرف ثقہ رواۃ پر یہ کتاب لکھی؟

جواب: نہیں بلکہ خود انھوں نے اس کتاب میں ۴۳ رواۃ کو خود ضعیف کہا ہے اور کتاب کا نام رکھا ہے معرفۃ الثقات من رجال اھل العلم والحدیث ومن الضعفاء وذکر مذاھبھم واخبارھم۔

چند مثالیں:

اسماعیل بن ابان کوفی ضعیف الحدیث (رقم:۸۵)

اشعث بن سوار کوفی ضعیف (رقم:۱۰۹)

اشہل بن حاتم بصری ضعیف۔(رقم:۱۱۱)

ہیثم بن عدی طائی کذاب (۱۹۲۴)

معلیٰ بن ہلال کذاب (۱۷۶۴)

لیکچر میں ہم نے مفصل بحث کی ہے وہ بھی سماعت کیا جائے۔

الثقات لابن حبان (م ۳۵۴ھ):......اس پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

ثقات لابن شاہین (م ۳۸۵ھ):......اس پر تفصیلی بحث گزر چکی ہے۔

ضعیف رواۃ پر کتب:

(۱)الضعفاء الصغیر للبخاری (م۲۵۶):...... اس کتاب کے اکثر راوی ضعیف ہیں اور اس میں بعض ثقہ راوی بھی موجود ہیں، مثلا طلق بن حبیب کو خود امام بخاری نے صدوق کہا ہے۔(الضعفاء:۱۷۹)اس سے مقصود اس راوی سے مروی روایت کی کسی کوئی علت کی طرف اشارہ کرنا ہے۔اس میں بعض صحابہ کو بھی ذکر کیا ہے مثلا عبداللہ بن ثابت رضی اللہ عنہ(الضعفاء:۱۸۲)امام بخاری نے تنبیہ کی غرض سے ذکر کیا ہے کہ ان سے مروی روایت ان سے صحیح ثابت نہیں ہے۔

(۲)الضعفاء والمتروکون للنسائی (م۳۰۱ھ)

(۳)الضعفاء الکبیر للعقیلی (م ۳۲۲ھ)......اس کتاب کی تحقیق شیخ حمدی بن عبدالمجید بن اسماعیل السّلفی رحمہ اللہ نے کی تھی جو چار جلدوں میں دار الصمیعی الریاض سے مطبوع ہے۔امام عقیلی رحمہ اللہ نے کتاب کے شروع میں ایک مقدمہ بعنوان" تبین أحوال من نقل عنہ الحدیث ممن لم ینقل علی صحبہ" میں رواۃ پر جرح وتعدیل کی اہمیت کے متعلق کئی ایک محدثین کے اقوال نقل کیے ہے۔

حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ کو جمع کیا گیا ہے۔ ہر راوی پر باسند جرح نقل کی ہے بعض دفعہ اس سے مروی ضعیف روایت بھی لکھی گئی ہے۔ اس کتاب میں کل رواۃ ۲۱۰۵ ہیں۔

(۴) الضعفاء والمجروحين لابن حبان (م ۳۵۴ھ) امام ابن حبان نے اس کتاب میں ۱۲۸۴ ضعیف رواۃ پر جرح کی ہے اور ان کا ضعیف ہونا ثابت کیا ہے۔ لیکن کچھ ثقہ راوی بھی اس کتاب میں آگئے ہیں، نیز تقریباً ایک سو راوی ایسے بھی ہیں جن کو امام ابن حبان اپنی کتاب الثقات میں بھی لے کر آئے ہیں۔ اس تساہل کی تفصیل تیسرے باب میں بیان کر دی گئی ہے۔

(۵) الكامل في الضعفاء لابن عدی (م ۳۵۶ھ) یہ مفصل کتاب ہے، اس کا ایک خلاصہ ابن المقریزی حنفی نے کیا تھا۔ یہ خلاصہ أیمن بن عارف الدمشقی کی تحقیق سے مطبوع ہے اس وقت یہ خلاصہ ہمارے سامنے ہے یہ کتاب دار الجیل بیروت سے ایک ضخیم جلد میں شائع ہوئی ہے۔ کل رواۃ کی تعداد ۲۲۰۶ ہے۔

امام ابن عدی نے ہر راوی پر باسند جرح نقل کی ہے۔ بعض دفعہ اس راوی سے مروی ضعیف روایت بھی ذکر کی ہے اور بعض رواۃ کے شاگردوں اور اساتذہ کا بھی ذکر کیا ہے۔ یاد رہے کہ بعض محدثین نے اس کتاب پر تنقید بھی کی ہے۔ جس کی تفصیل کے لیے ایمن بن عارف الدمشقی کا مقدمہ خلاصہ الکامل فی الضعفاء (ص: ۱۰۔ ۱۷) کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

امام ابن عدی کا منہج:

أیمن بن عارف الدمشقی نے مقدمہ (ص: ۱۷۔ ۳۰) میں امام ابن عدی کے منہج پر مفصل بحث کی ہے۔ کچھ ضروری باتیں پیش خدمت ہیں:

۱:...... ہر وہ راوی ذکر کیا ہے جس پر خواہ ادنیٰ جرح بھی ہو اگرچہ وہ بخاری ومسلم کا راوی کیوں نہ ہو۔ [1]

---

[1] سیر اعلام النبلاء: ۱۶/ ۱۵۵.

۲:......سوائے ایک عورت بھیۃ کے علاوہ کسی اور کا ذکر نہیں کیا۔ [1]

۳:......متقدمین کے اقوال ذکر کرنے پر اکتفاء کیا ہے۔ بطور تنبیہ عرض ہے کہ امام ابن معین، امام ابوحاتم اور امام ابوزرعہ رازی اور امام ابوزرعہ الدمشقی کے اقوال نہ ہونے کے برابر ذکر کیے ہیں۔ تفصیل کے لیے اس پر ہمارا لیکچر سماعت فرمائیں۔

() کتاب الضعفاء والمتروکین للدولابی

امام دولابی کی اس کتاب سے محدثین نے بہت استفادہ کیا ہے۔ان کے شاگردوں میں امام ابن عدی ہیں، انھوں نے کئی ایک اقوالِ جرح اپنے استاد امام دولابی سے اپنی کتاب الکامل فی ضعفاء الرجال و علل الحدیث میں نقل کیے ہیں۔حافظ ذہبی نے انھیں "ذکر من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل" (ص:۱۸۹،رقم:۴۲۷) اور حافظ سخاوی نے " المتکلمون فی الرجال" (ص:۱۰۱،رقم:۸۵) میں ذکر کیا ہے۔

یاد رہے امام دولابی کی یہ کتاب غیر مطبوع ہے، اس کا ذکر کتبِ جرح وتعدیل میں ملتا ہے، مثلاً مقدمہ میزان الاعتدال للذہبی: (۱/ ۲) لسان المیزان لابن حجر میں اس کا ذکر کافی مقامات پر ملتا ہے مثلاً: ۲/ ۲۵۸، ۴/ ۲۶۴۔

(۶) میزان الاعتدال للذہبی (م ۷۴۸)

(۷) لسان المیزان لابن حجر (م ۸۵۲ھ)

طبقات رجال پر کتب:

مختلف محدثین نے رجال کے طبقات بنا کر الگ الگ کتب بھی لکھیں، جن کی ضروری تفصیل پیش خدمت ہے۔

طبقہ کا مفہوم:......حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: الطبقة فی اصطلاحهم عبارة عن جماعة اشترکوا فی السن ولقاء المشائخ۔ محدثین کے ہاں طبقہ اس جماعت کو

[1] الکامل فی الضعفاء رقم: ۳۰۱.

کہتے ہیں جو عمر اور اساتذہ سے ملاقات میں ایک دوسرے کے شریک ہوں۔ [1]

طبقات پر لکھی گئی کتب:

الطبقات الکبری لابن سعد :...... یہ کتاب پانچ طبقات پر مشتمل ہے جیسا کہ امام عراقی نے کہا ہے۔ پہلا طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر مشتمل ہے اس کے بعد تابعین کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہے، تابعین میں تبع تابعین کو بھی جمع کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے تبع تابعین کی تابعین سے تمیز کرنا مشکل ہے۔ راوی کے حالات کے ساتھ بسا اوقات جرح وتعدیل کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔

طبقات لمسلم بن الحجاج القشیری :......اس میں صرف صحابہ وتابعین کے نام ذکر کیے ہیں۔ صحابہ کرام کو ایک طبقہ میں اور تابعین کو تین طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ مفصل حالات سے یہ کتاب خالی ہے۔

امام ذہبی کی طبقات پر کتب:...... امام ذہبی نے اپنی متعدد کتب میں طبقات کا لحاظ رکھا ہے مثلاً تاریخ الاسلام، سیر أعلام النبلاء، تذکرۃ الحفاظ، المعین فی طبقات المحدثین اور طبقات الشیوخ وغیرہ۔ ان تمام کتب میں طبقات کی تحدید ایک جیسی نہیں ہے۔ مثلاً تاریخ الاسلام کو ستر طبقات میں تقسیم کیا ہے اور ہر طبقہ کی مدت دس سال رکھی ہے۔ تذکرۃ الحفاظ کو اکیس طبقات میں تقسیم کیا ہے اور سیر اعلام النبلاء کو چالیس طبقات میں تقسیم کیا ہے۔

تقریب التہذیب میں طبقات کی تفصیل:...... حافظ ابن حجر نے اپنی اس کتاب میں بارہ طبقات بنائے ہیں۔ تمام صحابہ کو ایک ہی طبقہ میں رکھا ہے۔ تابعین کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے: طبقہ کبری، طبقہ وسطی، طبقہ ملحقہ بالوسطی، طبقہ صغری اور طبقہ ملحقہ بالصغری۔ تبع تابعین کو تین طبقات میں تقسیم کیا ہے: کبری، صغری اور وسطی۔ اتباع تبع تابعین کو بھی تین طبقات پر تقسیم کیا ہے۔ کبری، وسطی اور صغری۔ ان طبقات میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بھی کسی خاص مدت کی تحدید نہیں کی۔ ان طبقات کی تفصیل تقریب التہذیب کے مقدمہ میں موجود ہے۔

---

[1] نزهة النظر ص:٦٦.

دیگر فنون کے ماہرین کے طبقات پر کتب:

قراء کے تراجم پر مشتمل خلیفہ بن خیاط کی کتاب طبقات القراء

فقہاء کے تراجم پر مشتمل ابواسحاق شیرازی کی کتاب طبقات الفقہاء

صوفیہ کے تراجم پر مشتمل ابوعبدالرحمن السلمی کی کتاب طبقات الصوفیہ

شعراء کے تراجم پر مشتمل محمد بن سلام الجمحی کی کتاب طبقات الشعراء

ادباء کے تراجم پر مشتمل ابوالبرکات انباری کی کتاب نزھۃ الالباء فی طبقات الادباء

نحاۃ کے تراجم پر مشتمل ابوبکر الزبیدی کی طبقات النحویین

اطباء کے تراجم پر مشتمل ابوداود سلیمان بن حسان الاندلسی کی طبقات الاطباء والحکماء

نسب کی بنیاد پر کتب رجال:...... ان کتب میں ایک خاندان یا ایک قبیلہ کے رواۃ حدیث کو جمع کر دیا گیا ہے۔اس فن پر امام ابن سعد کی الطبقات الکبری اور امام سمعانی کی الانساب عام مشہور ومتداول ہیں۔

شہروں کی بنیاد پر کتب رجال:...... ان کتب میں شہروں اور ملکوں کے رواۃِ حدیث کو الگ الگ جمع کر دیا گیا ہے مثلا الطبقات لمسلم بن الحجاج القشیری، مشاہیر علماء الامصار لابن حبان، تاریخ دمشق لابن عساکر، تاریخ بغداد للخطیب البغدادی، تاریخ بخاریٰ، تاریخ سمرقند ،تاریخ بیہق ،تاریخ نیساپور وغیرہ۔

حروف تہجی کے اعتبار سے کتب جرح وتعدیل:

ان کتب میں راوی تلاش کرنا نہایت آسان ہے۔لغت کی طرح حرف تہجی کی مدد سے جلد مطلوب تک پہنچا جاتا ہے۔اس ترتیب پر درج ذیل کتب لکھی گئی ہیں مثلا :التاریخ الکبیر للبخاری ،الکنی لمسلم بن الحجاج ،الضعفاء للعقیلی ،الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ،المجروحین لابن حبان ،میزان الاعتدال للذہبی ،تہذیب الکمال للمزی ،تہذیب التہذیب لابن حجر وغیرہ۔

جامع السؤالات الحدیثیة

فن رجال کی پچیس کتبِ سؤالات پر مشتمل یہ قیمتی کتاب مطبوع ہے، اس میں ان پچیس

کتب کو جمع کیا گیا ہے جن میں تلامذہ نے اپنے شیوخ سے جرح وتعدیل کے متعلق سوالات کیے۔ یہ کتب الگ الگ بھی مطبوع ہیں۔ دکتور رشادی بن محمد سالم آل نعمان حفظہ اللہ نے ان تمام کو نو جلدوں میں حروف تہجی کے اعتبار سے رواۃ کو جمع کر دیا ہے اور ہر راوی کے بارے میں ائمہ جرح وتعدیل کے وہ تمام اقوال کو جمع کر دیا گیا ہے جو ان کتب میں موجود ہیں۔ یہ بہت عمدہ اور لائق تحسین کام ہے۔ اللہ تعالی جامع اور ناشر کو جزائے خیر عطا فرمائے آمین

وہ پچیس کتب درج ذیل ہیں:

۱: تاریخ الدوری عن ابن معین

۲: تاریخ عثمان بن سعید الدارمی عن ابن معین

۳: سؤالات ابن الجنیدعن ابن معین

۴: سؤالات ابن محرز عن ابن معین

۵: سؤالات ابن طهمان الدقاق

۶: تاریخ هاشم بن مرثد الطبرانی عن یحیی بن معین

۷: تاریخ ابن معین روایة أحمد بن علی بن سعید المروزی

۸: کتاب العلل و معرفة الرجال عن الامام احمد بن حنبل

۹: کتاب العلل روایة المروذی و صالح بن احمد والمیمونی و غیرهم لامام احمد

۱۰: سؤالات ابی داود لامام احمد

۱۱: سؤالات ابن هانی ء لامام احمد

۱۲: سؤالات ابی بکر الاثرم لامام احمد

۱۳: مسائل الامام احمد بن حنبل روایة ابی القاسم البغوی

۱۴: مسائل الامام احمد روایة ابنه صالح

۱۵: سؤالات ابی عبدالرحمن السلمی للدارقطنی

۱۶: سؤالات حمزه بن یوسف السهمی للدارقطنی
۱۷: سؤالات البرقانی للدارقطنی
۱۸: سؤالات الحاکم النیسابوری للدارقطنی
۱۹: سؤالات ابی عبداللّٰہ بن بکر البغدادی لامام ابی الحسن الدارقطنی
۲۰: سؤالات محمد بن عثمان بن ابی شیبه لامام علی بن المدینی
۲۱: جزء فیه مسائل ابی جعفر محمد بن عثمان بن ابی شیبة عن شیوخه
۲۲: سؤالات البرذعی لابی زرعة و معه کتاب اسامی الضعفاء
۲۳: سؤالات ابی عبید الآجری لامام ابی داود السجستانی
۲۴: سؤالات مسعود بن علی السجزی للحاکم
۲۵: سؤالات ابی طاهر السلفی أبا الکرم خمیس بن علی الحوزی

نثل النبال بمعجم الرجال از محدث العصر ابواسحاق الحوینی حفظہ اللہ

یہ کتاب چار جلدوں میں مطبوع ہے اس میں حوینی صاحب کے شاگرد ابوعمرو احمد بن عطیہ الوکیل حفظہ اللہ نے بڑی محنت سے ان کی تمام کتب سے رواۃ پر جرح وتعدیل کی بحوث جمع کر دی ہیں۔ یہ ایک بے مثال کتاب ہے، خصوصا مختلف فیہ رواۃ پر کس کو راجح کہنا ہے؟ بہت عمدہ بحوث ملتی ہیں۔

علمائے احناف اور جرح وتعدیل

جب ہم علمائے احناف کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو وہ جرح وتعدیل کے لحاظ سے جب بحث کرتے ہیں تو وہ بالکل منہج محدثین کے برخلاف اپنا فیصلہ دیتے ہیں۔ بالفاظ دیگر احناف اپنی خواہشات کے پیچھے لگ کر جرح وتعدیل کے علم کو ختم کرنے کے لیے غلط چالیں چلتے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ کسی نہ کسی طرح علم جرح وتعدیل کی تعبیریں محدثین سے ہٹ کر نکالیں۔ اس پر ہماری مفصل کتاب ہے جو کسی موقع پر شائع کی جائے گی۔ ان شاء اللہ